چپکے سے اُتر مجھ میں

از قلم فروا خالد

پورے ملک میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی .نیوز چینلز سے لے کر سوشل میڈیا پر ایک ہی نیوز آگ کی طرح پھیل چکی تھی .کہ ملک کا نامور بزنس مین نوشیروان خانزادہ .جو بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا .جو اندر ہی اندر سیاست دانوں اور مافیا کو اپنے ہاتھوں پر نچاتا تھا .اُس کو دو لوگوں کے قتل کیس میں گرفتار کرلیا گیا ہے .

نوشیروان خانزادہ کے خاندان سمیت کوئی بھی اِس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا .اور حیرت کی بات یہ تھی کہ قتل سے بھی زیادہ سب

لوگوں کے لیے بے یقینی کی بات نوشیروان خانزادہ کی گرفتاری تھی .ایسا کون پیدا ہوگیا تھا اِس دنیا میں .جس نے نوشیروان جیسے پاورفل انسان سے ٹکر لی تھی .جس سے ٹکرانے والا ہمیشہ خود ہی چکناچور ہوا تھا .

پولیس کی بکتل بند گاڑیاں کورٹ کے سامنے جاکر رکی تھیں .وہاں پر لوگوں کا سمندر پہلے سے ہی اُمڈ آیا تھا .جہاں نوشیروان خانزادہ بہت سے لوگوں کے لیے بُرا تھا .وہیں وہ کچھ لوگوں کے لیے فرشتہ صفت انسان سے کم نہیں تھا .جو آج اُس کی خاطر بغیر کسی ڈر و خوف کے وہاں پہنچ چکے تھے .

گاڑی کا دروازہ کھلتے ہی نوشیروان خانزادہ اپنے مخصوص مغرورانہ انداز میں باہر نکلا تھا .دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہونے کے باوجود چہرے پر

کسی قسم کا کوئی ملال کوئی شرمندگی نہیں تھی .کوئی ڈرو خوف نہیں تھا .

جسے دیکھنے کے لیے ایک وجود بہت ہی بے تابی سے منتظر تھا .مگر

نوشیر وان خانزادہ کی وہی شان و شوکت وہیں اکڑ سے بھر پور مغرور انداز

اُسے اندر تک جلا کر راکھ کر گیا تھا .

لوگوں کے ہجوم کو چیرتے اپنے گارڈز اور پولیس والوں کے درمیان

نہایت ہی شہانہ چال چلتے نوشیر وان خانزادہ اندر کی طرف بڑھ رہا تھا .

جب اچانک کسی کے سامنے آجانے کی وجہ سے اُسے اپنے قدم روکنے

پڑے تھے .

"تمہارا یہ غرور خاک میں ملا دوں گی میں .یاد رکھنا جس طرح تم نے میرے باپ اور بھائی کو مجھ سے چھین کر برباد کیا ہے .میں تمہیں بھی ایسے ہی برباد کردوں گی" .

نوشیروان خانزادہ نے ایک گہری نظر کالی چادر میں لپٹے اُس نازک وجود پر ڈالی تھی .جو اپنی جرأت سے کہیں زیادہ بڑی بات بول رہی تھی .

اتنی سیریس سچویشن میں بھی عرزش کی بات پر نوشیروان کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ کھیل گئی تھی .جو وہاں موجود بہت سے کیمروں کی آنکھ میں کیپچر ہوئی تھی .کیونکہ نوشیروان خانزادہ کی مسکراہٹ ہمیشہ سے ایسی ہی انمول رہی تھی .بہت کم لوگوں کو ہی دیکھنا نصیب ہوتی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"یاسر نیوز پیپر دیکھا آج کا" .

فیصل یاسر کے کیبن کی طرف آتے پر تجسس انداز میں بولا .

"نہیں .کیوں کیا ہوا . آج ایسی کیا انوکھی چیز چھپ گئ" .

یاسر نے فیصل کے انداز پر فائل سے سر اُٹھاتے سوالیہ انداز میں اُس کی طرف دیکھا .جس کے جواب میں فیصل نے ہاتھ میں پکڑا نیوز پیپر اُس کی طرف بڑھا دیا .

"انوکھی تو نہیں مگر بہت بڑی نیوز ہے .ایک بار تو اِسے پڑھ کر ہوش اُڑ جائیں گے تمہارے" .

فیصل کی بات سنتے اُس نے فوراً نیوز پیپر کھول کر اپنے سامنے کیا .مگر جیسے ہی فرنٹ پیج پر موجود خبر پر نظر پڑی یاسر نے بے یقینی سے فیصل کی طرف دیکھا .

"واٹ ایسا کیسے ہوسکتا ہے .ابھی ایک ہفتہ پہلے تو یہ کمپنی پورے عروج پر تھی .اب اچانک اِن کا دیوالیہ کیسے نکل گیا" .

یاسر کی حیرانی کی کوئی حد نہیں تھی .جبکہ اُس کی بات سنتے فیصل معنی خیزی سے مسکرایا تھا .

"ایک ہفتہ پہلے کس کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی اِس کمپنی کی" .

فیصل نے سوالیہ انداز میں یاسر کی طرف دیکھا .

"ہمارے باس مطلب نوشیروان خانزادہ سے" .

یاسر نے نا سمجھی سے بولا .

"اُس کمپنی کے اونر نے نوشیروان سر کو کوئی چیلنج کیا تھا . جس کا جواب دیا ہے سر نے".

فیصل نے اُس کی معلومات میں اضافہ کیا . مگر یاسر کی حیرت کسی صورت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی .

"لیکن یہ کیسا چیلنج تھا کہ اتنی بڑی کمپنی کا ایک ہی ہفتے میں دیوالیہ نکال کر رکھ دیا . مجھے تو یقین نہیں آرہا تمہاری بات پر" .

یاسر نے اپنے سامنے رکھی فائل بند کرتے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے کہا .
ڈر تو اُسے پہلے ہی اپنے باس سے بہت لگتا تھا . جس سے بمشکل اُس کی ایک دو ملاقتیں ہی ہوئی تھیں .وہ نوشیروان خانزادہ کی شاندار اور چھا جانے والی متاثر کن پرسنیلٹی سے بہت مرعوب ہوا تھا . مگر ابھی فیصل کی بات سن کر اُس کے خوف میں مزید اضافہ ہوچکا تھا .جب کہ اُس کی بات پر فیصل کا قہقہ برآمد ہوا.

"نئے ہو تم ابھی یہاں .شاید ٹھیک سے جانتے نہیں ہو نوشیروان خانزادہ کو . دیکھنے میں جتنی رُعب دار پرسنیلٹی ہے .اندر سے اُس سے بھی کہیں زیادہ سخت, غصیلے اور اُکھڑ پن کے مالک ہیں .اُن کی آنکھوں میں موجود سرد پن اور دہشت انسان کو اندر تک سہمنے پر مجبور کردیتی ہے .

کہنے کو وہ یہاں کے سب سے بڑے اور کامیاب ترین بزنس مین ہیں . مگر حقیقت میں کسی ولن سے کم نہیں ہیں .اُن سے ٹکرانے کی کوشش کرنے والا دوبارہ کسی چیز کے قابل نہیں رہتا .ملک کے بڑے سے بڑے عہدے دار نوشیروان خانزادہ کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں .کسی میں جرأت نہیں کہ اُن کا مقابلہ کرسکے .نامور سیاست دانوں سے لے کر مافیا کے سرغنہ تک رسائی رکھتے ہیں سر" .

فیصل کی باتیں سنتے یاسر کا رنگ زرد پڑا تھا .

"مگر بہت سی اچھائیاں بھی اپنے اندر رکھتے ہیں سر.

جنہیں اُنہوں نے باقی چیزوں کے پیچھے چھپا رکھا ہے .نوشیروان خانزادہ کی سب سے اچھی بات کہ وہ کبھی کسی بے قصور کو کچھ نہیں کہتے .لیکن قصوروار اُن سے بچ نہیں سکتا .جیسے کے یہ نیوز بتا رہی ہے".

فیصل کی آخری بات سنتے یاسر کی سانسیں کچھ بحال ہوئی تھیں.

اِس سے پہلے کے وہ کوئی اور بات کرتے آفس میں موجود تمام لوگ ایکٹیو ہوئے تھے .کیونکہ اُنہیں ابھی خبر ملی تھی کہ نوشیروان خانزادہ آفس میں داخل ہوچکا ہے .اور اُس کا رُخ اِسی فلور کی طرف ہی ہے .

فیصل بھی جلدی سے اپنے ٹیبل کی طرف بڑھا تھا .

جب دو منٹ بعد نوشیروان خانزادہ وہاں انٹر ہوا تھا .اُس کے اردگرد اُس کے گارڈز اور کچھ خاص لوگ موجود تھے .نوشیروان خانزادہ کو سامنے دیکھ

باقی سب کے ساتھ ساتھ یاسر کے ہاتھوں میں بھی کپکپاہٹ شروع ہوچکی تھی .

نوشیروان خانزادہ اِس وقت بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس مضبوط مردانہ کلائیوں میں بیش قیمت ریسٹ واچ باندھے اندر کی طرف بڑھ رہا تھا .اُس کے مضبوط قدموں کی دھمک وہاں موجود ہر شخص کو سہمنے پر مجبور کررہی تھی .

بہت ہی نفاست سے بال سجائے خوبرو چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی . ساحر آنکھیں جن میں ہمیشہ کی طرح اِس وقت بھی نفرت, غصہ اور سرد پن چھایا ہوا تھا .جیسے کسی کو بھی اِن کی تپش سے بھسم کردے گا .

مغرور کھڑی ناک جس کے نیچے سگریٹ زدہ اُس کے سُرخی مائل ہونٹ ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے .

نوشیروان کو دیکھ وہاں موجود تمام لوگ اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اُسے سلام کررہے تھے .جب نوشیروان وہی سختی لیے یاسر سے دو ٹیبل چھوڑ کر تیسرے ٹیبل کے پاس کھڑے مینیجر کی طرف بڑھا تھا اور اگلے ہی لمحے نوشیروان کے پڑنے والے جاندار گھونسے سے وہ شخص زمین بوس ہوا تھا .

"شدید نفرت ہے مجھے دھوکے باز لوگوں سے .میرا ہی نمک کھاتے میرے ہی خلاف جاکر میری کمپنی کی انفارمیشن لیک کرنے کی کوشش کی

ہے تم نے .اُس کا جو ریوارڈ میں تمہیں دینے والا ہوں .وہ ساری زندگی یاد رکھوں گے تم" .

نوشیروان نے اُسے گریبان سے پکڑ کر اُوپر اُٹھایا تھا .

"سر پلیز مجھے معاف کر دیں.مجھ سے غلطی ہوگئ . آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا" .

اُس نے گڑگڑاتے ہوئے ابھی بات مکمل کی ہی تھی جب نوشیروان کے پڑنے والے اگلے گھونسے پر وہ دوبارہ اُٹھنے کے قابل نہیں رہا تھا .

اُسے ایک زور دار ٹھوکر رسید کرتے اپنے آدمیوں کو اُسے اُٹھا کر لے جانے کا اشارہ کرتے وہ وہاں سے پلٹ گیا تھا .جہاں آفس میں موجود تمام لوگوں کی آنکھوں میں نوشیروان خانزادہ کا خوف ہلکورے لے رہا تھا وہیں

وہاں موجود صنفِ نازک اُس کی مردانہ وجاہت سے بھرپور شخصیت کے سحر میں خود کو جکڑتے محسوس کررہی تھیں. مگر ہمیشہ کی طرح وہ سنگدل شخص اُن تمام حسیناؤں کو یکسر نظر انداز کرتا اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا تھا.

آٹھ منزلہ یہ شاندار عمارت جو ملک بھر میں خانزادہ گروپ آف انڈسٹریز کے نام سے مشہور تھی. جہاں بہت سے لوگ جاب کرنے کے خواب دیکھتے تھے. مگر چند خوش نصیب لوگوں کا ہی یہ خواب پورا ہو پاتا تھا. کیونکہ نوشیروان خانزادہ جیسے انسان کے معیار پر پورا اُترنا بہت مشکل کام تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"نایاب اگر اگلے پانچ منٹ میں تم باہر نہ آئی تو میں نے تمہارے آفس میں آجانا ہے .پھر مجھے یہ مت کہنا میں نے تمہاری بات نہیں مانی" .

عرزش کو آدھے گھنٹے سے اُوپر ہوچکا تھا .اُس کے آفس کے باہر کھڑے ہوکر انتظار کرتے ہوئے .مگر نایاب تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی .جب آخر کار تنگ آکر عرزش نے اُس کا نمبر ملایا تھا .

"نہیں نہیں پلیز اندر مت آنا .نوشیروان سر آئے ہوئے ہیں .ایسے نہ ہو کچھ گڑبڑ ہوجائے .اور پلیز دس منٹ اور ویٹ کر لو .سر کے نکلتے ہی میں آجاؤ گی .اُن کے ہوتے ہوئے آفس سے نکلنا بہت مشکل ہے" .

نایاب کی گھبرائی ملتجائی آواز پر عرزش نے گہرا سانس بھرتے فون بند کر دیا تھا .

"ڈر تو ایسے رہی ہے .جیسے باس نہ ہو کوئی جن بھوت ہو" .

عرزش اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے نایاب کا انتظار کرتے موبائل پر مصروف تھی .بار بار نایاب کے لئے اُٹھتی اُس کی نظر سامنے موجود عالیشان عمارت سے پورے پروٹوکول کے ساتھ نکلتے ایک نہایت ہی خوبرو شخص پر پڑی تھی .جس کے ہر ہر انداز سے مغروریت اور سرد پن چھلک رہا تھا .

ایک نظر ڈال کر عرزش واپس اپنے موبائل پر مصروف ہوچکی تھی .

جب اچانک ہاتھوں میں گن اُٹھائے دو گارڈز اُس کی طرف بڑھے تھے .

"کک کیا ہوا ہے بھئی اور یہ گن تو نیچے کریں .گولی نکل سکتی ہے اِس میں سے" .

دو ہٹے کٹے گارڈز کو ہاتھوں میں گن تانے اپنی طرف بڑھتا دیکھ عرزش کا موبائل ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا .مگر اگلے ہی لمحے سنبھلتے وہ اُن لوگوں کو گھورتے ہوئے بولی .

"آپ کو ابھی اور اِسی وقت اپنی گاڑی یہاں سے ہٹانی ہو گی .کیونکہ غلط پارک کرنے کی وجہ سے آپ کی گاڑی ہمارے باس کی گاڑی کا راستہ روکے کھڑی ہے" .

اُن لوگوں کی عجلت میں کہی بات پر عرزش کا دماغ گھوما تھا .

"او ہیلو . گاڑی غلط پارک میں نے نہیں تمہارے اُس باس نے کی ہے .
اِس لیے میں اپنی گاڑی کسی صورت یہاں سے نہیں ہٹاؤں گی".

عرزش نے کچھ فاصلے پر موجود گاڑی کی طرف اشارہ کرتے غصے سے کہا
تھا .

"آپ جانتی بھی ہیں آپ کس کو انکار کر رہی ہیں .وہ نوشیروان خانزادہ
ہیں اِس جگہ کے مالک .چند سیکنڈز کے اندر آپ کی گاڑی اُٹھوا کر ایسی
جگہ پھینکوائیں گے .کہ اِسے ڈھونڈتی رہ جائیں گی .اِس لیے آرام سے ہٹ
جائیں آگے سے" .

گارڈز کے دھمکی آمیز انداز پر عرزش کا دل چاہا تھا اُن کا منہ توڑ دے .
ایک تو غلطی بھی اپنی اُوپر سے دھمکی بھی اُسے دی جارہی تھی .

"میں تم لوگوں کی اِن دھمکیوں سے ڈرنے والی نہیں ہوں .اور نہ ہی تمہارے باس سے .تم لوگوں کو ایک لڑکی سے لڑنے بھیج کر خود کہاں چھپا بیٹھا ہے" .

عزش اُن کی کسی بھی بات کا اثر لیے بغیر کچھ فاصلے پر کھڑی کالے شیشوں والی گاڑی کی طرف بڑھی تھی .اور غصے بھرے انداز میں اُس کی کھڑکی بجاتے شیشے نیچے کرنے کا اشارہ کیا تھا .جبکہ گارڈز اُسے روکتے رہ گئے تھے .اُن کا بس چلتا تو ابھی اِس گز بھر کی لڑکی کو اُٹھا کر یہاں سے غائب کر دیتے مگر نوشیروان کی طرف سے اُنہیں کسی بھی عورت سے بدتمیزی کرنے کی اجازت بلکل نہیں تھی .

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر براجمان نوشیروان فون پر مصروف تھا. مگر اتنے بُرے طریقے سے شیشہ بجائے جانے پر ماتھے پر تیوری چڑھائے اُس نے مرر نیچے کیا تھا.

جب سامنے کھڑی دوشیزہ پر نظر پڑتے ہی سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں نوشیروان خانزادہ کی نگاہیں ساکت ہوئیں. عرزش کی سیاہ گھنیری پلکوں سے گھری حسین آنکھوں نے ایک پل کے لیے اُس کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی. مگر اگلے ہی لمحے سنبھلتے نوشیروان اپنے ڈسٹرب کئے جانے پر چہرے پر سخت تاثرات سجائے عرزش کی طرف متوجہ ہوا تھا.

"واٹ نان سینس از دس".

نوشیروان موبائل کان سے ہٹاتے اُسے گھورتے ہوئے بولا.

"نان سینس میں نہیں آپ ہیں مسٹر .ایک تو غلطی بھی خود کی اور اُوپر سے اپنے اِن غنڈوں کو دھمکانے کے لیے بھی بھیج دیا .آپ" ...

اِس سے پہلے کے وہ مزید کوئی سخت الفاظ بولتی نایاب نے جلدی سے آگے بڑھتے عرزش کے منہ پر ہاتھ رکھتے اُسے پیچھے کھینچا تھا .کیونکہ وہ اپنے باس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی .اور اِس وقت بھی غصے سے بدلتے اُس کے تاثرات دیکھ چکی تھی .

"آئم ریلی سوری سر .یہ میری کزن ہے .آپ پلیز اِس کی باتوں کا بُرا مت مانیئے گا .دراصل اِس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے .کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی بول دیتی ہے .پلیز آپ اِس کی بات کا بُرا مت منایئے گا .اِس کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں آپ سے" .

نایاب عرزش کو دور دھکیلتے اُس کے ہاتھ سے چابی لے کر گارڈ کو دے چکی تھی .اور بہت ہی شائستگی سے نوشیروان کو جواب دیا تھا .جس پر نوشیروان نے ایک نظر عرزش پر ڈالتے ڈرائیور کو گاڑی آگے بڑھانے کا حکم دیا تھا .یہ لڑکی اُسے کہیں سے بھی پاگل نہیں لگ رہی تھی .مگر اُس کے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا کہ کسی کے بارے میں سوچتا .اِس لیے فوراً اُن کی طرف سے سر جھٹکتے وہ واپس اپنے فون کی طرف متوجہ ہوا تھا .

"نایاب تم ایک بہت ہی ایڈیٹ لڑکی ہو .مجھ سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب تمہیں" .

عرزش نوشیروان خانزادہ کو وہاں سے نکلتا دیکھ نایاب کو گھورتے نروٹھے پن سے کہتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی .

"عرزش میری بات تو سنو".

نایاب اُس کے تیور دیکھ جلدی سے اُس کے پیچھے لپکی تھی. کہ کہیں غصے میں وہ اُسے یہیں چھوڑ کر ہی نہ چلی جائے. عرزش کو گاڑی سٹارٹ کرتا دیکھ نایاب فوراً گاڑی میں جا بیٹھی تھی.

"عرزش تم جانتی نہیں ہو. میں نے تمہیں کتنی بڑی مصیبت میں پھنسنے سے بچایا ہے. نوشیروان خانزادہ سے اُلجھنے کا مطلب اپنی بربادی کو آواز دینا ہے.

تم جانتی نہیں ہو اُنہیں. کتنے غصے والے ہیں".

نایاب کی بات پر عرزش مزید تپی تھی.

"مجھے ایسے فضول لوگوں کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہے بھی نہیں .اور نہ ہی میں ڈرتی ہوں اِن جیسے امیر زادوں سے .اِن کا دماغ ٹھکانے پر لگانا اچھے سے آتا ہے مجھے" .

عرزش کا موڈ اچھا خاصہ خراب ہوچکا تھا .

"اور تم ایک پاگل کے ساتھ گاڑی میں کیوں بیٹھی ہو" .

عرزش نے بات کرتے ایک تیز نظر نایاب پر بھی ڈالی تھی .جس پر نایاب کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ بکھری تھی .

"اچھا نا آئم سوری .چھوڑوں اِن سب باتوں کو اور اپنا موڈ ٹھیک کرو" .

نایاب کی بات پر عرزش ایک بار پھر اُسے گھور کر رہ گئ تھی .

جب کافی دیر بعد بہت مشکلوں سے نایاب اُس کا موڈ ٹھیک کرنے میں کامیاب ہوئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

وہ سرجھکائے اپنے ایک کیس کی فائل ریڈ کررہی تھی .جب اُس کے آفس کے دروازے پر ہلکا سا ناک ہوا تھا .

"یس کم اِن" .

اُس کی دھیمی پر ترنم سی آواز کانوں سے ٹکراتے ہی باہر کھڑے شخص نے فوراً قدم اندر بڑھائے تھے .

اندر داخل ہوتے ہی زباد کی نظر اُس کے جھکے سر پر پڑی تھی .رائل بلو کلر کے سادہ سے سوٹ میں اپنے شولڈر کٹ بالوں کو کیچڑ میں مقید کیے وہ پورے انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھی .اُس کی گلابیاں چھلکاتی شفاف رنگت ہمیشہ کی طرح زباد شیرازی کو اپنی جانب متوجہ کررہی تھی . مگر وہ جانتا تھا یہی گلابی رنگت ابھی چند سیکنڈز بعد اُسے دیکھ کر لہو رنگ ہونے والی تھی .

یشفہ اپنے کام میں اتنی مصروف تھی .کہ وہ بھول چکی تھی کہ اُس کے علاوہ بھی کوئی شخص اِس روم میں موجود ہے .مگر کافی دیر بعد خود پر

مسلسل نظروں کی تپش محسوس کرتے یشفہ نے ایک احساس کے زیرِ اثر چہرہ اُوپر اُٹھایا تھا. مگر اپنے سامنے زباد شیرازی کو کھڑا دیکھ یشفہ کے چہرے کا زاویہ بدلہ تھا.

"تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی. میرے آفس میں قدم رکھنے کی. ابھی اور اِسی وقت نکلو یہاں سے".

وہ فائل ٹیبل پر پٹختی غصے سے اپنی چیئر سے اُٹھی تھی.

"او ہو ہر بات چیخ چلا کر کرنا ضروری ہے کیا. کوئی بات آرام سے بھی کی جاسکتی ہے. اور میں تو آج اتنی خوشی کہ موقع پر تمہارا منہ میٹھا کروانے آیا ہوں".

زباد اپنی مخصوص دل جلانے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ایک گلاب جامن یشفہ کی طرف بڑھاتے بولا .

مگر اِس وقت یشفہ کے لیے یہ مٹھائی کسی زہر سے کم نہیں تھی .اِس وقت سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اُس کا دل چاہا تھا .کاش کہ اُسے ایک قتل واجب ہوتا تو وہ زباد شیرازی کو شوٹ کرنے میں ایک منٹ نہ لگاتی .

"میں نے کہا ابھی اور اِسی وقت نکلو میرے آفس سے" .

یشفہ اُس کا بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کی طرف جھٹکتی نخوت سے بولی .

"یار وکیل صاحبہ اپنی ہار کا اتنا بھی کیا غصہ .کہ بندہ اخلاقیات ہی بھول جائے .جھوٹے منہ ہی مبارک باد دے دیتی .آفٹر آل تمہارا یہ ہونہار اور قابل سینئر اتنا بڑا کیس جیتا ہے" .

زباد اتنی جلدی ٹلنے کے موڈ میں بلکل نہیں لگ رہا تھا .یشفہ کا تپا تپا سا چہرہ اُسے ہمیشہ کی طرح بہت مزا دے رہا تھا .

"تم چیٹنگ کر کے جیتے ہو یہ کیس .میرے کلائنٹس سے چھپ چھپ کر مل کر تم نے اُنہیں بلیک میل کیا ہے .مگر کب تک ایسا ہی چلتا رہے گا زباد شیرازی .

تم دیکھنا بہت جلد میں تمہیں اتنی بُری شکست سے دوچار کروں گی .کہ تمہارا اب تک ایک کیس بھی نہ ہارنے والا یہ بے داغ ریکارڈ ختم ہو کر رہ جائے گا" .

یشفہ کی بات پر زباد نے اتنی زور سے قہقہہ لگایا تھا .کہ جیسے یشفہ نے اُسے کوئی جوک سنایا ہو .

"ہاہاہا اِسے میں چیلنج سمجھوں یا ایک خوبصورت سی لڑکی کی معصوم سی خواہش .

اور ہاں اِس کیس کی حقیقت تم اچھے سے جانتی ہو .اور شاید دل سے یہ بھی مانتی ہوگی .کہ میں نے تمہارے کلائنٹس کو بلیک میل بلکل نہیں کیا . بلکہ دونوں فریقین کے درمیان صلحہ صفائی سے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی ہے .جس میں بہت ہی اچھے سے کامیاب رہا ہوں" .

زباد کی وضاحت پر بھی یشفہ کے تاثرات میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا .

"اوہ رئیلی .میں اچھے سے جانتی ہوں تم ایک کرپٹ وکیل ہو .جس کے لیے پیسہ اور نام ہی امپیورٹنٹ ہے .یہ ساری باتیں کسی اور کہ آگے جاکر کرو تاکہ وہ یقین بھی کریں" .

یشفہ اُس کی بات پر دل ہی دل میں ایگری ہونے کے باوجود بھی اپنی ہار کا غصہ نکالتے باہر کی طرف بڑھی تھی .جب راستے میں ہی زباد نے ہاتھ بڑھا کر اُس کو روکتے اپنی جانب کھینچا تھا .

"کیا بدتمیزی ہے یہ" .

زباد کے جھٹکا دینے سے یشفہ اُس کے مقابل بہت قریب آکر رکی تھی .

"میں تمہارے آفس تم سے بات کرنے آیا ہوں .اِس کی دیواروں سے نہیں" .

زباد کو یشفہ کا مسلسل نظر انداز کرتا رویہ اب غصہ دلا رہا تھا .ایسا نہیں تھا کہ پہلے یشفہ کا رویہ اُس سے ٹھیک تھا .ہمیشہ سے دونوں کے درمیان ایسی

ہی لڑائیاں اور اختلاف رہے تھے .مگر آج زباد کو اُس کا انداز بُرا لگنے کی وجہ کچھ اور تھا.

"لیکن مجھے مزید تمہاری کوئی بھی فضول بات نہیں سننی" .

زباد کے اتنے قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے یشفہ تھوڑی جزبز سی ہوتی بد لحاظی سے بولی .

"چوہدری فیاض کا کیس چھوڑ دو .اِس سے پیچھے ہٹ جاؤ .وہ اچھے لوگ نہیں ہیں .اُن کے ساتھ یا اُن کے خلاف کام کرنا کسی صورت بھی خطرے سے خالی نہیں ہے .اگر اِس دلدل میں پھنس گئی تو پھر نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا تمہارے لیے".

زباد کی نہایت ہی سنجیدگی اور تنبیہہ کرتی بات پر اب کی باریشفہ نے مذاق اُڑاتی نظروں سے اُس کی طرف دیکھا تھا.

"ویری امیزنگ مسٹر زباد شیرازی .کتنے اچھے سے مینی پولیٹ کرتے ہو تم دوسروں کو .مگر مجھے باقی لوگوں کی طرح سمجھنے کی کوشش مت کرو .جو اتنی آسانی سے تمہاری باتوں میں آجاؤں گی .میں اچھے سے جانتی ہوں تم میری فکر کا صرف ناٹک کررہے ہو .حقیقت یہ ہے کہ تم کسی کو خود سے زیادہ کامیاب ہوتا دیکھ نہیں سکتے .اور میں ایک کمزور لڑکی تو بلکل بھی نہیں ہوں" .

یشفہ اُس کی بات کو اپنے انداز میں لیتی اُسے مزید طیش دلا گئی تھی .

جس کے جواب میں زباد نے اپنی گرفت میں موجود اُس کا ہاتھ موڑ کر کمر کے پیچھے لے جاتے اُسے ہلکے سے جھٹکے سے اپنے قریب کیا تھا.

"تم جیسی خود سر لڑکیوں کو عقل تب ہی آتی ہے جب وہ اپنا بہت زیادہ نقصان کر چکی ہوتی ہیں .ابھی بھی ٹائم ہے سنبھل جاؤ مجھ سے آگے نکلنے کے طریقے اور بھی بہت ہیں" .

اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باور کرواتا اُسے آزاد کرتا وہاں سے نکل گیا تھا.

اُس کی بات یشفہ کو ایک پل کے لیے ٹھیک بھی لگی تھی .مگر جلد ہی اندر کی ضد اور انا نے اُسے اِس بارے میں مزید سوچنے نہیں دیا تھا.

"جاہل انسان .کاش کہ کوئی کیس اِس کو جیل میں ڈالنے کا ہو مزا آجائے".

یشفہ اپنا سُرخ ہوا ہاتھ مسلتی کھلے دروازے کو گھور کر رہ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"ماما یہ بھائی اور بابا کہاں ہیں . آئے کیوں نہیں ابھی تک" .

عرزش ڈائننگ ٹیبل پر صرف مسرت بیگم کو بیٹھا دیکھ حیرانی سے بولی .
کیونکہ ہمیشہ سے وہ سب گھر والے رات کا کھانا مل کر ہی کھاتے تھے .
اِس لیے آج اُن کی غیر موجودگی اُسے کافی عجیب لگی تھی .

"تمہارے بابا کی کال آئی تھی .اچانک کوئی بہت ضروری کام آگیا ہے .
جس کی وجہ سے اُن لوگوں کو لاہور جانا پڑگیا .صہیب اور ریاض بھائی بھی
ساتھ ہی گئے ہیں اُن کے".

مسرت بیگم کے بتانے پر عرزش کچھ نہیں بولی تھی .وہ اپنے پاپا اور بھائی
کے بہت کلوز تھی . آج اُن کے بغیر کھانا کھانا اُس کے لیے بہت مشکل
ہورہا تھا .جس بات کو مسرت بیگم نے بھی نوٹ کر لیا تھا .اور اب وہ اُس

سے اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے اُس کا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہی تھیں.

عرزش کا تعلق ایک متوسط سفید پوش گھرانے سے تھا .اُس کے پاپا سہیل امجد نے کچھ عرصے پہلے اپنا سارا سرمایہ لگا کر ایک چھوٹا سا کاروبار شروع کیا تھا .جو اُن کی مسلسل محنت اور لگن کی وجہ سے آج کافی ترقی اختیار کر گیا تھا .جس میں اب اُن کے اکلوتے بڑے بھائی ریاض امجد بھی اپنا کچھ سرمایہ لگا کر تیس پرسنٹ شیئرز کے مالک بن چکے تھے .اور دونوں بھائی اپنے بچوں کے ساتھ مل کر بہت اچھے سے اپنا کاروبار مزید بڑھانے کی کوششوں میں تھے .

سہیل امجد اور مسرت بیگم کی دو ہی اولادیں تھیں .بڑا بیٹا دانیال اور اُس کے بعد عرزش .جس میں سہیل صاحب اور دانیال کی جان بستی تھی .اور یہی حال عرزش کا بھی تھا .اُن دونوں کے بغیر ایک پل رہنا عرزش کے لیے محال تھا .دانیال اُس کا بھائی کم دوست زیادہ تھا .جس سے اپنی ہر بات شیئر کرنا عرزش پر فرض تھا .وہ اُسے کچھ بھی بتائے بغیر نہیں رہ سکتی تھی .

سہیل امجد اور مسرت بیگم کے لے اپنی اولاد کا یہ پیار ہی زندگی کا سکون تھا .وہ لوگ اپنی زندگی سے بہت ہی خوش اور مطمئن تھے .

سہیل امجد کے بھائی ریاض امجد کا ایک ہی بیٹا تھا صہیب .جو اکلوتے پن کی وجہ سے ملنے والے بے جا لاڈ پیار کی وجہ سے تھوڑا بگڑا ہوا تھا .بچپن

میں ہی ریاض امجد کی ضد پر عرزش کو صہیب کے ساتھ منسوب کر دیا گیا تھا. مگر بڑے ہو کر دانیال اور عرزش کو جیسے ہی اِس بات کا پتا چلا تھا. عرزش تو اپنے والدین کی رضامندی سمجھتے خاموش ہو گئی تھی. مگر دانیال نے اِس کے خلاف کافی احتجاج کیا تھا. جس کے جواب میں سہیل صاحب نے اُس وقت تو اُسے مصلحتاً ڈانٹ کر چپ کروا دیا تھا. مگر وہ خود بھی اندر سے اِس بات کے حق میں نہیں تھے. وہ اپنی سمجھدار, پڑھی لکھی قابل بیٹی کو اپنے بگڑے کام چور بھتیجے کے ساتھ بیاہنے کے حق میں بلکل نہیں تھے.

وہ مناسب وقت کے انتظار میں تھے. مگر نہیں جانتے تھے کہ قسمت اُن کے ساتھ کچھ اور ہی کھیل کھیلنے والی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"اسلام و علیکم !بیوٹی فل لیڈی اینڈ مائی ہینڈسم بوائے" .

یشفہ چہکتے ہوئے انداز میں اُن دونوں کو سلام کرتی اندر داخل ہوئی تھی . مگر آگے سے ویسا ہی گرم جوشی والا جواب نہ پاکر وہ سمجھ گئ تھی کہ اُس کے لیٹ ہوجانے کی وجہ سے یہاں کا ماحول فلحال گرم ہے .

"ہاشم صاحب میں اپنے کمرے میں آرام کرنے جارہی ہوں .کوئی بھی مجھے ڈسٹرب نہ کرے" .

فردوس بیگم صوفے سے اُٹھتے بولیں .یشفہ اُن کا اشارہ اچھے سے سمجھ رہی تھی .اُن دونوں کے نروٹھے انداز پر اُسے ٹوٹ کر پیار آیا تھا .یہی دونوں تو تھے اُس کی کل کائنات .اِن دونوں کے بغیر وہ اِس دنیا میں کچھ نہیں تھی .

"دادی جان پلیز ایک منٹ بیٹھیں نا میری بات تو سنیں .ایک بہت ضروری کام آگیا اِس وجہ سے میں تھوڑی سی لیٹ ہوگئ" .

یشفہ اُن کے دونوں جھریوں ذدہ ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے بولی .

"یہ تھوڑا سا لیٹ ہے ٹائم دیکھا ہے تم نے کیا ہو رہا ہے .تم اچھے سے جانتی ہو ملک کے حالات کو .مگر تمہارے ایڈونچر ختم ہی نہیں ہوتے" .

فردوس بیگم کی بات پر یشفہ منہ نیچے کیے بہت ہی معصوم صورت بنائے ہولے سے سوری کررہی تھی .

جبکہ اُس کی نوٹنکی پر ہاشم صاحب مسکرا کر رہ گئے تھے .

"پلیز آج لاسٹ ٹائم معاف کردیں آئندہ ایسا بلکل بھی نہیں ہو گا" .

یشفہ لجاجت سے کہتی اُنہیں واپس بٹھا چکی تھی.

یشفہ ابھی بہت چھوٹی سی تھی جب ایک حادثے میں اُس کے ماں باپ کی ڈیتھ ہوگئی تھی .جس کے بعد اُسے اُس کے دادا دادی نے ہی پالا تھا .وہ دونوں شاید اپنے اکلوتے جوان بیٹے بہو کی موت کے غم سے شاید کبھی نہ نکل پاتے اگر یشفہ کا معصوم ننھا وجود نہ ہوتا اُن کے پاس .

یشفہ کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں اُن دونوں کو زندگی کی طرف واپس لے آئی تھیں .اُنہوں نے ماں باپ سے بڑھ کر یشفہ کو پیار اور شفقت سے نوازا تھا .اور یشفہ بھی اُن دونوں کے دم پر ہی سب کچھ تھی .وہ دونوں ہی اُس کی کُل کائنات تھے .وہ دونوں اُس کے لیے ماں باپ بہن بھائی اور دوست سب کچھ تھے .جن سے بلا جھجک اپنے دل کی ہر بات ہر خواہش شئیر کرتی تھی .

اِس وقت بھی یہی ہو رہا تھا .وہ اُن دونوں کو اپنے سب سے بڑے دشمن زباد شیرازی کے بارے میں بتا رہی تھی.

یشفہ کو بچپن سے ہی وکیل بننے کا بہت شوق تھا .جس کو دیکھتے ہاشم صاحب اور فردوس بیگم نے بھی اُسے پوری طرح سے سپورٹ کیا تھا .

جس کے بعد اپنی بے انتہا محنت اور لگن سے یشفہ کچھ ٹائم پریکٹس کے بعد ہائی کورٹ میں بطور ایک نڈر وکیل اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہوگئ تھی .

جہاں اُس کی ملاقات زباد شیرازی سے ہی تھی .اُن کا پہلا ٹکراؤ ہی کافی بُرے انداز میں ہوا تھا .کیونکہ زباد نے یشفہ کو اُس کا پہلا کیس لڑنے سے پہلے ہی ختم کروا دیا تھا . نجانے اُس نے ایسا کیا کیا تھا کہ یشفہ کے کلائنٹس اپنا کیس واپس لینے کے لیے تیار ہوگئے تھے .اُس دن سے لے کر آج تک اُن دونوں کی آپس میں نہیں بن پائی تھی .دونوں کی باتیں ہمیشہ لڑائی سے شروع ہوکر لڑائی پر ہی ختم ہوتی تھیں .

زباد ایک بہت ہی کامیاب وکیل تھا .جو اب تک کوئی کیس نہیں ہارا تھا . یشفہ اِسی چکر میں کتنے کیس اُس کے مقابلے میں لڑ چکی تھی . مگر ہر بار

زباد اُسے ایک نئے طریقے سے ہرا دیتا تھا کہ یشفہ کچھ سمجھ ہی نہیں پاتی تھی .یشفہ بھی باقی سب کی طرح اندر ہی اندر زباد کی قابلیت کو مانتی ضرور تھی مگر زبان سے اِس بات کا اقرار کرنا اُس کی طرف سے ناممکن عمل ہی تھا .

ہاشم صاحب اور فردوس بیگم نہ ہی کبھی زباد شیرازی سے ملے تھے نہ بائے فیس اُسے دیکھا ہوا تھا .مگر یشفہ کی باتیں سن کر وہ اُس سے ملنے کے خواہشمند ضرور تھے .کیونکہ وہ اُنہیں کافی انٹرسٹنگ پرسنیلٹی لگا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیر وان خانزادہ اپنے عالی شان آفس کے بڑے سے کمرے میں براجمان کرسی کی بیک سے سر ٹکائے آنکھیں موندے سیگریٹ پینے میں مصروف تھا .سامنے ہی ٹیبل پر اُس نے اپنی دونوں ٹانگیں پھیلا رکھی تھیں .اور اُس کا ایک پیر اضطراری انداز میں مسلسل ہل رہا تھا .پاس پڑی ایش ٹرے مکمل طور پر سگریٹوں سے بھر چکی تھی .

وہ اِسی پوزیشن میں مزید نجانے کتنی دیر بیٹھا رہتا جب موبائل کی آواز پر اُس کا دھیان بھٹکا تھا .

سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ نوشیر وان نے ایک گہری سانس ہوا میں خارج کی تھی .وہ اِس وقت کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا .مگر اِس ہستی کو وہ شاید کبھی بھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا .

"جانتی ہوں بہت بڑی شخصیت بن چکے ہو تم .ہمارے لیے زرا فرصت نہیں ہے تمہارے پاس .مگر آج صرف یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے کہ ہمارے گناہوں کی سزا کب ختم ہوگی .کیا میں اپنے جیتے جی تمہاری شکل دیکھ پاؤں گی یا یوں ہی دل میں تمہیں ایک نظر دیکھنے کی تڑپ لیے اِس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گی" .

سلام دعا کے بعد نصرت بیگم کی شکوے بھری آواز نوشیروان کے کانوں سے ٹکرائی تھی .

جسے سن کر نوشیروان تلخی سے مسکرایا تھا .

"یہ بھی بہت اچھا ہے .خود کو ہر بات سے بری الذمہ کرتے ساری بات دوسرے کے کندھوں پر ڈال دی جائے" .

نوشیروان کی سرد آواز مزید سرد ہوئی تھی .شاید نصرت بیگم اُسے غلط ٹائم پر چھیڑ بیٹھی تھیں .

"نوشیروان میں نے کب کہا تم غلط ہو . مگر جو وقت گزر چکا ہے .اُس کی تلخی کو اِس طرح دل سے لگائے رکھنا بھی ٹھیک نہیں ہے".

نصرت بیگم نے ایک بار پھر اپنی سی کوشش کرتے اُس کے اندر کی نفرت کو ختم کرنے کی ٹھانی تھی .

"تو آپ چاہتی ہیں میں وہ سب کچھ بھول جاؤں .معاف کردوں سب کچھ .اپنی خوشیوں کا قتل بخش دوں" .

نوشیروان کے چہرے پر اذیت رقم ہوئی تھی .

"ہاں اگر یہ سب تمہاری آنے والی زندگی کے لیے بہتر ہے تو بھول جاؤ سب" .

نصرت بیگم نے اپنے لفظوں پر زور دیتے کہا تھا .

"تو پھر سن لیں آپ .کہ ایسا کبھی بھی ممکن نہیں ہو گا .نہ میں وہ سب بھولوں گا اور نہ ہی کبھی کسی کو معاف کروں گا .اور پلیز آپ نے اگر یہی بات کرنے کے لیے مجھے کال کی ہے تو میرے خیال میں آپ اپنا اور میرا ٹائم ہی ویسٹ کریں گی".

نوشیروان واپس خود پر خول چڑھاتے اپنے مخصوص ہٹ دھرم لہجے میں بولا .

جبکہ اُس کے سخت الفاظ پر نصرت بیگم کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے .

"کب ملنے آرہے ہو اپنی اِس بوڑھی دادی سے .مجھے بس اتنا بتا دو . پھر تمہارا ٹائم ضائع نہیں کروں گی" .

نصرت بیگم کی بات پر نوشیروان نے ایک اور سگریٹ سلگایا تھا .

"اگر وہ دو ہستیاں خانزادہ مینشن میں موجود ہیں تو شاید کبھی نہیں .ابھی مجھے ایک بہت ضروری کام ہے میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں . اوکے خداحافظ" .

نوشیروان اُن کی مزید کوئی بھی بات سنے بغیر عجلت میں کہتا فون رکھ چکا تھا .

نوشیروان کا موڈ پہلے سے بھی زیادہ خراب ہوچکا تھا .ہاتھ میں پکڑا سلگتا سگریٹ مٹھی میں مسلتے اُس کی جلن محسوس کرتے اُس نے اپنی اندر لگی آگ کو کم کرنا چاہا تھا .

مگر اگلے ہی لمحے کرسی پر پڑا کوٹ اُٹھاتے وہ آفس سے باہر نکل گیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیروان اِس وقت اپنے اندر اتنی بے چینی محسوس کررہا تھا کہ وہ بنا گارڈز اور ڈرائیور کے خود ہی گاڑی لے کر نکل آیا تھا .وہ جتنا اپنے ماضی سے بھاگنا چاہتا تھا .اُن سب باتوں سے دور رہنا چاہتا تھا ہر بار اُس کو سب

کچھ واپس یاد دلا دیا جاتا تھا .ابھی بھی دادی جان سے بات کرنے کے بعد اُس کا موڈ سخت بگڑ چکا تھا .جو اتنی جلدی ٹھیک ہونے والا بلکل بھی نہیں تھا .

کافی دیر گاڑی بے وجہ سڑکوں پر دوڑاتے آخر کار نوشیروان نے بنا اردگرد کا جائزہ لیے سڑک کے کنارے پارک کردی تھی .گاڑی کی سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں موندے اُسے چند منٹ ہی گزرے تھے جب ایک کھکھلاتی زندگی سے بھرپور نسوانی ہنسی نوشیروان کے کانوں سے ٹکراتے نوشیروان کو بہت ہی خوشگوار احساس بخش گئی تھی .

پٹ سے آنکھیں کھولتے نوشیروان نے ایک ٹرانس کی کیفیت اِس آواز کی سمت کا تعین کرنا چاہا تھا .جب گاڑی سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی

ایک گول گپوں والی ریڑھی کے پاس اُسے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر وہ لڑکی زور و شور سے ہنستی نظر آئی تھی .ہنسنے کی وجہ سے اُس کی آنکھوں کے گوشے بھیگ چکے تھے . مگر اُس کی ہنسی رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی .

اُس لڑکی کو یک ٹک دیکھتے نجانے کب نوشیروان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی.اُس کی معصوم بے رعیاں ہنسی اُس کے بھولے سے چہرے پر بہت خوبصورت لگ رہی تھی .

نوشیروان کی یادداشت بہت تیز تھی .اِس لیے وہ پہچان گیا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو اُس دن پارکنگ میں اُس سے لڑنے آئی تھی . آج بھی وہ اپنی اُسی دوست کے ساتھ موجود تھی .

نوشیروان کو یہ منظر اِس وقت دنیا کا سب سے خوبصورت اور سکون بخش منظر لگا تھا .اُس کا دل چاہا تھا کہ یہ لڑکی ایسے ہی ہنستی جائے اور وہ اپنا ہر کام اپنی ہر بے چینی بھلائے اُسے ایسے ہی یک ٹک دیکھتا جائے .

عرزش نایاب کو زبردستی گول گپے کھلا رہی تھی .جس کے جواب میں نایاب کی بگڑتی شکلیں دیکھ عرزش سے اپنی ہنسی پر قابو پانا بہت مشکل ہورہا تھا .اور اب تو ہنس ہنس کر اُس کی پسلیوں میں درد ہورہا تھا .

اِس بات سے انجان کہ وہ شخص جس میں غرور اور اکڑ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی .اپنی کروڑوں کی میٹنگ بھلائے صرف اُس کی معصوم بے رعیاں ہنسی دیکھنے کی خاطر کب سے وہاں بیٹھا ہوا تھا .

نوشیروان تب تک اُسے یوں ہی بیٹھے دیکھتا رہا تھا .

جب تک کہ وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے رخصت نہیں ہو گی تھیں .اُس کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی نوشیر وان اپنے حواسوں میں لوٹا تھا .

اور زندگی میں پہلی بار اُسے خود پر ہی حیرت ہوئی تھی .اِس کیفیت کے زیرِ اثر نجانے اُس کے کتنے ہی دن گزر جاتے تھے .مگر آج اِس لڑکی نے چند لمحوں میں ہی اُس کا سارا اضطراب ساری بے چینی دور کر دی تھی .

کچھ لمحوں پہلے کا منظر یاد کرتے ابھی بھی نوشیر وان کے لب مسکرا رہے تھے .جب اچانک فون کی آواز پر ایک دم اُس کا سارا فسوں ٹوٹا تھا .خان کی کال دیکھ نوشیر وان نے یس کا بٹن پریس کرتے فون کان سے لگایا تھا .

"ہاں خان میں بلکل ٹھیک ہوں . نہیں تمہیں میرے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود آرہا ہوں" .

فون بند کرکے نوشیروان نے عرزش کی چھوڑی گئی جگہ کو گھورتے ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا تھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھا دی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"بس بہت ہو گیا بابا. آپ تایا جان کو آج ہی انکار کریں عرزش کے رشتے کے لیے .وہ صہیب کسی صورت میری بہن کے قابل نہیں ہے".

دانیال غصے کے باوجود بھی آواز کو دھیما رکھے گویا ہوا تھا.

"دانیال تم میری بات کیوں نہیں سمجھتے رشتے اِس طرح ختم نہیں ہوتے. میں بعد میں کسی دن آرام سے بھائی صاحب سے بات کروں گا. تم اِس معاملے میں کچھ نہیں بولو گے".

سہیل صاحب کی بات پر دانیال نے ایک شکوہ کناں نظر اُن پر ڈالی تھی.

"آخر ہوا کیا ہے. کچھ مجھے بھی تو پتا چلے. جب سے آپ دونوں آئے ہو آپس میں ہی اُلجھ رہے ہو. ایسا کیا ہو گیا ہے وہاں جو دانیال تم اتنے غصے میں ہو".

کب سے خاموشی سے بیٹھی اُن کی بحث سنتی مسرت بیگم آخر بیچ میں بول ہی پڑی تھیں.

"ماما وہ صہیب صرف نکمہ ہی نہیں بلکہ ایک نمبر کا آوارہ مزاج اور بُری صحبت کا مالک ہے .وہ نشہ کرتا ہے .کل رات جب ہم سب میٹنگ میں مصروف تھے .تو وہ اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ ایک کلب میں شراب پیتے ہوئے پکڑا گیا ہے .میٹنگ کے بعد اُسے حوالات سے چھڑوا کر لائیں ہیں ہم .اور بابا کو پتا نہیں اب بھی اُس میں کونسی اچھائی نظر آرہی ہے کہ یہ رشتہ ختم ہی نہیں کر رہے .ماما اب آپ ہی سمجھائیں کچھ پاپا کو . میری بات تو یہ سیریس ہی نہیں لے رہے".

دانیال اپنی بات ختم کرتا وہاں سے نکل گیا تھا .اُس کو پہلے ہی صہیب ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا .

مگر کل والی اُس کی حرکت کے بعد تو دانیال ایک پل کے لیے بھی عرزش کے ساتھ اُس کا حوالہ برداشت نہیں کرسکتا تھا .

"بات تو دانیال کی بلکل ٹھیک ہے .صہیب کسی صورت بھی ہماری عرزش کے قابل نہیں ہے .اور بجائے اپنی حرکتیں سدھارنے کے وہ دن بدن مزید بگڑتا جارہا ہے" .

مسرت بیگم فکرمندی سے سہیل صاحب کی طرف دیکھتے بولیں .وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ سہیل صاحب اپنے بڑے بھائی سے کتنا پیار کرتے ہیں .وہ کسی صورت اُن سے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہتے تھے .مگر اب

سوال اُن کی جان سے عزیز بیٹی کا تھا .جس کی خاطر وہ کچھ بھی کر سکتے تھے .

"میں نے کب کہا ہے کہ دانیال غلط کہہ رہا ہے .مگر جس طرح کے جذباتی پن کا وہ مظاہرہ کر رہا ہے وہ بلکل غلط ہے .کل بھی اِس نے بھائی صاحب اور صہیب کو بہت کچھ سنایا ہے .وہ تو اپنی غلطی کی وجہ سے صہیب بہت شرمندہ تھا .ورنہ ضرور اِن دونوں کی وہاں لڑائی ہوجانی تھی . میں کسی صورت بھی بھائی صاحب سے اپنے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہتا .اِس لیے مناسب موقع کی تلاش میں ہوں .تاکہ تحمل سے اُنہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کردوں .اور تم سب کو پریشان ہونے کی ضرورت

بلکل نہیں ہے .میں اپنے جیتے جی تو کبھی بھی عرزش کو اِس اندھے کنویں میں نہیں جھونکوں گا" .

سہیل صاحب پرسوچ انداز میں بولتے مسرت بیگم کو بہت حد تک مطمئن کر گئے تھے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"میم چوہدری فیاض کے خلاف جو لوگ ابھی کیس لڑ رہیں ہیں .ایک سال پہلے زباد شیرازی اُن کے خلاف ہوا ایک کیس جیت چکے ہیں .میں

اُس بارے میں زیادہ تو نہیں جانتی . لیکن بس اتنا جانتی ہوں کہ اگر اُس کیس کی فائل ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہمیں بہت فائدہ ہو سکتا ہے" .

یشفہ کی اسسٹنٹ فریحہ اُسے اپنی اکھٹی کی گئی معلومات سے آگاہ کرتے بولی .

"فائدہ تو تب ہو گا نا جب وہ فائل ہمارے ہاتھ لگے گی .اور تمہیں کیا لگتا ہے وہ فضول انسان مجھے وہ فائل دے گا کبھی بھی نہیں".

فریحہ کی بات سن کر ایک بار تو یشفہ کی آنکھیں چمکی تھیں مگر زباد کا سوچتے وہ جل بھن کر رہ گئی تھی .

"مگر میم ٹرائے کرنے میں کیا حرج ہے .اور جس طرح زباد سر خود کہتے ہیں اچھے کام کرنے کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کرنا بھی غلط نہیں ہے . تو کیوں نا اُن کی بات اُنہی پر پلٹی جائے" .

فریحہ کی بات پر یشفہ نے نا سمجھی سے اُس کی طرف دیکھا تھا .مگر جیسے ہی اُسے فریحہ کی بات سمجھ آئی اُس نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا .

"نہیں یہ غلط ہے .ہم ایسا نہیں کریں گے".

یشفہ کے صاف انکار پر فریحہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی .

"میم ہمارے پاس ٹائم بہت کم ہے .اور ابھی تک کوئی اہم ثبوت ہمارے ہاتھ نہیں لگا" .

فریحہ اپنا ایک آخری تیر پھینکتی وہاں سے نکل گئی تھی .

لیکن وہ نہیں جانتی تھی .کہ اُس کا تیر بلکل نشانے پر لگا ہے .

یشفہ ناچاہتے ہوئے بھی اِس بارے میں سوچنے پر مجبور ہوگئ تھی .

"بات تو فریحہ ٹھیک کہہ رہی ہے .وقت بہت کم ہے ہمارے پاس مگر کیا یہ کرنا مناسب ہو گا .اگر میں پکڑی گئ تو اُس شخص نے تو طعنے دے دے کر مار دینا ہے مجھے .اور کیا پتا سب کے سامنے بدنام بھی کر دے .اُس سے کسی بات کی توقع بھی کی جاسکتی ہے" .

یشفہ ایک الگ ہی کشمکش میں اُلجھ چکی تھی .

جب کافی دیر کی غوروفکر کے بعد وہ فیصلہ کرتے اپنے آفس سے نکل آئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"واہ بھئی یہ معجزہ کیسے ہوگیا .میری پرنسز کچن میں کیا کررہی ہے . آج کس بات کی سزا دینے کا دل ہے تمہارا .اپنے ہاتھ کا کھانا کھلا کر" .

دانیال کچن میں داخل ہوتا ہمیشہ کی طرح عرزش کی ٹانگ کھینچتے ہوئے بولا .کیونکہ عرزش کو کھانا بنانا بلکل نہیں آتا تھا .جب بھی اُسے ٹائم ملتا تھا .وہ کوشش ضرور کرتی تھی ککنگ کرنے کی .مگر ہمیشہ کچھ عجیب سی چیز ہی بن جاتی تھی .جس پر دانیال اُس کا خوب ریکارڈ لگاتا تھا .

"فکر مت کریں میں آپ کے لیے کچھ نہیں بنا رہی .ماما بنا رہی تھیں بریانی .ابھی اُن کی کال آئی ہے تو مجھے چمچ ہلانے کے لیے کہہ کر گئی ہیں .
"

دانیال کے مذاق اُڑانے پر عرزش منہ بسورتے ہوئے بولی .جس پر ہمیشہ کی طرح دانیال کو بے حد پیار آیا تھا .

"اچھا .ویسے یہ اہتمام ہو کس خوشی میں رہا ہے .کہیں تم اِس سال میں اب اپنی تیسری بار برتھ ڈے سیلیبریٹ تو نہیں کروا رہی" .

دانیال نے ایک بار پھر اُسے چھیڑا تھا .کیونکہ اُسے اپنی برتھ ڈے منانا بہت پسند تھا .وہ اسلامی مہینے کے مطابق بھی اپنی سالگرہ مناتی تھی .اور دانیال سے ڈھیروں گفٹ وصول کرتی تھی .

"بھائی اب میں اتنی بھوکی بھی نہیں ہوں .اور یہ اہتمام میری برتھ ڈے کے لیے نہیں ہے .تایا ابا کی فیملی آج رات ڈنر پر آرہی ہے .اُسی سلسلے میں یہ اہتمام ہورہا ہے" .

عرزش کی بات پر پاس پڑے سیلڈ کی طرف جاتا دانیال کا ہاتھ ساکت ہوا تھا .

"کیوں وہ لوگ کس خوشی میں آرہے ہیں" .

دانیال کے ماتھے کی شکن نمایاں تھیں .مگر اپنے لہجے کو کافی حد تک نارمل رکھتے اُس نے پوچھا تھا .

"کچھ پتا نہیں .پاپا کو ہی کال آئی تھی اُن کی" .

دانیال کو صہیب کا سوچتے ہی بلا وجہ کا غصہ آرہا تھا .وہ جتنا اپنی بہن کو اُس سے دور رکھنا چاہتا .اُتنا ہی اُس کے سامنے کے مزید مواقع بن جاتے تھے .

"اوکے تم اِس کو چھوڑو اور تیار ہوجاو . تمھیں باہر لے کر جانا ہے. تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے" .

عرزش کو بھی اپنے تایا ابو کی فیملی بلکل بھی پسند نہیں تھی .اُسے وہ سب بہت ہی بناوٹی لگتے تھے .اِس لیے باہر جانے کا سن کر وہ بہت خوش تھی .

"مگر بھائی ماما نہیں جانے دیں گی .اور شاید پاپا کو بھی بُرا لگے" .

ماما پاپا کا سوچتے عرزش کا سارا جوش واپس بیٹھ گیا تھا .

"تم اُن کی فکر مت کرو .اُنہیں میں منا لوں گا .تم بس جلدی سے جا کر تیار ہو جاؤ".

دانیال کی بات پر عرزش چولہے کی آنچ ہلکی کرتی .جلدی سے اپنے روم کی طرف بھاگی تھی .جبکہ دانیال بھی مسرت بیگم سے بات کرنے اُن کے روم کی طرف بڑھ گیا تھا .

دانیال کا آج کہیں بھی جانے کا کوئی پروگرام نہیں تھا .مگر وہ اُس صہیب کا سایہ بھی اپنی بہن پر برداشت نہیں کر سکتا تھا .اِس لیے اُسے اپنے ساتھ باہر لے جانے کا ڈیسائڈ کیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یشفہ کو ساتھ کام کرتے اتنا تو معلوم تھا کہ زباد اپنے کیس کی کوئی بھی فائل اپنے آفس میں نہیں رکھتا تھا .اِس لیے وہ اُس کے آفس کی تلاشی لینے کے بجائے سیدھا اُس کے فلیٹ پر پہنچی تھی .

زباد اِس وقت فلیٹ پر موجود نہیں تھا .جس میں اُس کے لیے فائدے کے ساتھ ساتھ نقصان بھی یہ تھا کہ دروازہ لاک تھا اور اب اُسے کھڑکی کے راستے اندر جانا تھا .

یشفہ کے پاس زیادہ ٹائم نہیں تھا زباد کسی وقت بھی آسکتا تھا .اِس لیے اپنا دوپٹہ کمر پر باندھتے وہ پائپ کا سہارا لے کر اُوپر چڑھتی دوسری منزل پر واقع کھڑکی کی طرف بڑھی تھی .بہت ہی مشکل سے کھڑکی کے آگے بنے

شیڈ کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر سیدھا ہوتے یشفہ کا سانس بُری طرح پُھول چکا تھا.

"اُف میرے خدا یہ چوری کرنا بھی کتنا مشکل کام ہے".

یشفہ نے شیڈ کے اُوپر چڑھتے کھڑکی کو ہلکا سا جھٹکا دیا تھا. جو ایک دو جھٹکوں کے بعد کھلتی چلی گئی تھی. اندر داخل ہوتے یشفہ سامنے رکھے صوفے پر ڈھ سی گئی تھی. ہر طرف بلکل اندھیرا چھایا ہوا تھا. ایک دو منٹ کے ریسٹ کے بعد وہ ٹارچ آن کرتی وہاں سے اُٹھی تھی. اور پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر نظریں گھمانے لگی تھی. تاکہ اپنی بکھری سانسیں بحال کر سکے.

جب اُس کی نظر کچھ فاصلے پر رکھے روم فریج پر پڑی تھی.

فریج کھول کر پانی کی بوتل نکال کر جتنے ریلیکس انداز میں وہ پانی پی رہی تھی .ایسا لگ رہا تھا کہ وہ یہاں چوری کرنے نہیں بلکہ پکنک منانے آئی ہو.

پانی پی کر سانسیں نارمل کرتے یشفہ نے بوتل واپس اندر رکھی اور فائل کی تلاش میں سامنے لگی دیوار گیر الماری کی طرف بڑھی .

ایک ایک کرکے سارے دراز کھول کر فائل تلاش کرتے اُسے پندرہ منٹ ہوچکے تھے .مگر فائل تھی کہ ملنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی .

"اِس شخص کا کوئی کام سیدھا ہے بھی سہی .پتا نہیں فائل کہاں چھپا کر رکھی ہے" .

یشفہ ساتھ ساتھ زباد کو بھی کوس رہی تھی .جب اچانک اُس کی نظر ایک لاکر پر پڑی تھی .

"کہیں اِس نے ساری فائل اِس لاکر میں تو نہیں رکھی ہوئیں .اگر ایسا ہوا تو میری ساری محنت بے کار جائے گی" .

یشفہ ابھی لاکر کو ہی گھور رہی تھی .جب اُسے باہر دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی .

"اوہ نو .زباد تو آگیا ہے اب میں قدر جاؤں".

دروازہ لاک کرنے اور قدموں کی آواز پر یشفہ ایک دم گھبرا گئی تھی .اور چھپنے کے لیے بوکھلاہٹ میں پاس پڑے بیڈ کے نیچے جا گھسی تھی .کچھ سیکنڈز بعد اندر داخل ہوتے زباد نے کمرے کی لائٹ آن کی .یشفہ اپنے

یہاں آنے کے فیصلے پر جی بھر کر پچھتا رہی تھی. کہ کیوں فریحہ کے سٹوپڈ سے مشورے میں آکر یہاں تک پہنچ گئی. اگر زباد کی اُس پر نظر پڑ گئی تو کتنی شرمندگی ہوگی. اور وہ اُس کے ہوتے ہوئے یہاں سے نکلے گی کیسے.

یشفہ ابھی یہی سوچتے زباد کے پیروں کی مومنٹ دیکھ رہی تھی. جب اچانک اُسے اپنے ہاتھ پر کوئی چیز چلتی محسوس ہوئی تھی. اک پل کے لیے اُسے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی. اُس نے فوراً ہاتھ جھٹکا مگر جیسے ہی یشفہ کی نظر ہاتھ سے گرتے کاکروچ پر پڑی ایک زور دار چیخ اُس کے منہ سے برآمد ہوئی تھی.

نسوانی چیخ کی آواز پر واش روم کی طرف بڑھتا زباد حیرت سے پلٹا تھا . جب بیڈ کے نیچے سے یشفہ چیخیں مار کر نکلتی زباد کے قریب آکر اُس کا بازو دبوچ چکی تھی .زباد بے یقینی سے خاموش کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا .

"وہ وہاں کاکروچ تھا پپ پلیز چیک کرو" .

یشفہ کی آواز ہلکی سی کانپی تھی .جبکہ زباد کو اُس کی حالت دیکھ غصے کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آرہی تھی .وہ سمجھ نہیں پارہا تھا .آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے .یشفہ اُس کے گھر میں اُس کے بیڈ کے نیچے کیا کر رہی ہے .

وہ زباد کے بازو جکڑے اُس میں چہرہ چھپائے کھڑی تھی .جیسے کاکروچ نہیں کوئی جن بھوت دیکھ لیا ہو .زباد سمجھ گیا تھا کہ وہ اِس وقت کچھ زیادہ ہی ڈر گئی ہے ورنہ اِس طرح اُس کے قریب کبھی نہ آتی .

"محترمہ کاکروچ کا وہاں ہونا تو پھر بھی قابلے قبول ہے. مگر آپ میرے بیڈ کے نیچے کیا کررہی تھیں" .

یشفہ جو ابھی تک کاکروچ کے خوف کے زیرِ اثر تھی .زباد کی سنجیدہ آواز پر یک دم ہوش میں آئی تھی .اپنی پوزیشن اور زباد کی خوشمگی نظروں کو دیکھتے اُس کا دل چاہا تھا اپنا سر پیٹ لے .زباد کا بازو چھوڑتی وہ فوراً پیچھے ہٹی تھی .

بچپن سے وہ کاکروچ سے بہت زیادہ ڈرتی تھی .یہ اُس کا سب سے بڑا فوبیا تھا .باقی ہر معاملے میں بہادر نڈر یشفہ کاکروچ دیکھ کر بچی بن جاتی تھی .

اور آج بھی یہی ہوا تھا .وہ نہ صرف پکڑی گئی تھی .بلکہ اپنے سب سے بڑے دشمن کے سامنے اپنی کمزوری بھی ظاہر کرگئی تھی .

زباد کے گھورنے پر یشفہ شرمندہ سی نظریں جھکائے خاموشی سے کھڑی تھی .

"کیا ہوا ہر وقت چھری سے بھی تیز چلنے والی زبان آج بند کیسے ہوگئ . اب اپنے یہاں ہونے میں بھی میری کوئی غلطی نکال لو".

زباد نے سینے پر بازو لپیٹتے اُس پر گہرا طنز کیا تھا .

"مجھے شمشیر علی والے کیس کی فائل چاہیئے تھی .جانتی تھی تم آرام سے تو دو گے نہیں اِس لیے یہاں سے لینے آگئ" .

یشفہ بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی .چہرے سے پسینہ صاف کرتے ڈھٹائی سے بولی تھی .وہ جانتی تھی وہ جتنا شرمندہ ہوگی یہ شخص اُسے اُتنا زیادہ تنگ کرے گا .

"مگر یہ غلط ہے .میں نے تمہیں رنگے ہاتھوں پکڑا ہے .چوری کا کیس کرسکتا ہوں تم پر .کیا پتا تم نے میری کچھ قیمتی چیز چرا لی ہو" .

زباد اُس کے چہرے پر بکھری ڈراک براؤن بالوں کی لٹوں کو نظروں کی گرفت میں لیتے بولا .

"یہاں ایسا کچھ نہیں ہے جو میں چرانا چاہوں .اور ایک نہیں جتنے مرضی کیس کرنے ہیں کرو مجھ پر .مگر ابھی جانے دو مجھے یہاں سے" .

اُسے اپنے سامنے بلکل دیوار بنے کھڑا دیکھ یشفہ چڑھتے ہوئے بولی .کیونکہ زباد کی نظریں اُسے بہت اِریٹیٹ کررہی تھیں .

"اگر میں کہوں کہ تم میری سب سے قیمتی چیز چرا چکی ہوتو" .

زباد مخمور لہجے میں کہتا مزید اُس کے دو قدم قریب ہوا تھا .

"تو میں کہوں گی کہ یہ فلرٹ کرنے کی کوشش مجھ سے کرنے کی ضرورت بلکل نہیں ہے" .

یشفہ بنا اُس کے انداز سے گھبرائے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی.

جس کے جواب میں زباد کا ایک زور دار قہقہہ برآمد ہوا تھا .

" صحیح کہا تم جیسی سر پھری لڑکی سے کوئی پاگل ہی فلرٹ کرے گا" .

زباد نے مسکراتے ہوئے اُس کا مذاق اڑایا تھا .

"میرا راستہ چھوڑو .مجھے جانا ہے" .

یشفہ بہت مشکل سے ضبط کرتے بولی .اگر وہ اِس وقت اُس کے گھر میں تنہا نہ کھڑی ہوتی تو ضرور اِس بات کا کرارا سا جواب دیتی .

"تمہیں میں نے کہا تھا اِس کیس کو چھوڑ دو .بہت خطرناک لوگ ہیں یہ . چوہدری فیاض اچھا آدمی بلکل بھی نہیں ہے .اُس کو سپورٹ کر کے نقصان اُٹھاؤ گی" .

زباد ایک دم سنجیدہ ہوتے بولا .

"تمہیں میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہہ رہی ہوں .میرے معاملات میں پڑنے کی ضرورت بلکل نہیں ہے .میں اچھے سے جانتی ہوں کیا میرے لیے ٹھیک ہے اور کیا غلط .

اور اِس طرح تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے گھر آکر میں نے جو حرکت کی ہے .اُس کے لیے آئم رئیلی سوری .میں نے تمہاری کوئی چیز نہیں چرائی تم دیکھ سکتے ہو" .

یشفہ سرد لہجے میں زباد کو خاموش کرواتی .باہر کی طرف بڑھی تھی .

"میری بات مان لو .ایسا نہ ہو بعد میں اِس بات پر پچھتانا پڑے" .

زباد اُسے کسی طرح بھی باز رکھنا چاہتا تھا .اِس لیے ایک بار پھر اُس کے راستے میں آتے بولا .

"نہ آج تک میں اپنے کسی فیصلے پر پچھتائی ہوں نہ آگے ایسا کبھی ہو گا . اِس لیے تمہیں میرے لیے پریشان ہونے کی ضرورت بلکل نہیں ہے . میرا راستہ چھوڑو" .

یشفہ نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا تھا .اور دروازے کی طرف بڑھنا چاہا تھا .جب زباد نے ایک بار پھر اُسے روک دیا تھا .

"یہاں سے نہیں جس راستے سے آئی ہو وہیں سے جاؤ".

زباد کی بات پر یشفہ نے اُسے گھورا تھا .

"تم پاگل ہو گیا یہاں سے کیسے جاسکتی ہوں میں" .

یشفہ کو اُس سے اِس بات کی امید بلکل نہیں تھی .

"جیسے آئی تھی ویسے ہی .یہاں سوسائٹی میں میری بہت عزت ہے اتنی رات کو ایک لڑکی کو میرے گھر سے نکلتے دیکھ لیا کسی نے تو میرا نام خراب ہو سکتا ہے" .

زباد آنکھوں میں شرارت لیے اُسے چھیڑتے ہوئے بولا .جبکہ اُس کی بات یشفہ کو مزید تپا گئی تھی .

"تم میری سوچ سے بھی زیادہ فضول انسان ہو" .

یشفہ اُس کو ایک طرف دھکیلتے جلدی سے باہر نکل گئی تھی .زباد ہنستے ہوئے دروازہ اَن لوک کرنے اُس کے پیچھے بڑھ گیا تھا .

بچپن میں ہی زباد کی والدہ کی ڈیتھ ہوچکی تھی .جس کے کچھ عرصے بعد اُس کے والد نے دوسری شادی کر لی تھی .اُس کے بابا اُس سے بہت پیار کرتے تھے .پہلے پہل تو وہ اُن کے ساتھ ہی رہتا تھا .مگر بعد میں جیسے ہی اُس نے فیل کیا کہ اُس کی سٹیپ مدر کو اُس کا وہاں رہنا پسند نہیں تو اپنے بابا کے بہت زیادہ اسرار کے باوجود بھی وہ الگ رہنے لگا تھا .پہلے ہاسٹل میں اور پھر پڑھائی ختم ہونے کے بعد اُس نے اپنا فلیٹ لے لیا تھا .تب سے وہ یہاں اکیلا ہی رہتا تھا .

شروع سے تنہا ہونے کی وجہ سے اُسے اب اکیلا رہنا اچھا لگتا تھا۔اُس کے دوست بھی بہت کم تھے۔اور وہ لوگوں سے بہت کم ہی ملتا گھلتا تھا۔مگر جب سے اُس کی ملاقات یشفہ سے ہوئی تھی۔اُس کے مزاج میں تھوڑا بدلاؤ آیا تھا۔

اُسے یشفہ کو تنگ کرنے اُسے چڑانے اور خاص کر اُس سے باتیں کرنے میں بہت مزا آتا تھا۔ایک سال ہو چکا تھا۔اُنہیں ایک ساتھ کام کرتے ہوئے۔اُن کے درمیان دوستی تو بلکل بھی نہیں ہاں مگر یشفہ کی طرف سے رکھی گئی دشمنی ضرور موجود تھی۔جس معصوم سی دشمنی کو اب زیاد بھی نبھا رہا تھا۔

زباد نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیا ہے اُس کے یشفہ کہ بیچ کہ اُسے یشفہ کی فکر ہوتی تھی .وہ یشفہ کے بارے میں اُس کے نام سے زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا اور نہ کبھی جاننے کی کوشش کی تھی .جب سے اُسے پتا چلا تھا کہ یشفہ چوہدری فیاض کے کیس پر کام کررہی ہے .اُس کی فکر مزید بڑھ گئی تھی . زباد جانتا تھا چوہدری فیاض ٹھیک انسان بلکل نہیں ہے .اور نہ ہی وہ شخص جس کے خلاف یشفہ کیس لڑ رہی ہے مگر یشفہ اپنی خودسری میں اُس کی کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"پاپا دیکھ لی آپ نے اپنے اُن سمجھدار اور فرمانبردار بھتیجے اور بھتیجی کی حرکت .وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ہم لوگوں نے ڈنر پر آنا ہے .اِس لیے جان بوجھ کر مجھے نیچا دیکھانے کے لیے کیا ہے یہ سب اُنہوں نے".

صہیب کا گھر واپس آکر بھی کسی صورت غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا .

وہ آج ریاض صاحب کے مجبور کرنے پر اُن کے ساتھ وہاں جاکر اپنی اُس دن والی حرکت کے لیے معافی مانگنے پر راضی ہوا تھا .مگر ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی دانیال اُسے نیچا دکھانے میں کامیاب ہوگیا تھا .جو بات صہیب کو مزید طیش دلا گئی تھی .

"شمیم سمجھاؤ اپنے اِس بے وقوف بیٹے کو .اِس وقت ہمیں اُن کی ہر بات بنا ماتھے پر کوئی شکن لائے برداشت کرنی ہے .اِس وقت اُن کا پلڑا بہت بھاری ہے .جب تک صہیب اور عرزش کی شادی نہیں ہوجاتی ہمیں اُن کے سامنے ایسے ہی رہنا ہو گا .لیکن صہیب کی یہ فضول حرکتیں ضرور کچھ گڑبڑ کروائیں گی .جتنا میں اِسے سہیل اور دانیال کے سامنے اچھا بننے کو کہتا ہوں .یہ پھر کوئی ایسی حرکت کر دیتا ہے .کہ دانیال ہم سے مزید بدظن ہوجاتا ہے .اُس دن لاہور میں اِس کی حرکت پر جو شرمندگی اُن دونوں کے سامنے مجھے اُٹھانی پڑی میں ہی جانتا ہوں .مگر میرے اِس صاحب زادے کو تو پرواہ ہی نہیں ہے" .

ریاض صاحب صہیب سے اچھے خاصے نالاں نظر آرہے تھے .

"ویسے میرا بیٹا اتنا بھی غلط نہیں ہے .کیا ہوا اِس عمر میں ہوجاتی ہیں ایسی حرکتیں .لیکن آپ تو چاہتے ہیں میرا بیٹا اُن کا غلام بن کر رہے .اب اُس معمولی سی لڑکی کی خاطر میرا بیٹا ایسا تو بلکل نہیں کرسکتا" .

شمیم بیگم عرزش کے ذکر پر نخوت سے سر جھٹکتے بولیں .اپنے بیٹے کو بگاڑنے اور ہر غلط چیز کی شے دینے میں اُنہی کا ہاتھ تھا .

"تم دونوں میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے .میں نے ایسا کب کہا ہے کہ یہ اُن کا غلام بن کر رہے .یا ہمیشہ کے لیے اُن کی ہر بات پر سر جھکائے .

میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب تک عرزش سے اِس کی شادی نہیں ہوجاتی .یہ تھوڑا سنبھل کر رہے .اور اِس شادی کا مقصد تم دونوں بھی اچھے سے جانتے ہو .صرف عرزش کو بہو بنانا نہیں ہے .بلکہ سہیل کے

بزنس میں ففٹی پرسنٹ کی پارٹنر شپ حاصل کرنی ہے .جو کہ عرزش کے حصے کے طور پر ہمیں ملے گا .اُس کے بعد تم لوگوں کو جو مرضی کرنا ہوا کر لینا .مگر اِس وقت میری بات مانو فائدے میں رہو گے .کیونکہ میں بھی اب آفس میں مزید اپنے چھوٹے بھائی کے آڈر فالو نہیں کر سکتا .جس طرح سب کے سامنے وہ اپنی ملکیت کا رُعب جماتا ہے .یہ سب اب میری برداشت سے باہر ہوتا جارہا ہے" .

ریاض صاحب کی آنکھوں میں بھی اپنے بھائی کے لیے بے پناہ نفرت واضح تھی .

اُن کی بات سن کر وہ دونوں ماں بیٹا بھی مسکرائے تھے .

"ایک بار یہ لڑکی میرے قبضے میں آجائے پھر بتاؤں گا .میں اِسے اور اِس کے اُس بدتمیز بھائی کو" .

صہیب دل ہی دل میں آنے والے وقت کی پلاننگ کرتا خوش ہوا تھا.

دانیال اور صہیب بظاہر تو فرسٹ کزنز تھے .مگر بچپن سے لے کر اب تک اُن دونوں کے درمیان ایک اَن دیکھی جنگ چل رہی تھی .جس کا آغاز شمیم بیگم کی طرف سے ہوا تھا .اُن کی شروع سے ہی اپنے سسرال والوں سے نہیں بنی تھی .جس کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی ہمیشہ اپنے دودھیال والوں سے بدظن کیا تھا .وہ صہیب کی شادی اپنی بہن کی بیٹی سے کرنا چاہتی تھیں .اِس وجہ سے ریاض صاحب کے

فیصلے سے وہ بلکل بھی خوش نہیں تھیں .اور صہیب کو اپنے چچا کی فیملی سے بہت زیادہ بد ظن کر چکی تھیں .

مگر وہ نہیں جانتی تھیں کہ کہ اُن کی لگائی گئی یہ نفرت کی چنگاری کتنی بڑی تباہی لانے والی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" عرزش تھوڑا سا تو میک اپ کر لیتی .اتنی شاندار پارٹی ہے اتنے بڑے بڑے لوگ آئیں ہوں گے .وہاں سب نے یہ سمجھنا ہے میں اپنے ساتھ اپنی ماسی کو لے آئی ہوں" .

نایاب کے بار بار ایک ہی بات کرنے پر اب عرزش بھی تپ چکی تھی .

"تم ایک کام کرو گاڑی یہی روک دو .مجھے تمہارے ساتھ تمہاری اُس فضول پارٹی میں بلکل بھی نہیں جانا .ابھی اور اِسی وقت روکو گاڑی" .

عرزش کو اچانک غصے میں آتا دیکھ نایاب گھبرا گئی تھی .کیونکہ اگر ابھی عرزش کا موڈ خراب ہوجاتا تو نایاب کا اِس پارٹی میں جانے کا خواب خواب ہی رہ جاتا .

نایاب کے آفس کی طرف سے ایک بہت بڑی کامیابی ملنے پر پارٹی کا اہتمام کیا گیا تھا .جس میں سٹاف ممبرز کے ساتھ ساتھ تمام بزنس کلائنٹس کو بھی مدعو کیا گیا تھا .اِس کے علاوہ بھی بہت اہم شخصیات کی شرکت کے چانسز تھے .اور نایاب اتنی شاندار پارٹی مس کرنے کے حق

میں بلکل نہیں تھی .مگر ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی اُسے پارٹی میں اکیلے جانے کی پرمیشن نہیں مل رہی تھی .

جب اُس نے بہت مشکلوں سے عرزش کو ساتھ لے جانے کا کہتے پرمیشن حاصل کی تھی .اور پھر پورے ایک دن کی محنت اُسے عرزش کو منانے میں لگی تھی .

آج وہ خود پارلر سے تیار ہوئی تھی .اور عرزش کو بھی پارلر سے تیار ہونے کا اسرار کیا تھا .مگر عرزش کو میک اپ بلکل بھی پسند نہیں تھا .اِس لیے اُس نے صاف انکار کر دیا تھا .مگر اب جیسے ہی نایاب نے اُسے پک کیا تھا عرزش کو بلیک کلر کے سادہ سے کلیوں والے فراک میں اپنے خوبصورت لمبے بالوں کا آگے سے نفیس سا ہیر سٹائل بنا کر چٹیا میں مقید کیے دیکھ

نایاب نے اپنا ماتھا پیٹ لیا تھا .میک اپ کے نام پر عرزش نے ہلکے گلابی رنگ کا لپ گلوس لگا رکھا تھا .جو تقریباً نہ ہونے کے برابر ہی تھا .

"تم نے سنا نہیں میں نے کہا گاڑی روکو .اپنے آفس والوں کے سامنے کبھی میں تمہیں پاگل کبھی ماسی نظر آتی ہوں نا .اب بلکل نہیں جاؤں گی میں وہاں" .

عرزش کو اچانک نایاب کی پچھلی حرکت بھی یاد آئی تھی .

"او ہو میرا وہ مطلب بلکل نہیں تھا .میں تو مذاق کررہی تھی .ماسیاں ایسی ہوتی ہیں بھلا .پلیز ناراض مت ہو آئم سوری نا" .

نایاب کی پریشان رونی صورت دیکھ کر عرزش کو دل ہی دل میں بہت ہنسی آرہی تھی .جو اب اُس کی منتوں پر اُتر آئی تھی .

"اچھا اچھا چل رہی ہوں ساتھ اب رونا نہیں .ورنہ یہ جو آنکھوں میں تم نے کاجل کے ٹرک اُلٹائے ہیں اِنہوں نے بہہ کر تمہیں بھوتنی بنا دینا ہے .جاؤ معاف کیا .کیا یاد کرو گی تم بھی کس سخی دوست سے پالا پڑا ہے .
"

عزش کے ہنسنے پر نایاب اُسے گھور بھی نہ سکی تھی .کہ کہیں پھر نہ وہ ارادہ بدل لے .وہ دونوں ایسی ہی تھیں ایک دوسرے کا ساتھ بھی دینے والیں .اور ایک دوسرے کو زچ کرنے میں بھی پیچھے نہیں رہتی تھیں .

نایاب نے گاڑی شہر کے سب سے بڑے ہوٹل کے سامنے روکی تھی .

جہاں پہلے ہی بیش قیمت گاڑیوں کی لائنیں لگی ہوئی تھیں .نوشیروان خانزادہ کو پارٹیز کا زیادہ شوق نہیں تھا مگر جب بھی کبھی کبھار وہ کرتا تھا

تو باقی سب کو پیچھے چھوڑ دیتا تھا .اُس کی ہر چیز ہی ہمیشہ شاندار ہوتی تھی بلکل اُس کی طرح .

"نایاب یہ پارٹی ہی ہے نا .کہیں ہم غلطی سے کسی کے ولیمے میں تو نہیں گھس آئیں" .

عرزش آنکھیں پھاڑے اتنی خوبصورت اور اعلیٰ پیمانے کی ڈیکوریشن اور انتظامات دیکھ رہی تھی .جسے دیکھ کر کہا جاسکتا تھا کہ اِس سب پر لاکھوں کا نہیں بلکہ کروڑوں کا خرچ آیا ہے .

"عرزش یہ پینڈوں والی حرکتیں مت کرو .انسانوں کی طرح آگے دیکھ کر چلو .پہلے ہی تمہارا یہ حلیہ ہمیں سب کی نظروں میں مشکوک کررہا ہے" .

نایاب کی بات پر عرزش نے فوراً نظریں موڑ لیں تھیں .

عرزش کو لگ رہا تھا واقعی نایاب ٹھیک کہہ رہی تھی .وہ یہاں اتنے سٹائلش لوگوں کے درمیان ماسی ہی لگ رہی تھی .نایاب بھی تقریباً اُن لوگوں جیسے حلیے میں تھی .بس ایک فرق تھا کہ نایاب کے کپڑے پورے تھے اور اُس نے دوپٹہ بھی ایک کندھے پر لے رکھا تھا .ورنہ یہاں جس حلیے میں سب عورتیں گھوم رہی تھیں کہیں سے نہیں لگ رہا تھا یہ ایک اسلامی ریاست ہے .

عرزش نے میک اپ اور جیولری سے لدی پھندی اِن تمام عورتوں کے لباس دیکھ کر جھرجھری سی لی تھی .

نایاب کو اپنی کولیگز کے ساتھ باتوں میں مصروف دیکھ عرزش ایک الگ تھلگ قدرے کونے میں پڑے ٹیبل کی طرف بڑھ گئی تھی .اُس نے اپنا

بڑا سا دوپٹہ اچھے سے سر پر اوڑھ لیا تھا. اور وہاں بیٹھ کر ہر آتے جاتے بندے کا جائزہ لینے لگی تھی .

جب اچانک سب لوگوں میں ہلچل سی مچی تھی اور سب انٹرنس کی طرف متوجہ ہوئے تھے .جہاں سے چند منٹوں بعد بلیک تھری پیس میں ملبوس نوشیروان خانزادہ کی انٹری ہوئی تھی .اپنی مخصوص مغرورانہ چال چلتا اپنی وجیہہ شخصیت کی رعنائیاں بکھیرتا وہ گارڈز کے درمیان چلتا اندر داخل ہورہا تھا .

وہاں موجود عورتیں کیا مرد بھی نوشیروان کے قدموں میں بچھی جارہے تھے .ایسا لگ رہا تھا نوشیروان اِس پارٹی کا ہوسٹ نہیں بلکہ چیف گیسٹ ہو .

وہاں موجود نام نہاد ماڈرن عورتیں اپنی ذات کا وقار بھلائے نوشیروان خانزادہ کے نام اور پیسے کے پیچھے پاگل ہوتی اُس کی بانہوں کا ہار بننے کی کوشش کررہی تھیں .

عزش توبہ استغفار کرتی اُس منظر سے نظریں پھیرتی اپنے موبائل پر مصروف ہوگئی تھی .

نوشیروان لوگوں سے ملنے میں مصروف تھا جب اچانک پرسنل فون بجنے پر ایکسکیوز کرتا وہاں سے ہٹا تھا .

"تمہارے یہ ضروری کام آخر کب ختم ہوں گے . تمہارے بہانے روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں" .

نوشیروان اپنے اکلوتے فرینڈ زباد شیرازی سے شکوہ کرتے بولا .شاید اُس کی زندگی میں اُس کے خاص آدمی خان کے علاوہ یہ ایک ہی واحد ہستی تھی .جس سے وہ اتنی بے تکلفی سے بات کرتا تھا .ورنہ زباد اور خان کے علاوہ کوئی اُس کے اتنے قریب نہیں تھا .

زباد سے بات کرتے اچانک نوشیروان کی نظر کچھ فاصلے پر موجود ٹیبل پر پڑی تھی .

اُس دن والی لڑکی کو وہاں بیٹھا دیکھ نوشیروان کی نظریں دوبارہ واپس پلٹنا بھول گئی تھیں .

بلیک پاؤں تک آتے فراک میں نماز کے سٹائل میں دوپٹہ لیے .میک اپ سے پاک چہرے پر معصومیت اور پاکیزگی سجائے وہ نازک سی لڑکی

نوشیروان کو اِس دنیا کا حصہ بلکل نہیں لگی تھی .ایسا لگتا تھا وہ راستہ بھٹک کر غلطی سے وہاں آنکلی ہو .اِس لڑکی کو آج وہ تیسری بار دیکھ رہا تھا .مگر ہر بار وہ اُسے مختلف رُوپ میں ہی نظر آئی تھی .کبھی غصہ کرتے, کبھی ہر چیز سے بیگانہ ہو کر ہنستے ہوئے اور آج گم صم سا ہو کر ایک جگہ سمٹے ہوئے .

نوشیروان فون کان سے لگائے کتنے ہی لمحے یک ٹک اُسے دیکھے گیا تھا.

زباد کافی دیر نوشیروان کو بلا بلا کر آخر کار تھک ہار کر فون بند کر چکا تھا . نوشیروان ایک ٹرانس کی کیفیت میں اُس کی طرف بڑھ رہا تھا .وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیوں اِس سادہ سی عام سی لڑکی میں اتنی کشش محسوس

کررہا ہے .یہ کیسی مقناطیسی کشش تھی جو اُس جیسے مضبوط اعصاب کے مالک شخص کو اپنا آپ بھلا دیتی تھی .

بہت سی نگاہوں نے نوشیروان کو عرزش کی طرف بڑھتے دیکھا تھا .جس طرح وہ عرزش کو دیکھ رہا تھا .یہ بات دیکھنے والوں کے لئے معمولی بلکل بھی نہیں تھی.جب اُسی وقت نوشیروان کے خاص آدمی خان کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا .وہاں موجود میڈیا کی نوشیروان کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت پر نظر تھی .اور نوشیروان کو اِس طرح کسی لڑکی کو بے خود ہوکر دیکھتے اُن کو اپنی خواہش کے مطابق چیز مل چکی تھی .

"سر سب ٹھیک ہے" .

خان کو نوشیر وان اِس وقت اپنے حواسوں میں نہیں لگا تھا .اُس کی نظریں ابھی بھی عرزش پر تھیں .خان نے پہلے کبھی نوشیر وان کو اِس طرح بے خود ہوتے نہیں دیکھا تھا .

"یہ ہماری ایک آفس ورکر نایاب کی فرینڈ ہے اُسی کے ساتھ اِس پارٹی میں آئی ہے .مگر سر آپ کے اِس طرح اُس کو دیکھنے کی وجہ سے سب کیمرے آپ دونوں پر فوکس ہوچکے ہیں" .

خان نہایت ہی احترام سے نوشیر وان کو اِردگرد سے آگاہ کرتے بولا تھا .

جس پر نوشیر وان فوراً حواسوں میں لوٹا تھا .وہ سمجھ نہیں پارہا تھا اچانک اُسے کیا ہوا ہے .وہ کیوں بھول گیا کہ وہ کوئی عام شخص نہیں بلکہ نوشیر وان خانزادہ ہے .

"اِن کیمراز میں سے کسی میں بھی اِس لڑکی کی کوئی تصویر نہیں ہونی چاہیئے .اگر اِس لڑکی کی ایک بھی تصویر وائرل ہوئی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا" .

نوشیروان اردگرد فوکس تمام کیمروں کو گھورتا ایک آخری نظر عرزش پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا .جبکہ عرزش ابھی تک اِن سب باتوں سے بے خبر اپنے موبائل پر مصروف تھی .

نوشیروان نے ہوٹل کے کمرے آکر اپنا کوٹ اُتار کر صوفے پر پٹخا تھا . اور غصے سے اپنے پیشانی مسلنے لگا تھا .اُسے خود پر بے انتہا غصہ آرہا تھا . ہمیشہ خود پر مکمل کنٹرول رکھنے والا وہ نوشیروان خانزادہ اِس طرح ایک

معمولی سی لڑکی کو دیکھ کر کیوں بہک جاتا تھا .کیوں وہ اپنے اعصاب پر کنٹرول نہیں رکھ پاتا تھا .جبکہ وہ اِس لڑکی کو جانتا تک نہیں تھا .

نوشیروان کے آرڈر پر ویٹر شراب کی بوتل ٹیبل پر رکھ کر جاچکا تھا .جس کو کھول کر بنا گلاس میں انڈیلنے کا تکلف کیے نوشیروان منہ سے لگا چکا تھا . وہ اپنے اندر کی گھٹن اور اضطراب کم کرنا چاہتا تھا .جو لمحے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا تھا .

وہ جب بھی زیادہ بے چین اور غصے میں ہوتا تھا تو اپنے ذہن کو پرسکون کرنے کے لیے شراب کا استعمال کرتا تھا .ورنہ عام دنوں میں وہ اِس سے دور ہی رہتا تھا .

"نہیں میری زندگی میں کسی بھی عورت کی کوئی جگہ نہیں ہے. نفرت کرتا ہوں میں عورت ذات سے شدید نفرت".

شراب کی خالی بوتل کو دیوار پر مارتے نوشیروان اپنے اندر لگی آگ کو کم کرنے کی کوشش کرتے چلایا تھا.

اُس نے اپنی زندگی میں حسین سے حسین تر لڑکی دیکھی تھی. مگر عرزش وہ پہلی لڑکی تھی جس کو دیکھ وہ اِس طرح بے خود ہوا تھا. اُس کے وجود کی پاکیزگی میں ایک انجانی سی کشش تھی جس طرف نوشیروان نے خود کو کھینچتے محسوس کیا تھا. مگر وہ اپنی زندگی میں کسی کو بھی اپنی کمزوری نہیں بنانا چاہتا تھا. چاہے وہ کوئی چیز ہو یا انسان. اور وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ

اُس کے قدم کس طرف بڑھ رہے ہیں .اِس لیے وہ اپنا کوئی بہت بڑا نقصان ہونے سے پہلے ہی خود کو روک لینا چاہتا تھا .

خود کو اپنی حرکت پر سرزنش کرتے کافی دیر کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ شاید وقتی طور پر ہی سہی مگر اپنے دل و دماغ سے عرزش کا عکس ختم کرنے میں کامیاب ہوچکا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"سر پلیز یہ کیا کررہے ہیں آپ . چھوڑیں میرا ہاتھ .پلیز میں ایک بہت ہی عزت دار لڑکی ہوں" .

صہیب سے اپنا ہاتھ چھڑواتے وہ لڑکی روتے ہوئے بولی .صہیب اُسے پہلے بھی ایک دو بار اپنے آفس میں بلا چکا تھا .مگر آج تو اُس نے حد ہی کر دی تھی .

"یار اِس میں اتنی گھبرانے کی کیا بات ہے .ہاتھ پکڑنے سے عزت کم تھوڑی نہ ہوجائے گی" .

صہیب اُس لڑکی کے گال پر ہاتھ پھیرتے اُسے اپنے حصار میں لیتے بولا . جبکہ وہ لڑکی مسلسل روتی گڑگڑاتی خود کو آزاد کروانے کی کوشش کررہی تھی .مگر صہیب پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہورہا تھا .اور مزید شیر ہوتے صہیب نے ایک نازیبا حرکت سرزد کی تھی .

جب اچانک دروازہ کھلا تھا.

"کیا ہورہا ہے یہاں" .

صہیب دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے والی ہستیوں کو دیکھ ہوائیاں اُڑاتے چہرے کے ساتھ پیچھے ہٹا تھا . مگر اندر داخل ہونے والے سہیل صاحب اور دانیال کے ساتھ ساتھ آفس کا مینیجر بھی سب کچھ دیکھ چکا تھا .

"گھٹیا انسان شرم نہیں آتی تمھیں ایسی پنچ حرکت کرتے ہوئے" .

دانیال نے کسی بات کی پرواہ کیے بغیر صہیب کو گریبان سے پکڑتے ایک زور دار مکا رسید کیا تھا .اور پھر پے در پے گھونسوں اور مکوں کی برسات کردی تھی . آفس کا پورا سٹاف وہاں جمع ہوچکا تھا .جب سہیل اور ریاض صاحب نے بہت مشکل سے دانیال کو صہیب سے جدا کیا تھا .

"بابا جیسا آپ لوگ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے" .

صہیب نے ریاض صاحب کی طرف دیکھتے جھوٹی صفائی دینی چاہی تھی .

جس کے جواب میں اُنہوں نے بھی ایک تھپڑ اُس کی گال پر دے مارا تھا .

"بند کرو اپنی بکواس اور دفع ہوجاؤ یہاں سے .شرم آرہی ہے مجھے تمہیں اپنا بیٹا کہتے ہوئے" .

ریاض صاحب نے رُخ موڑتے اُسے وہاں سے نکل جانے کا اشارہ کیا تھا .

صہیب دانیال کو خونخوار نظروں سے دیکھتا باہر نکل گیا تھا .جس نے اُس کے مطابق چھوٹی سی بات کا اتنا بڑا پتنگڑ بنا کر رکھ دیا تھا .اور اُسے سب لوگوں کے سامنے ذلیل کر دیا تھا .

"بھائی صاحب یہ جو کچھ بھی ہوا ہے .بہت غلط تھا" .

سہیل صاحب ریاض صاحب کو مختصر الفاظ میں بہت کچھ باور کرواتے وہاں سے نکل گئے تھے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"چوہدری صاحب آپ بلکل بھی فکر مت کریں .انشاء للہ جیت ہمارا مقدر ضرور بنے گی .اور آپ کی زمینوں پر کیے گئے تمام ناجائز قبضے ختم ہو جائیں گے" .

یشفہ اپنے کلائنٹ چوہدری فیاض کو اطمینان دلاتے بولی

"جانتا ہوں وکیل صاحبہ .آپ کی ذہانت کے بہت قصے سن رکھیں .پورا بھروسہ ہے آپ کی قابلیت پر تبھی تو اپنا اتنا اہم کیس آپ کو سونپا ہے .

"

چوہدری فیاض یشفہ کے حسین چہرے پر اپنی نگاہیں گاڑھتے ہوئے بولا . جنہیں محسوس کرتے یشفہ ایک پل کے لیے گڑبڑائی تھی .

اتنی اِن سیکیورٹی اُسے رات کے پہر تن تنہا زباد کے ساتھ اُس کے گھر میں کھڑے ہوئے فیل نہیں ہوئی تھی .جتنی اِس وقت دن دہاڑے اپنے ہی آفس میں بیٹھے چوہدری فیاض کی نظروں سے محسوس ہورہی تھی .

"جی بہت شکریہ".

یشفہ مختصراً اتنا ہی بول پائی تھی .وہ چاہتی تھی یہ شخص اب جلد از جلد یہاں سے اُٹھ جائے .مگر وہ کافی فرصت میں لگ رہا تھا .

"کیا میں آپ کے بارے میں کچھ جان سکتا ہوں" .

چوہدری فیاض اپنے دانتوں کی نمائش کرتے بولتا یشفہ کو تپانے پر مجبور کر گیا تھا .

اِس سے پہلے کہ وہ اُسے کچھ بولتی اُس کے آفس کے دروازے پر ایک مخصوص طرح کی دستک ہوئی تھی .یشفہ اچھے سے جانتی تھی .یہ کون ہے اِس لیے فوراً سے پہلے اُسے اندر آنے کا حکم دیا تھا .آج پہلی بار یشفہ کو زباد کی اپنے آفس میں آمد بہت اچھی لگی تھی .

جب کے چوہدری فیاض اُسے سامنے دیکھ اچھا خاصہ بدمزہ ہوا تھا .

"اوہ یہاں تو بڑے بڑے لوگ موجود ہیں. کہیں میں غلط ٹائم پر تو نہیں آگیا".

چوہدری فیاض کو یشفہ کے آفس میں بیٹھا دیکھ اندر سے زباد کو بھی آگ لگی تھی. مگر وہ اپنے تاثرات چھپا کر دبے الفاظ میں یشفہ پر طنز کر گیا تھا.

جس کو چوہدری فیاض تو پتا نہیں مگر یشفہ اچھے سے سمجھ گئی تھی.

"اب کیا ہو سکتا اب تو آپ آگے ہیں".

چوہدری فیاض کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اُسے یہاں سے واپس بھیج دے.

جو بڑی ہی ڈھٹائی سے اُس کے قریب ہی کرسی پر آبیٹھا تھا.

زباد کو یوں پھیل کر بیٹھتا دیکھ چوہدری فیاض اچھا خاصہ تلملا کر رہ گیا تھا.

"اوہ .لیکن کوئی بات نہیں آپ اپنی بات جاری رکھیں" .

زباد کے چوہدری فیاض کو زچ کرنے والے انداز پر یشفہ کو اندر ہی اندر بہت مزا آرہا تھا .

"نہیں ایسی بھی کوئی خاص بات نہیں تھی .اوکے وکیل صاحبہ اب میں چلتا ہوں .کیس کے بارے میں جب بھی میری ضرورت پڑے بتا دیجئے گا میں حاضر ہو جاؤں گا" .

چوہدری فیاض ایک گھوری سے زباد کو نوازتا باہر نکل گیا تھا .

"اِس شخص کے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے .

"

اُس کے جاتے ہی زباد یشفہ کی طرف متوجہ ہوا تھا .

"میں اچھے سے جانتی ہوں کس کے ساتھ کیا بات کرنی ہے" .

یشفہ بنا اُس کے رعب میں آئے بولی .

"ہاں جی وہ تو بہت اچھی طرح سے نظر آرہا تھا . خیر چھوڑو اُسے .میں یہ فائل دینے آیا تھا یہاں".

زباد نے ہاتھ میں پکڑی فائل یشفہ کی طرف بڑھائی تھی .

"کونسی فائل ہے یہ" .

یشفہ نے بنا فائل تھامے سوالیہ انداز میں اُس کی طرف دیکھا تھا.

"وہی فائل جس کی تلاش میں کل رات ایک چورنی میرے فلیٹ میں گھس آئی تھی" .

زباد فائل یشفہ کے سامنے ٹیبل پر پٹختے واپس پلٹا تھا .

"تھینکس" .

یشفہ کا کہا حملہ جیسے ہی زباد کے کانوں سے ٹکرایا .وہ اُنہی قدموں پر واپس پلٹا تھا .

"تم نے مجھ سے کچھ کہا" .

زباد نے اپنی جانب اشارہ کرتے پوچھا .

"تمہارے علاوہ یہاں کوئی اور بھی موجود ہے کیا" .

زباد کی ایکٹنگ پر یشفہ تپ کر بولی .

"نہیں یہاں تو کوئی اور موجود نہیں ہے. مگر جہاں تک مجھے لگتا ہے تمہاری طبیعت ضرور گڑبڑ ہے. کل رات سوری ابھی تھینکیو. یہ الفاظ تمہارے منہ سے سننا میری سمجھ سے بالاتر ہیں".

زباد نے ایک بار پھر اُس کی کِھلی اُڑائی تھی.

"مسٹر زباد شیرازی ہر ایک کو اپنی طرح سمجھ رکھا ہے کیا. تم سے تو کئی زیادہ مینرز ہیں مجھ... آؤچ"

یشفہ زباد کی طرف دیکھتے اُس سے بات کرتے پاس سے گزری تھی. جب بے دھیانی میں اُس کا پیر کارپٹ میں اُلجھ گیا تھا. اِس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی. زباد نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے گرد بازو کا حصار قائم کرتے گرنے سے بچایا تھا.

یشفہ نے بھی جلدی سے اُس کی شرٹ کو تھام لیا تھا .

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ دونوں سمجھ ہی نہیں پائے تھے .

یشفہ کو اپنے حصار میں لیے زباد ہلکا سا اُس کے اُوپر جھکا ہوا تھا .یشفہ نے گھبرا کر نظریں اُٹھائی تھیں .مگر زباد سے نظریں ملتے ہی یشفہ کا دل بُری طرح دھڑکا تھا .

"آر یو اوکے" .

زباد کے پوچھنے پر یشفہ ہوش میں آتی فوراً اُس کے حصار سے باہر نکلی تھی .اور اثبات میں سر ہلاتے زباد کو اُس بات کا جواب دیا تھا .

"پلیز سنبھل کر ورنہ یہ چھوٹی چھوٹی ٹھوکریں اچھے بھلے بندے کو بھی در بدر کر دیتی ہیں".

زباد اُس کے گھبرائے ہوئے انداز کا مذاق اڑاتا آفس سے نکل گیا تھا.

"اُف ہمیشہ فضول ہی بولتا ہے یہ پاگل وکیل .در بدر ہوں میرے دشمن میں کیوں ہوں بھلا".

یشفہ زباد کی اُوٹ پٹانگ باتوں پر اُسے کوستی اپنی کرسی کی طرف بڑھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"سہیل میں جانتا ہوں صہیب نے کل جو حرکت کی وہ کسی صورت بھی معاف کئے جانے کے قابل نہیں ہے . مگر وہ اپنی حرکت پر دل سے شرمندہ اور نادم ہے .اور سچے دل سے معافی مانگنا چاہتا ہے تم لوگوں سے . "

ریاض صاحب دانیال اور سہیل کے سامنے بیٹھے بہت ہی عاجزی سے بات کرتے بولے .صہیب اُن کے ساتھ ہی سر جھکائے بیٹھا تھا .دانیال نے ایک نظر صہیب پر ڈالی تھی .جو اُسے نادم تو کہیں سے بھی نہیں لگا تھا .

"تایا جان کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ صہیب کو اپنی غلطی کا احساس ہے .کیونکہ مجھے تو ایسا کچھ نہیں لگ رہا .

دانیال کے طنز پر صہیب مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا .اُس کا دل چاہا تھا ابھی اور اِسی وقت دانیال کو شوٹ کر دے .مگر اِس وقت ناچاہتے ہوئے بھی اُسے خاموش رہنا پڑا تھا .

وہ دانیال سے بعد میں اپنے تمام حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا . کیونکہ جس طرح کل دانیال نے اُسے پیٹا تھا .صہیب وہ سب کسی صورت نہیں بھول سکتا تھا .

"نہیں دانیال بیٹا ایسا نہیں ہے .صہیب واقعی میں بہت شرمندہ ہے" .

ریاض صاحب نے دانیال کو نرمی سے جواب دیتے صہیب کو معافی مانگنے کا اشارہ کیا تھا .

"بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں .میں نے کل جو حرکت کی وہ نہایت ہی غلط اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت تھی .پلیز اگر ہوسکے تو مجھے معاف کر دیں آپ لوگ" .

صہیب نے کس دل سے یہ الفاظ کہے تھے وہی جانتا تھا .

"بیٹا مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ نے کھلے دل سے معافی مانگی .مگر بھائی صاحب میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور سمجھتا ہوں ایک باپ کی حیثیت سے آپ میری بات کو سمجھیں گے .
"

سہیل صاحب کی بات پر ریاض صاحب کو خطرے کا الارم بجتا محسوس ہوا تھا .

"کیسا فیصلہ میں سمجھا نہیں" .

ریاض صاحب ہونٹوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے گویا ہوئے .

"میں صہیب اور عرزش کی اُن کے بچپن میں طے کی گئی نسبت ختم کرنا چاہتا ہوں" .

سہیل صاحب نے اُن دونوں باپ بیٹے کے سر پر بم پھوڑا تھا .

"سہیل یہ کیسی باتیں کررہے ہو .میں نے کہا تو ہے صہیب اپنی حرکت پر بہت شرمندہ ہے .اور معافی بھی مانگ چکا ہے .آپ لوگوں کو بھی کھلے دل سے معاف کر دینا چاہیے" .

ریاض صاحب نے معاملے کو سنبھالنا چاہا تھا .

"تایا ابا کس نے کہا کہ ہم نے صہیب کو معاف نہیں کیا .صہیب کے معافی مانگنے پر ہم نے اُسے کھلے دل سے معاف کردیا ہے .مگر وہ کیا ہے نا اعتبار اگر ایک بار اُٹھ جائے تو واپس بہت مشکل سے آتا ہے .تو معذرت کے ساتھ مگر صہیب پر سے بھی اِس وقت ہمارا اعتبار اُٹھ چکا ہے .واپس آنے میں کافی دیر لگے گی" .

دانیال کی بات پر صہیب نے ہونٹ بھینچتے بہت مشکل سے اپنے غصے پر قابو پایا تھا .

"اوکے جیسی آپ لوگوں کی مرضی مگر میں جانتا ہوں .میرا بیٹا بہت جلد آپ لوگوں کا اعتبار دوبارہ جیت لے گا" .

ریاض صاحب کے پاس فلحال اِس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا .اِس لیے وہ مسکراتے ہوئے بولے جس کے جواب میں دانیال اور سہیل صاحب بھی مسکرا دیئے تھے .

"آپ فکر مت کریں بابا .اب میں ایسی کوئی نوبت ہی نہیں آنے دوں گا .بہت ہنسی آرہی ہے نا آپ کہ اِس بھتیجے کو .اِس کو ہنسنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا میں" .

صہیب دل میں سوچتا اُن کے مسکراتے چہرے دیکھ کر تلخی سے مسکرایا تھا .

"آئم رئیلی سوری تایا ابا مگر ہماری ابھی ایک بہت ضروری میٹنگ ہے . ہمیں اُس کے لیے نکلنا ہو گا . آپ لوگ پلیز چائے پی کر جائے گا . چلیں بابا" .

دانیال گھڑی پر ٹائم دیکھتا جلدی سے اُٹھا تھا . جب اُس کے یاد دلانے پر سہیل صاحب بھی اُٹھ گئے تھے .

"نہیں چائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے . ہم لوگ بھی اب نکلتے ہیں" .

ریاض صاحب صہیب کو اُٹھنے کا اشارہ کرتے اُن لوگوں سے پہلے ہی وہاں سے نکل آئے تھے .

"دیکھ لیا بابا آپ نے اپنے چھوٹے بھائی کی جی حضوری کرنے کا نتیجہ . کیسے ایک ایک بات منہ پر ماری ہے اُنھوں نے ہمارے" .

صہیب گاڑی ڈرائیو کرتے نفرت سے بولا تھا .

"بکواس بند کرو تم اپنی .یہ سب کچھ تمہاری ہی گھٹیا حرکت کی وجہ سے ہوا ہے .کہا تھا میں نے تم سے جب تک عرزش سے شادی نہیں ہو جاتی تمہاری اپنی حرکتوں پر قابو پانے کی کوشش کرو .مگر تم نے تو حد ہی کردی اِس بار گھٹیا پن کی .عرزش کے حصے میں ملنے والے شیئرز کے بجائے مجھے تو اب اِس بات کی فکر لگ گئی ہے کہ کہیں سہیل مجھے اپنے بزنس سے ہی الگ نہ کر دے" .

ریاض صاحب نے اُس کو کوستے اپنا رونا رویا تھا.

"فکر مت کریں بابا .میں نے سب بگاڑا ہے اب میں ہی سب ٹھیک بھی کروں گا .عرزش سے شادی بھی ہوگی میری اور چچا جان کا بزنس حاصل

کرنے کی آپ کی خواہش بھی ضرور پوری ہوگی . آپ بس دیکھتے جائیں میں کرتا کیا ہوں" .

صہیب کی بات پر ریاض صاحب نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا تھا .

"کیا مطلب ایسا کیا کرنے والے ہو تم" .

ریاض صاحب کے مشکوک انداز پر صہیب نے بنا اُن کی کسی بات کا جواب دیے مسکراتے موبائل پر کوئی میسج ٹائپ کیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"عرزش بیٹا زرا فون دیکھو کس کا آرہا ہے" .

ڈرائنگ روم میں مسلسل بجتے فون کی آواز سنتے کچن میں سے مسرت بیگم نے عرزش کو آواز لگائی تھی .

"جی ماما آرہی ہوں . یہ پتا نہیں کون ہے جو نان سٹاپ شروع ہو چکا ہے .
"

عرزش جلدی جلدی سیڑھیاں پھلانگتی فون سٹینڈ کی طرف بڑھی تھی .

"جی سہیل امجد کے گھر سے بول رہی ہوں . آپ کون".

کال اٹینڈ کرتے ہی آگے سے پوچھے جانے والے سوال پر عرزش جلدی سے بولی .

"میں جناح ہاسپٹل سے بات کر رہا ہوں . سہیل امجد اور دانیال نامی شخص پر کچھ نامعلوم افراد نے فائرنگ کر دی ہے شدید زخمی حالت میں اُنہیں ہاسپٹل لایا گیا ہے .اُن کے موبائل سے یہ نمبر ملا ہے . آپ لوگ فوراً سے پہلے یہاں پہنچیں" .

دوسری طرف سے جو بات اُسے کہی گئی تھی . عرزش کی دنیا ہلانے کے لیے کافی تھی .

"عرزش بیٹا کیا ہوا کس کی کال ہے" .

مسرت بیگم نے کچن سے باہر آتے عرزش کو آواز لگائی تھی . جس پر بت بنی کھڑی عرزش ہوش میں آتے اُن کی طرف پلٹی تھی .

"ماما بابا اور بھائی پر کسی نے فائرنگ کر دی ہے .وہ وہ ہاسپٹل میں ہیں" .

عرزش نے روتے بلکتے اپنی بات پوری کی تھی .جسے سنتے مسرت بیگم کی حالت بھی اُس سے کچھ کم نہیں تھی .

وہ دونوں بہت مشکل سے ایک دوسرے کو سنبھالتی جس حالت میں ہسپتال پہنچی تھیں یہ وہی جانتی تھیں .

مگر آگے سے ایک درد ناک قیامت اُن کی منتظر تھی .ڈاکٹرز کے مطابق زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دانیال موقع پر ہی دم توڑ چکا تھا . جبکہ سہیل صاحب کی حالت بھی بہت ہی تشویشناک تھی .اور وہ عرزش کو آئی سی یو میں ملنے کے لیے بلا رہے تھے .

اُن کی حالت کے پیش نظر عرزش کو اُن کے پاس بھیج دیا گیا تھا .

"بابا کچھ نہیں ہو گا آپ کو .پلیز بابا میں آپ لوگوں کے بغیر زندہ نہیں رہ پاؤں گی .مجھے جینا نہیں آتا آپ لوگوں کے بغیر" .

سہیل صاحب کی حالت دیکھ عرزش چاہ کر بھی خود پر کنٹرول نہیں رکھ پائی تھی .اور بلک بلک کر رونے لگی تھی .ابھی وہ اپنے جان سے عزیز بھائی کو کھونے کا صدمہ قبول نہیں کر پائی تھی .کہ اپنے بابا کی اتنی تشویشناک حالت دیکھ وہ پاگل ہو اُٹھی تھی .اچانک یہ سب کیا ہوگیا تھا . اُن کے ہنستے بستے گھر کو کس کی نظر لگ گئی تھی .اُنہوں نے کسی کا بھلا کیا بگاڑا تھا جو اتنا بڑا ظلم ہوگیا تھا اُن پر .

"عرررزززش ..بیٹا مم میری بات سن سنوں" .

عرزش کو اِس طرح روتے دیکھ وہ بہت دقتوں کے بعد بول پائے تھے .وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اُن کی پاس وقت بہت کم ہے اِس لیے وہ عرزش کو اپنی بات سمجھانا چاہتے تھے .اُسے دشمنوں کی پہچان کروانا چاہتے تھے .وہ کہیں نہ کہیں اتنا تو سمجھ چکے تھے کہ اُن پر یہ حملہ کس نے کروایا ہے .جس سے اب عرزش کی جان کو بھی خطرہ ہوسکتا تھا .اور ایک ہی ایسا شخص تھا جو شاید عرزش کو پروٹیکٹ کرسکتا تھا .مگر اِس وقت اُن کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے عرزش کو اپنی بات سمجھائیں .

"بابا کس نے کیا ہے .آپ لوگوں کے ساتھ یہ سب .آپ پلیز مجھے اُس کا نام بتا دیں میں چھوڑوں گی نہیں اُسے" .

عرزش اُن کا ہاتھ تھامتی ہچکیوں کے درمیان بولی .

سہیل صاحب بولنا چاہ رہے تھے مگر اُن کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے .

اُنہوں نے نفی میں سر ہلاتے عرزش کو ایسا کچھ بھی کرنے سے باز رکھنا چاہا تھا . مگر عرزش گہرے صدمے کہ زیرِ اثر نہیں سمجھ پارہی تھی .

"ن نو شش شی یرووان خ خا نزادہ اُ س ک ے پ اس جج جا ؤ . وہہ ت م آ ری م دد" ..

) نوشیر وان خانزادہ کے پاس جاؤ . وہ تمہاری مدد (...

بہت مشکل سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ سہیل صاحب کے منہ سے نکلے تھے . جن میں سے عرزش صرف نوشیر وان خانزادہ ہی سمجھ پائی تھی . اور یہ

سمجھ رہی تھی کہ اُس کے باپ اور بھائی کی اِس حالت کا ذمہ دار وہ شخص ہے .

"بابا بابا کیا ہوا آپ کو آنکھیں کھولیں نا بابا .پلیز ایسا مت کریں ہمارے ساتھ .میں اور ماما کس کے سہارے زندگی گزاریں گی .نہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی میں آپ کو .ڈاکٹرز ڈاکٹرز پلیز جلدی آئیں" .

عرزش چیختی چلاتی ڈاکٹرز کو آوازیں دے رہی تھی .مگر سہیل صاحب چند سیکنڈز پہلے ہی دم توڑ چکے تھے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

قیامت آنا کسے کہتے ہیں یہ چند پل عرزش کو اچھے سے سمجھا گئے تھے . پچھلے دو دن سے عرزش سکتے میں تھی .وہ نہیں جانتی تھی کہ کون آرہا ہے کون جارہا ہے .سارے انتظامات کس نے سنبھالے .اپنے باپ اور جوان بھائی کے جنازے اُٹھتے دیکھ عرزش کے آنسو بھی خشک ہوچکے تھے .نایاب کتنی بار اُس کے گلے لگ کر اُسے کو رُلانے کی کوشش کرچکی تھی .مگر عرزش ویسے ہی بت بنی بیٹھی تھی .

مسرت بیگم کی حالت عرزش سے بھی زیادہ خراب تھی .دانیال کے بعد سہیل صاحب کے بارے میں بھی بُری خبر سن کر وہ بے ہوش ہوکر وہیں گرگئی تھیں اور ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھیں.

کفن دفن کے اور گھر کے سارے انتظامات ریاض صاحب اور اُن کی فیملی ہی دیکھ رہی تھی .پولیس بھی دو بار آچکی تھی .اور ریاض صاحب سے مل کر ہر بار خاموشی سے واپس لوٹ گئی تھی .وہ لوگ عرزش سے ملنا چاہتے تھے کیونکہ آخری بار سہیل صاحب کی بات اُسی سے ہوئی تھی .مگر عرزش کی حالت کے پیش نظر ریاض صاحب اُن لوگوں کو ٹال ہی رہے تھے .

"عرزش میری جان ہوش میں آؤ .اگر تم اِس طرح ہمت ہار جاؤ گی تو آنٹی کو کون سنبھالے گا .اُن کو اِس وقت سب سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے" .

نایاب نے عرزش کو جھنجھوڑتے اپنا آخری حربہ آزمایا تھا .جب مسرت بیگم کا خیال آتے عرزش کے بے جان وجود میں حرکت ہوئی تھی .

"ماما کہاں ہیں کیسی ہیں وہ مجھے ابھی ملنا ہے اُن سے" .

عرزش بھاگتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھی تھی .جب سامنے ریاض صاحب کو پولیس انسپکٹر کے پاس کھڑا دیکھا تھا .

"دیکھئے انسپکٹر صاحب میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں .میرے بھائی کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی .اور میری بھتیجی کی حالت بیان دینے والی بلکل بھی نہیں ہے .نہ ہی وہ اِس بارے میں کچھ جانتی ہے" .

ریاض صاحب کی بات جیسے ہی عرزش کے کانوں میں پڑی .وہ نایاب سے اپنا ہاتھ چھڑواتی آگے بڑھی تھی .

"نہیں تایا ابا میں جانتی ہوں میرے بابا اور بھائی کا قاتل کون ہے".

گھر ابھی بھی مہمانوں سے بھرا پڑا تھا. عرزش کی بات پر سب لوگوں نے اُس کی طرف دیکھا تھا. اور اُسی لمحے اندر داخل ہوتے صہیب کے چہرے پر عرزش کی بات سنتے ایک سایہ سا لہرایا تھا.

"بیٹا کیا مطلب کیا بتایا تھا آپ کو سہیل نے. کیا وہ جانتا تھا اُن لوگوں کے بارے میں".

ریاض صاحب کو بھی عرزش سے اِس بات کی اُمید بلکل نہیں تھی.

"جی اُنہوں نے ہی بتایا مجھے. نوشیروان خانزادہ نے مارا ہے اُنہیں. اور اب مجھے بھی اُس شخص سے اپنی جان کا خطرہ ہے".

عزش کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر انسپکٹر سمیت وہاں موجود تمام افراد کو اُس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا .وہیں صہیب نے بھی اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کرتے حیرت سے عرزش کی طرف دیکھا تھا .

"آپ نے ٹھیک کہا تھا ریاض صاحب .آپ کی بھتیجی کافی گہری صدمے میں ہے .مجھے لگتا ہے ہمیں بعد میں آنا چاہیے" .

انسپکٹر صاحب طنزیا انداز میں عرزش کی طرف دیکھتے وہاں سے نکلنا چاہا تھا .

"میں اپنے مکمل ہوش و حواس میں ہوں انسپکٹر صاحب .میرے بابا نے اپنے آخری لمحوں میں میرے پوچھنے پر اُسی شخص کا نام لیا ہے .میں سچ کہہ رہی ہوں آپ پلیز میری بات کا یقین کریں .اور جب بابا اور بھائی پر

حملہ ہوا تب وہ لوگ نوشیروان خانزادہ سے ہی میٹنگ کرکے واپس آرہے تھے" .

عرزش روتے ہوئے آنسوؤں کے درمیان بولی تھی .جس کے جواب میں پولیس والوں نے اُس کی طرف ایسے دیکھا تھا جیسے وہ کوئی پاگل ہو .

وہ لوگ نوشیروان خانزادہ کا نام بھی اپنی زبان پر لانے کی جرأت نہیں کر پارہے تھے .اُس پر پرچا کاٹنا تو بہت دور کی بات تھی .وہ بنا عرزش کی کسی بھی بات پر کان دھرے وہاں سے نکل گئے تھے .

عرزش روتی بلکتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی .نایاب جو عرزش کی بات سن کر سکتے کے عالم میں وہاں کھڑی تھی .عرزش کو گرتا دیکھ فوراً اُس کے قریب جا بیٹھی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"عرزش میرے خیال میں اتنا انتہائی قدم اُٹھانے سے پہلے ایک بار پھر سوچ لینا چاہیے تمہیں" .

نایاب اور عرزش اِس وقت نوشیروان خانزادہ کے شاندار آفس کے سامنے کھڑی تھیں .جب عرزش کو اندر قدم بڑھاتے دیکھ نایاب نے اُسے روکنے کی ایک آخری کوشش کی تھی .

"نایاب تم کیا چاہتی ہو .میں اپنے باپ اور بھائی کے قاتل کو ایسے چھوڑ دوں .جس نے اُن دونوں کو اتنی بےدردی سے قتل کیا ہے اُس کو اپنی

آنکھوں کے سامنے ایسے ہی دندناتا دیکھتی رہوں .نایاب تم نے اب تک میرا جتنا ساتھ دیا ہے .میں اُس کے لیے دل سے تمہاری شکرگزار ہوں . مگر اب جو میں کرنے والی ہوں .میں نہیں چاہتی اُس کی وجہ سے تمہیں کوئی بھی پریشانی اُٹھانی پڑی .اِس لیے اب آگے میں کسی بھی معاملے میں تمہیں انوالو نہیں کرنا چاہتی".

عرزش آنکھوں میں آئے آنسوؤں اندر دھکیلتی نایاب کا ہاتھ تھامتے سنجیدگی سے بولی تھی .جس پر نایاب نے دکھ بھری نظروں سے اپنی عزیز ازجان دوست کو دیکھا تھا .جس سے اُس کی خوشیاں اُس کی معصومیت اُس کا سب کچھ چھین لیا گیا تھا .ہر وقت ہنسنے مسکرانے والی وہ لڑکی چند دنوں میں ہی ہنسنا بھول چکی تھی .

"تم مجھ سے اپنی دوستی ختم کرنے کی بات کررہی ہو .اعتبار نہیں رہا مجھ پر بھی . آج تک کبھی تم نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا .میری ہر مشکل میں میرے ساتھ رہی تو تمہیں کیا لگتا ہے میں پیچھے ہٹ جاؤں گی کبھی نہیں".

نایاب عرزش کا ہاتھ تھامتے اُس کے آنسو صاف کرتے بولی .جس کے بعد عرزش اُسے مزید کچھ نہیں بولی تھی .اور نفرت بھری نظروں سے سامنے کھڑی عمارتوں کو گھورتی آگے بڑھی تھی .

نایاب کی مدد سے آفس کے اندر داخل ہوتے عرزش کی نظروں نے نوشیروان خانزادہ کو تلاشنا چاہا تھا .جب بڑے سے ہال سے گزرتے جہاں

پچاس سے اُوپر کیبن بنے ہوئے تھے .عرزش کو ایک طرف نوشیر وان کچھ لوگوں کے درمیان کھڑا نظر آیا تھا .

عرزش بنا اردگرد دیکھے بھاگتے قدموں سے اُس کی طرف بھاگی تھی .

نایاب اُسے پکارتی روکنے کی کوشش کرتی پیچھے بھاگی تھی .

نوشیر وان خان اور اپنے مینیجر کے پاس کھڑا کوئی ہدایت دے رہا تھا .جب اُس کی نظر سامنے سے بھاگ کر اپنے طرف ایک لڑکی آتے نظر آئی تھی .جب غور کرنے پر اُسے یہ وہی لڑکی لگی تھی .جو اِن پچھلے کچھ دنوں سے اُس کے دل و دماغ پر بُری طرح قابض تھی .اور اُس کی بہت کوششوں کے باوجود بھی نہیں بھول پارہی تھی .ابھی بھی اُسے اپنے قریب آتا دیکھ نوشیر وان کو اپنا وہم ہی لگا تھا .

مگر اُس کے پیچھے آتے گارڈز کو دیکھ نوشیروان بھی اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا.

"میم آپ کون ہیں اور اِس طرح اندر کیسے آسکتی ہیں".

خان نے اُسے نوشیروان کی طرف بڑھتا دیکھ جلدی سے آگے آنا چاہا تھا. مگر نوشیروان کے ہاتھ کے اشارے نے گارڈز کے ساتھ ساتھ اُسے بھی روک دیا تھا.

"کیوں کیا تم نے ایسا. کیا بگاڑا تھا میرے پاپا اور بھائی نے تمہارا. کیا دشمنی تھی اُن سے تمہاری جو اُن کو اتنی بے دردی سے مروا دیا. زرا رحم نہیں آیا اُن پر. بولو خاموش کیوں ہو جواب دو مجھے".

عرزش بنا کسی کی پرواہ کیے نوشیروان کا گریبان پکڑ چکی تھی .جس پر نوشیروان کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام لوگ حیران رہ گئے تھے .

خان اور اُس کے باقی گارڈز عرزش کی گستاخی پر غصے سے دوبارہ آگے بڑھے تھے .مگر نوشیروان نے ایک بار پھر اُنہیں روک دیا تھا .

نوشیروان کو سب سے زیادہ حیرت تو خود پر ہورہی تھی .کسی کا خود سے تیز لہجے اور آنکھ اُٹھا کر بات کرنے پر اُس کا حشر بگاڑ دینے والا آج اِس لڑکی کی اتنی جرأت پر چاہنے کے باوجود اپنا غصہ بھی نہیں جگا پایا تھا .

یہ روتی بلکتی لڑکی اُسے اِس وقت اپنے حواسوں میں بلکل نہیں لگ رہی تھی .

"کیا ہوا تمہیں مسٹر نوشیروان خانزادہ .میری اِس حرکت پر مجھے گولی نہیں مارو گے کیا .خدا سمجھتے ہو نا خود کو تم .کچھ بھی کر لو گے کوئی تمہیں پوچھنے والا نہیں ہو گا .فرعون بن کر پھر رہے ہو .شہر کے تمام پولیس اسٹیشن میں جا چکی ہوں .کوئی تمہارے خلاف ایک رپورٹ تک درج کرنے کو تیار نہیں ہے .ڈرتے ہیں سب تم سے .تمہاری فرعونیت سے .مگر ایک بات سن لو میری .میں نہیں ڈرتی تم جیسے درندوں سے .تمہیں تمہارے انجام تک پہنچا کر رہوں گی .قاتل ہو تم میرے اپنوں کے قاتل ہو" ...

عرزش نوشیروان کا گریبان تھامے کھڑی روتی چلاتی آخر میں اپنے حواسوں سے بیگانہ ہوتی اُس کی بانہوں میں ہی جھول گئی تھی .نوشیروان نے فوراً بازو پھیلاتے اُسے اپنے مضبوط بازووں میں بھر لیا تھا .

وہاں موجود سب لوگ آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے .مگر کسی کے اندر کچھ بھی بولنے کی جرأت نہیں تھی .

نوشیروان خان کو ڈاکٹر کو کال ملانے کا کہتا عرزش کو بانہوں میں اُٹھاتے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا تھا .جبکہ نایاب وہی سر پکڑ کر کھڑی تھی .وہ نہیں جانتی تھی کہ نوشیروان کی اِس خاموشی کا کیا نتیجہ نکلنے والا تھا .

کیونکہ جو حرکت عرزش نے کی تھی .باقی سب کے مطابق اب تک تو واقعی نوشیروان نے اُسے اُوپر پہنچا دینا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیر وان نے خان کو پندرہ منٹ میں اِس لڑکی کی ساری انفارمیشن اپنے ٹیبل پر پہنچانے کو کہا تھا. جس پر عمل کرتے خان اب اُس کے سامنے موجود تھا.

"سر اگر آپ کو یاد ہو تو. ایک ہفتہ پہلے جب آپ نے شہر کے کچھ نئے ایمرجنگ بزنس مینز کے ساتھ میٹنگ کی تھی. تو اُن میں آپ سہیل امجد اور اُن کے بیٹے دانیال سے کافی متاثر ہوئے تھے. اور آپ نے اُن کے بزنس میں انویسٹ کرنے کی اُن سے ہامی بھی بھری تھی. سر اُس دن

میٹنگ سے واپس جاتے راستے میں کسی نے اُن دونوں پر حملہ کرتے اُنہیں بہت ہی بے دردی سے قتل کردیا تھا .یہ لڑکی اُنہیں دونوں کے بارے میں بات کررہی تھی .اِس کے بھائی دانیال کی تو موقع پر ہی ڈیتھ ہوگئ تھی جبکہ فادر سہیل امجد کو بے ہوشی کی حالت میں ہاسپٹل لے جایا گیا تھا .اور اُن کے آخری لمحات میں جو باتیں بھی کہیں یا کی اِس لڑکی کا کہنا ہے کہ اُن باتوں کی بنا پر اُس کو شک نہیں پورا یقین ہے کہ اُس کے فادر نے آپ کا نام ہی لیا تھا .اور اب بقول اُس کے وہ کچھ بھی کرکے آپ کو سزا دلوانا چاہتی ہے" .

خان کی پوری بات سنتے نوشیروان کو اُس لڑکی کا دکھ دل سے محسوس ہوا تھا .جو اِس وقت اُس کے آفس کے اندر بنے پرسنل روم میں بے ہوش

پڑی تھی .ڈاکٹرز کے مطابق شدید ٹینشن اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے بے ہوش ہوئی تھی .کچھ ٹائم میں ہوش آجانا تھا .نوشیروان نے اُس کی فرینڈ نایاب کو اُس کے پاس بلا لیا تھا .

"نام....نام کیا ہے اِس لڑکی کا" .

خان کی اتنی لمبی بات کے جواب میں وہ صرف اتنا ہی بولا تھا .

"عرزش سہیل".

خان نے گہری نظروں سے نوشیروان کا جائزہ لیتے مختصراً اُس کا نام بتایا تھا .

آج پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ اپنے باس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا .

کیونکہ اُس کا دماغ جس طرف اشارہ کررہا تھا .وہ بات نوشیروان کو ذہن

میں رکھ کر سوچتے اُسے ناممکن ہی لگ رہی تھی . کہ نوشیروان خانزادہ بھی کسی لڑکی میں انٹرسٹ لے سکتا ہے . لیکن کہیں نہ کہیں خان کا دل چاہ رہا تھا کہ کاش ایسا ہو جائے اور اُس کے باس کی زندگی میں بھی بہار آجائے .

"عرزش" ...

زیرِ لب اُس کا نام دوہراتے اچانک نوشیروان کو اُس دن سڑک کنارے والا منظر یاد آیا تھا .جو آج بھی اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا .

"خان تم نے مجھے ساری کہانی سنا دی مگر مین بات تم نے ابھی بھی نہیں بتائی مجھے .اِس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے" .

نوشیروان چہرے پر سرد تاثرات سجائے خان کو گھورتے بولا .

"سر ایک دن پہلے ہی سہیل صاحب کی اپنے بھائی اور بزنس پارٹنر ریاض امجد اور اُس کے بیٹے سے لڑائی ہوئی .اِس لیے فلحال تو شک اُنہی پر ہی جارہا ہے" .

خان نظریں جھکائے بولا .

"تمہارے پاس آج کا دن ہے خان .کل صبح نو بجے ساری معلومات میرے ٹیبل پر ہونی چاہئیں .اب جاسکتے ہو تم" .

خان کو بھیج کر نوشیروان اپنے پرسنل روم کی طرف بڑھا تھا .نایاب نوشیروان کو اندر آتا دیکھ فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی تھی .اُسی لمحے عرزش نے بھی آنکھیں کھولی تھیں .عرزش کو آنکھیں کھولتا دیکھ نوشیروان نے نایاب کو باہر جانے کا اشارہ کیا تھا .

"یہ کہاں ہوں میں .تم نے کڈنیپ کرلیا ہے مجھے .اُتر آئے نا اپنی گھٹیا حرکت پر" .

عزش بیڈ سے اُٹھتی ایک بار پھر نوشیر وان کی طرف بڑھی تھی .مگر اِس بار نوشیروان نے اپنے گریبان کو ٹچ کرنے سے پہلے ہی اُس کا ہاتھ اپنے شکنجے میں لے کر اُس کی کمر کے گرد موڑتے اُسے خود سے قریب کیا تھا.

عزش اِس وقت نیوی بلو کلر کے کپڑوں میں ملبوس تھی .جس میں اُس کی دودھیا سرخی بکھیرتی مزید چمک رہی تھی .

"بس بہت ہوگیا. سمجھتی کیا ہو تم اپنے آپ کو اگر میں خاموش ہوں کچھ نہیں کہہ رہا تو تم کچھ بھی بولتی رہو گی .جان بوجھ کر میرے قہر کو آواز دینے کی کوشش مت کرو .بہت معصوم ہو تم سہہ نہیں پاؤ گی" .

عرزش خود کو اُس کے حصار سے نکلنے کی سر توڑ کوشش کررہی تھی .مگر ایک انچ بھی نہیں ہل پائی تھی .

نوشیروان کے لمبے چوڑے وجود کے سامنے وہ بے بس ہو کر رہ گئی تھی .

اُسکا شدت سے دل چاہا تھا کہ کاش اِس وقت اُس کے پاس گن ہوتی تو وہ اُس کی ساری کی ساری گولیاں اِس شخص کے چوڑے مضبوط سینے میں پیوست کر دیتی .مگر وہ ایسا صرف سوچ ہی سکتی تھی .

"اِس سے بھی زیادہ نیچے گر سکتے ہو تم جانتی تھی میں .جو کرنا ہے کر لو تم نہیں ڈرتی میں تم سے اور نہ ہی کسی اور سے .کیونکہ اب میرے پاس کھونے کو کچھ بچا ہی نہیں ہے .اور اگر تم سے زرا سا بھی ڈر ہوتا نا تو اِس

طرح تمہارے آفس میں نہ پہنچ جاتی . تمہیں تمہارے انجام تک میں پہنچا کر رہوں گی .چاہے اُس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے" .

عرزش اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی نفرت سے بولی تھی .

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بہت قریب کھڑے تھے .ایک کی آنکھوں میں نفرت ہی نفرت تھی جبکہ دوسرے کی آنکھوں میں ایک انجانا سا ان چھوا جذبہ تھا .جس کو سمجھنے سے فلحال وہ خود بھی قاصر تھا .

عرزش اِس وقت اپنے حواسوں میں بلکل نہیں تھی .ورنہ نوشیروان خانزادہ کیا کسی بھی غیر مرد کے اتنے قریب کھڑے ہونے کا تصور بھی نہیں

کر سکتی تھی .اُس کے سر پر اِس وقت صرف اپنوں پر ہوئے ظلم کا بدلہ لینے کا خون سوار تھا .

"اور یہی تو غلطی کی ہے تم نے .اگر میں ہی قاتل ہوں تمہارے باپ اور بھائی کا تو پھر تمہارا منہ بند کروانے کے لیے سوچو میں تمہارے ساتھ کیا کچھ کر سکتا ہوں .تم سے زیادہ بے وقوف لڑکی میں نے نہیں دیکھی . تمہیں کیا لگ رہا ہے تم اِس طرح میرے آفس میں آکر شور ڈالو گی .تو میں خود کو پولیس کے حوالے کر دوں گا .تمہاری بات مان کر کہ ہاں میں نے ہی قتل کیا ہے تمہارے باپ بھائی کا" .

نوشیروان استہزایہ انداز میں اُس کی طرف دیکھتے بولا .جب نوشیروان کے الفاظ اور انداز پر گھبراتے اچانک عرزش کو اُس سے خوف محسوس ہوا تھا .

واقعی ہی وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا .اِس وقت وہ اُس کے قبضے میں بلکل تنہا اور بے بس تھی .وہ اُس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا .

جذبات میں وہ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتی تھی .جو بھی تھا مگر عزت سے بڑھ کر اُس کے لیے کچھ بھی نہیں تھا .

عرزش نوشیر وان کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے خود کو آزاد کرواتی یکدم پیچھے ہٹی تھی .

جبکہ اچانک اُس کی آنکھوں میں اُمڈ آنے والا خوف دیکھ کر چند سیکنڈز کے لیے نوشیر وان کے ہونٹوں پر ایک محظوظ کن مسکراہٹ کھیل گئی تھی .

"میں نہیں جانتا تمہارے ساتھ یہاں کھڑے ہو کر سمجھانے میں .میں اپنا اتنا وقت کیوں ضائع کر رہا ہوں .کیونکہ ابھی جو نیچے تم کر چکی ہو .وہ کسی صورت قابلے معافی نہیں ہے .

مگر پھر بھی میں آخری بار تمہیں اتنا کہنا چاہوں گا کہ یہ سب کر کے تم اپنا نقصان ہی کرو گی .کیونکہ نیکسٹ ٹائم میری طرف سے کوئی معافی نہیں ملے گی تمھیں" .

نوشیر وان خانزادہ اُس کے چہرے پر اپنی سرد نگاہیں گاڑھتا اچھی طرح اُسے اُس کی پوزیشن باور کرواتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا .

مگر اُس کے انداز دیکھ عرزش کے اندر کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا تھا کہ اُس کا مجرم یہی شخص ہے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

وہ ایک بازو پر اپنا بلیک کوٹ ڈال کر دوسرے میں فائلز تھامے تیز تیز قدموں سے اپنے آفس کی طرف بڑھ رہی تھی .جب کوریڈور میں ایک جانب مڑتے سامنے سے آتے زباد سے اُس کا بُری طرح تصادم ہوا تھا . نتیجے میں اُس کی ہاتھ میں پکڑی تمام فائلز زمین بوس ہوئی تھیں .

"دیکھ کر نہیں چل سکتے تم" .

یشفہ نے ایک نظر اپنی بکھری فائلز پر ڈالتے سر اُٹھا کر مقابل کی طرف دیکھا تھا .

جو اپنی مخصوص دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اُسے دیکھتا جھک کر اُس کی فائلز سمیٹنے میں مدد کرنے لگا تھا.

"یار میں تو دیکھ کر ہی چل رہا تھا. مگر لگتا ہے تم میرے خوابوں میں اتنا کھوئی ہوئی تھی کہ مجھے دیکھ ہی نہیں پائی".

زباد کے انداز پر یشفہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی تھی.

"رئیلی زباد شیرازی غلط فہمی پالنا کوئی آپ سے سیکھے".

یشفہ اُس کے ہاتھ سے فائل تھامتی منہ بناتے بولی. اِس سے پہلے کہ زباد اُسے کوئی جواب دیتا. بلیک کلر کے چست پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک حسینہ زباد کے قریب آکھڑی ہوئی تھی.

وہ جس بے تکلفی سے زباد کے قریب آکر کھڑی ہوئی تھی .یشفہ نے حیرانی سے اُس کی طرف دیکھا تھا .کیونکہ اِس لڑکی کو وہ یہاں پہلی بار دیکھ رہی تھی .

"زباد سر میں آپ کو آپ کے آفس میں ڈھونڈ رہی تھی .اور آپ یہاں ہیں .پلیز میرے ساتھ آئیں مجھے آپ سے کیس کے سلسلے میں بہت امپیورٹنٹ بات ڈسکس کرنی ہے" .

شزا یشفہ کو صاف نظر انداز کرتی زباد سے مخاطب ہوئی تھی .یشفہ کو اُس لڑکی کا بے باک انداز اور حلیہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا .

"اوہ ہاں ابھی کچھ دیر میں کوٹ کی ہیئرنگ ہے .آپ آئیں میرے ساتھ" .

گھڑی پر ٹائم دیکھتے زباد عجلت میں اُسے لیے اپنے آفس کی طرف بڑھا تھا.

"اچھا کیا آخر کار اپنے ٹائپ کی لڑکی ڈھونڈ ہی لی اِس شخص نے".

یشفہ اُن دونوں کو گھورتی اپنے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"ماما پلیز آپ تو آنکھیں .میں بہت تنہا ہوگئی ہوں ماما .مجھ آپ سب کے بغیر جینا نہیں آتا .میں مر جاؤں گی".

عرزش بے سُدھ پڑی مسرت بیگم کا ہاتھ تھامے روتے ہوئے بولی .جب کندھے پر کسی کا لمس محسوس کرتے اُس نے سر اُوپر اُٹھایا تھا .

"نایاب بولو نا ماما کو یہ آنکھیں کھولیں بات کریں مجھ سے .یہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہیں".

عرزش کا دکھ دیکھ نایاب کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا .

"عرزش میری جان حوصلہ کرو .اِس طرح رو رو کر تو تم اپنی طبیعت بھی خراب کر لو گی" .

نایاب کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اُسے کیسے سنبھالے .

"عرزش عدیل بھائی سے بات ہوئی ہے میری .وہ ہاسپٹل میں ہی آرہے ہیں .تاکہ آنٹی سے بھی مل لیں .اور تم سے بھی ساری بات ڈسکس کر لیں" .

نایاب نے ابھی بات مکمل ہی کی تھی جب عدیل ہلکا سا دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہوا تھا .

عدیل نایاب کا فرسٹ کزن تھا .اور ایک نیوز چینل میں کام کرتا تھا . نایاب نے عرزش کے کہنے پر ہی اُس سے بات کی تھی .جسے سن کر وہ عرزش کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوگیا تھا .

کچھ ٹائم مسرت بیگم کے پاس بیٹھنے کے بعد عرزش نایاب اور عدیل کے ساتھ کیفے ٹیریا میں آگئی تھی .

اور ساری بات شروع سے لے کر آخر تک عدیل کے گوشے گزار کر دی تھی .

"عرزش تم میرے لیے بلکل نایاب کی طرح ہی ہو .میں اپنے مفاد سے ہٹ کر تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں .مگر کیا تم واقعی ہی اِس سب پر رضامند ہو .بعد میں حالات اور لوگوں سے گھبرا کر اپنی بات سے مکر تو نہیں جاؤ گی نا .کیونکہ تمہارے کہنے پر میں اور میرا چینل حس شخص کے خلاف یہ نیوز بنانے والے ہیں وہ کوئی عام آدمی بلکل بھی نہیں ہے .چند سیکنڈز میں ہمارا چینل بند کروا سکتا ہے .اِس لیے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا" .

عدیل کی بات پر عرزش نے نایاب کی طرف دیکھا تھا .جو بے تاثر چہرا لئے اُسے ہی دیکھ رہی تھی .

"عدیل بھائی میری طرف سے آپ کو فکرمند ہونے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے .میں کسی صورت اپنی زبان اپنے الفاظ سے پیچھے نہیں ہٹوں گی" .

عرزش پرعزم لہجے میں بولی تھی .بہت مشکلوں سے اُسے یہ موقع ملا تھا وہ اِسے کسی صورت گوانا نہیں چاہتی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"سر سہیل امجد اور دانیال پر حملہ اُن کے بھائی ریاض اور بھتیجے صہیب نے ہی کروایا ہے .اُن لوگوں کا نشانہ صرف دانیال تھا .بد قسمتی سے سہیل صاحب بھی بیچ میں آ گئے .اور اُن کی گولیوں کا نشانہ بن گئے . مگر اتنی صفائی سے یہ کام کیا گیا ہے .کہ اُس دن سے وہ حملہ آور غائب ہیں .اور بہت کوششوں کے بعد ہی اب تک ہمارے آدمی اُن کو نہیں ڈھونڈ پارہے .اِس کے علاوہ اُن لوگوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے . مگر سر جس طرح وہ لڑکی عرزش آپ کے خلاف متحرک ہے .ہمارے مخالفین اُسے آپ کے خلاف استعمال کرنے میں مدد لے سکتے ہیں" .

خان کی ساری بات غور سے سنتے اُس کی آخری بات پر نوشیروان نے ایک آبرو اُٹھاتے خان کی طرف دیکھا تھا.

"تم کہنا کیا چاہتے ہو کھل کر بولو".

نوشیروان کے سوالیہ انداز پر خان کو سمجھ نہیں آئی تھی.کیسے اُسے اپنی بات سمجھائے.

"سر جہاں تک میری معلومات ہے.وہ لڑکی بہت ہی معصوم ہے.اُس کا شک کبھی بھی اپنے تایا پر نہیں جائے گا.مگر وہ میڈیا کی مدد لے کر آپ کے خلاف کوئی بڑا قدم اُٹھانے کی کوشش کررہی ہے.اور اگر ایسا ہوا تو ہمارے چھپ کر بیٹھے دشمن جو کسی موقع کی تلاش میں ہیں.وہ اِس سب

سے بہت فائدہ اُٹھا سکتے ہیں . آپ کو اِس لڑکی کو اپنی طرح سے ہینڈل کرنا ہو گا" .

خان نے سر جھکائے اپنی بات مکمل کی تھی .

"ہمم مگر فلحال کچھ نہیں کرنا . میں بس اُس لڑکی کی ہمت دیکھنا چاہتا ہوں . لیکن اُس لڑکی کی سیکیورٹی کی پوری ذمہ داری تمہارے ذمہ ہے . اور ساتھ ہی اُن حملہ آور کو ڈھونڈنے کی کوشش بھی جاری رکھو" .

نوشیر وان نے اپنی بات مکمل کرتے خان کو جانے کا اشارہ کیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"کیا بنایا ہے یہ .اُٹھا لو یہ سب یہاں سے .اپنا کام بھول گئے ہو کیا تم .
خان فارغ کرو اِن سب کو یہاں سے" .

نوشیروان کو ہمیشہ اپنی ہر چیز پرفیکٹ چاہیے ہوتی تھی .اِس وجہ سے اُس کے تمام ملازم اِس بات کا خیال بھی رکھتے تھے .اور آج بھی ایسا ہی ہوا تھا .اُس کے ناشتہ میں موجود ہر چیز پرفیکٹ اور اُس کے ٹیسٹ کے مطابق ہی تھی .مگر خراب موڈ کی وجہ سے نوشیروان کو ہر چیز ہی بُری لگ رہی تھی.

اُس کی دہاڑ پر تمام ملازم اپنی جگہ سہم چکے تھے .خان بھی اُس کے مزاج کے پیشِ نظر خاموشی سے سر جھکائے کھڑا تھا .وہ خود اِن دنوں نوشیروان

کو سمجھ نہیں پارہا تھا .جو کچھ زیادہ ہی غصے میں رہنے لگا تھا .خان کو لگا تھا کہ شاید اُس لڑکی کی وجہ سے نوشیروان بدل جائے خوشیوں کی طرف لوٹ آئے .مگر یہاں تو کام ہی اُلٹا ہوگیا تھا .نوشیروان اُس لڑکی کو دیکھنے سے بھی سخت گریزاں تھا .بدلنا تو دور کی بات تھی .

پاس پڑی چیئر کو ٹھوکر مارتا نوشیروان ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا .

وہ اپنی کنڈیشن پر آج کل اچھا خاصہ جھنجھلایا ہوا تھا .وہ شخص جسے ہمیشہ خود پر اپنے جذبات پر کنٹرول رہا تھا .ایک عام سی لڑکی نے اُسے ڈسٹرب کرکے رکھ دیا تھا .چند ملاقاتوں میں ہی وہ لڑکی نوشیروان کے دل کو چھو گئی تھی .نوشیروان سمجھتا تھا کہ اُس کے سامنے نہ آنے سے شاید وہ اُسے

بھول جائے گی .اُس کے دل و دماغ سے نکل جائے گی .مگر ایسا بلکل نہیں ہوا تھا .وہ ہر ٹائم اُس کے سر پر سوار رہنے لگی تھی .

اُس نے سوچوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ٹی وی آن کیا تھا .

جب چینل سرچنگ کے دوران ایک چینل پر آکر نوشیروان ساکت ہوا تھا .وہاں سامنے ہی ایک پریس کانفرنس چل رہی تھی .جس میں عرزش اپنے کزن صہیب اور عدیل کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی .اور نوشیروان پر دھڑا دھڑ الزامات کی برسات کیئے جارہی تھی .اُس کے چہرے پر کسی قسم کا کوئی ڈر و خوف نہیں تھا .

نوشیروان کتنے ہی لمحے یک ٹک اُسے دیکھی گیا تھا .براؤن کلر کی بڑی سی چادر میں اپنے نازک وجود کو چھپائے وہ نوشیروان خانزادہ کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے حکومت سے مدد مانگ رہی تھی .

نوشیروان کو غصہ آنے کے بجائے عرزش کی معصومیت اور بے وقوفی پر ہنسی آگئی تھی .وہ جن میڈیا والوں کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر یہ سب کررہی تھی .یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ سب اُسے صرف اپنے چینل کی ریٹنگ بڑھانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں .ورنہ وہ سب لوگ اچھے سے جانتے تھے کہ حکومت کے کسی ایک عہدے دار میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نوشیروان خانزادہ پر ہاتھ ڈال سکیں .

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے خان نے ایک حیران نظر سکرین پر اور دوسری نوشیروان پر ڈالی تھی .اُس تک اِس کانفرنس کی اطلاع اپنے آدمیوں کے ذریعے پہلے ہی پہنچ چکی تھی .جو وہ نوشیروان کو ناشتے کے بعد آرام سے بتانے والا تھا .جانتا تھا نوشیروان کو اِس بات پر بہت غصہ آنا تھا .مگر ابھی نوشیروان کو مسکراتا دیکھ وہ حیرت زدہ تھا .اتنے سالوں سے اِس شخص کے ساتھ کام کرتے خان نے کبھی بھولے سے بھی اُس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی .مگر جب سے عرزش سے اُس کا سامنا ہوتا تھا نوشیروان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ضرور آتی تھی .جبکہ ہر بار وہ لڑکی کوئی بہت بڑی گستاخی ہی کررہی ہوتی تھی .

خان کو اب اِس بات پر یقین آنے لگا تھا کہ اُس کا باس محبت جیسے موذی مرض میں مبتلا ہورہا تھا. جس کا انجام پتا نہیں کیا ہونے والا تھا. کیونکہ وہ لڑکی اُس سے سخت نفرت کرتی تھی.

نوشیروان خانزادہ کے ہونٹوں سے اچانک مسکراہٹ ختم ہوئی تھی کیونکہ اب بات کرنے کے دوران عرزش کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے. اور اُس کے ساتھ بیٹھے اُس کے کزن صہیب نے دلاسہ دینے کے لیے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا. یہی منظر تھا جسے دیکھ نوشیروان کے چہرے کے نقوش ناقابلِ یقین حد تک بگڑ گئے تھے. اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عرزش کو چھوتا اُس لڑکے کا ہاتھ ابھی اور اِسی وقت اُس کے وجود سے جدا کردے.

"یہ شخص کون ہے" .

نوشیروان نے غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے خان سے پوچھا تھا .

"عرزش کا تایا زاد اور اُس کے باپ بھائی کا قاتل بھی . مگر اُن لوگوں کی ڈیتھ کے بعد جس طرح سے اِنہوں نے عرزش کا ساتھ دیا ہے . وہ کسی صورت اِس بات پر یقین نہیں کرے گی . کہ اُس کے اپنوں کے قاتل یہی لوگ ہیں . اگر ہم نے بتانے کی کوشش بھی کی تو وہ اِسے ہماری چال سمجھے گی" .

خان نے نوشیروان کی بات کا تفصیل سے جواب دیا تھا . بچپن سے نوشیروان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ نوشیروان کو اچھے سے سمجھتا تھا . اور جنتا تھا کہ اِس وقت نوشیروان کے دل میں کیا چل رہا ہے .

کانفرنس کب کی ختم ہوچکی تھی .نوشیر وان خان کو گاڑی نکلوانے کا کہتے اُٹھ گیا تھا .اُس کا غصہ اُس شخص کو عرزش کے قریب دیکھ ساتویں آسمان کو پہنچ چکا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

اگلے آدھے گھنٹے میں نوشیر وان عرزش کے گھر کے گیٹ پر تھا .دوسری بیل پر دروازہ کھلتے ہی عرزش کا چہرہ نمودار ہوا تھا .مگر اُس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی نوشیر وان اپنے قدم اندر بڑھاتے مین گیٹ اندر سے لاک کر چکا تھا .

عرزش ہکا بکا سی یہ سب دیکھ رہی تھی .وہ ابھی واپس آئی تھی .مسرت بیگم ہاسپٹل میں تھیں .گھر میں اِس وقت کوئی موجود نہیں تھا .نوشیروان کو اِس طرح سخت تاثرات کے ساتھ آتا دیکھ عرزش خوفزدہ ہوئی تھی . کیونکہ ابھی وہ اُس کے خلاف جو بول کر آئی تھی .عرزش کو لگ رہا تھا اب وہ اُسے نہیں چھوڑے گا .

"کیا ہوا ڈر گئی .ابھی تو بہت زور و شور سے میرے خلاف بول رہی تھی . کہ برباد کر دوگی تو اب کیا ہوگیا" .

نوشیروان کے قریب آنے پر عرزش اُلٹے قدموں پیچھے کی طرف بڑھ رہی تھی .اُس نے ابھی بھی خود کو براؤن کلر کی چادر میں لپیٹا ہوا تھا . نوشیروان کی نظریں اُس کے شفاف چہرے پر پھسل رہی تھیں .

"میں نہیں ڈرتی تم سے .جتنا ہو سکا تمہارے خلاف جاؤں گی .تمہیں سزا دلوا کر رہوں گی .تم مجھے اِس طرح خوفزدہ کر کے روک نہیں سکتے" .

عرزش ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچ چکی تھی .اور اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے نڈر انداز میں بولی .

جبکہ نوشیروان کی نگاہیں اُس کی لرزتی گھنی پلکوں کے رقص میں اُلجھ رہی تھیں .وہ جس غصے اور طیش میں عرزش کی عقل ٹھکانے لگانے یہاں آیا تھا .وہ سب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا .نوشیروان کو لگ رہا تھا .یہ ایک عام لڑکی بلکل بھی نہیں تھی .کوئی جادوگرنی تھی .جو ہمیشہ اُسے اپنے جادو میں قید کرلیتی تھی .

"ابھی تو میں نے تمہیں کچھ کہا ہی نہیں ہے .تو تمہارا یہ حال ہورہا ہے . جب تم میرا اصل رُوپ دیکھو گی تو ایک سیکنڈ کی دیر کیے تم نے اُوپر پہنچ جانا ہے .مگر جتنا میں تمہیں فری ہینڈ دے رہا ہوں تم اُتنا ہی مجھ سے اُلجھنیں کی کوشش کررہی ہو" .

نوشیروان نے عرزش کی چادر سے جھانکتی بالوں کی ایک لٹ کو اُنگلی سے اندر کیا تھا .جبکہ اُس کی اتنی جرأت پر عرزش نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اُس کا ہاتھ جھٹکتے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھا تھا .اور جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹی تھی .

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی" .

وہ غصے سے بولی .

مگر اُس کی اِسی ہڑبڑاہٹ میں اُلٹے قدموں پیچھے ہونے کی وجہ سے پاؤں بہت بُری طرح سے مُڑ گیا تھا .

"آؤچ".

وہ اپنے پاؤں کو پکڑتی درد سے بلبلاتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی .

جبکہ اُس کا درد اور آنکھوں سے نکلتے آنسو دیکھ کر نوشیروان بے اختیاری میں آگے بڑھا تھا .

"ہاتھ ہٹاؤ دیکھنے دو مجھے".

عزش کے ہاتھ پیچھے ہٹاتے نوشیروان نے اُس کا پیر دیکھنا چاہا تھا . جبکہ عزش حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھ رہی تھی . جو اِس وقت اپنا غرور اپنی شان و شوکت بھلائے اُس کے قدموں میں بیٹھا تھا . وہ

نوشیروان خانزادہ کے گھمنڈی اور مغرور انداز کے بارے میں بہت سن چکی تھی .مگر یہ شخص اُسے کہیں سے بھی وہ نوشیروان خانزادہ نہیں لگا تھا .

لیکن یہ سوچ صرف چند سیکنڈز کے لیے تھی کیونکہ عرزش اگلے ہی لمحے اُس شخص پر غوروفکر کرنے پر خود پر لعنت بھیجتی اپنا پاؤں واپس کھینچ چکی تھی .

"مسٹر نوشیروان خانزادہ دور رہو مجھ سے .میں تمہارے آفس کی کوئی ورکر نہیں ہوں .نہ ہی تمہارے اُس محل کی ذرخرید غلام ہوں .جو تم اِس طرح مجھ پر حکم چلا کر میرے قریب آنے کی کوشش کرو گے" .

عرزش بنا سوچے سمجھے غصے میں بہت بڑی بات بول گئی تھی .

جسے سن کر نوشیر وان کا دماغ گھوم گیا تھا .اگلے ہی لمحے نوشیر وان اُس کے نازک وجود کو ایک جھٹکے میں اپنے بازوؤں میں اُٹھاتے اندر کی طرف بڑھا تھا.

جبکہ نوشیر وان کے اِس انداز کو دیکھ عرزش اندر تک کانپ گئی تھی .وہ اِس وقت گھر میں بلکل اکیلی اِس شخص کے رحم و کرم پر تھی .اور اب تو اُس کے پیر پر چوٹ بھی لگ چکی تھی خود سے چلنا بھی مشکل ہورہا تھا .

ڈرائنگ روم میں لاتے نوشیر وان نے اُسے صوفے پر پٹخا تھا .

"کیا بکواس کررہی ہو تم .پاگل تو نہیں ہوگئی .جانتی ہی کیا ہو تم میرے بارے میں جو اتنے فضول الزامات لگا رہی ہو .اگر میں نے ایسا کچھ کرنا

ہوتا تمہارے ساتھ .تو کب کا کرچکا ہوتا .تمہارے قریب آنا یا تمہیں اپنا زرخرید غلام بنانا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے" .

نوشیروان صوفے پر اُس کے اردگرد بازو رکھے تقریباً اُس کے اُوپر جھکا ہوا تھا .نوشیروان کا چہرہ بہت قریب ہونے کی وجہ سے عرزش نے اپنا چہرا پیچھے کرنا چاہا تھا .مگر پیچھے موجود صوفے کی بیک کی وجہ سے وہ چند انچ ہی دور ہوپائی تھی.

"تم سے کہیں زیادہ امپورٹنٹ کام ہیں میرے .مگر نجانے کیوں صرف تم جیسی بے وقوف اور خود سر لڑکی کی مدد کرنے میں اپنے سارے کام چھوڑ کر یہاں آیا ہوں .تم جن لوگوں کی مدد لے کر اور جن کو ساتھ لے کر میرے خلاف یہ بچکانہ حرکتیں کرتی پھر رہی ہو وہ سب صرف تمہارا فائدہ

اُٹھا رہے ہیں .کوئی مخلص نہیں ہے یہاں تمہارا .اپنے اردگرد نظریں دوڑاؤ .تمہارے محرم تمہارے بہت قریب دندناتے پھر رہے ہیں .جنہیں تم اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھ رہی ہو وہی دشمن ہیں تمہارے" .

نوشیروان ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا اپنی گرم سانسوں کی تپش اُس کے چہرے پر چھوڑتا پیچھے ہٹا تھا .

پاؤں میں آئی موچ کا درد عرزش کے چہرے پر نمایاں تھا .جسے ترحم آمیز نظروں سے دیکھتے نوشیروان وہاں سے پلٹا تھا .مگر اُس کو اِس حال میں چھوڑ کر جانے پر اُس کا دل بے چین ہوا تھا .مگر عرزش کی کہی بات پر اُس کے قدم وہی رُکے تھے .

"رئیلی مسٹر نوشیروان خانزادہ آپ کو واقعی اگر مجھ سے ہمدردی ہے .اور میری اتنی ہی فکر ہے تو آپ ہی مدد کر دیں نا میری .اگر آپ میرے مجرم نہیں ہیں تو آپ کو اپنے خلاف کیس کئے جانے پر بھی کوئی ڈر نہیں ہونا چاہیئے .کیونکہ بقول آپ کے آپ بے گناہ ہیں تو کوئی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا .اور آپ باعزت بری ہوجائیں گے .اور آپ جیسی شخصیت کو تو کوئی جیل میں ڈالنے کی کوشش نہیں کرے گا .جب تک آپ کے خلاف ثبوت نہیں مل جاتے .

میری بہت کوششوں کے باوجود بھی کوئی بڑا وکیل آپ کے خلاف کیس لڑنے کو تیار نہیں ہے .لیکن اگر آپ کسی کو کہیں گے پوری ایمانداری کے ساتھ تو کسی میں انکار کی جرأت نہیں .کوئی بھی آپ کے خلاف میرا

کیس لڑنے کو تیار ہوجائے گا .اِس طرح میری مدد بھی ہوجائے گی اور میں غلط ہاتھوں میں آکر اپنے متوقع نقصان سے بھی بچ جاؤں گی .اور اگر آپ کے مطابق آپ بے گناہ ہوئے اور میرے بابا اور بھائی کے اصل مجرم کو سزا مل گئی تو میں وعدہ کرتی ہوں آپ سے زبان دیتی ہوں آپ کو .پوری زندگی آپ کی احسان مند رہوں گی" .

عرزش نے اُسے جاتا دیکھ اپنی طرف سے ایک بہت ہی شاطرانہ چال چلتے بولی تھی .جبکہ اُس کی پوری پلاننگ اور خود کو کیے چیلنج کو سنتے نوشیروان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی .یہ لڑکی اتنی بھی بے وقوف نہیں تھی جتنا وہ اُسے سمجھ رہا تھا .کتنی بہادری اور دلیری سے وہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چیلنج کر گئی تھی .

نوشیروان کو خاموش دیکھ عرزش طنزاً مسکرائی تھی .وہ اچھے سے جانتی تھی .یہ بڑی بڑی باتیں کرنے والا بظاہر بڑا مگر اندر سے چھوٹا شخص اُس کی بات کبھی نہیں مانے گے .اور یہ بات ماننا تھا بھی ناممکن .اُسے نے تو صرف اُس کی اِس جھوٹی ہمدردی کا پردہ فاش کرنے کے لیے یہ سب بولا تھا تاکہ دوبارہ اُس سے اِس طرح نظریں تو نہیں ملا پائے گا .

"اوکے میں تمہارا چیلنج ایکسیپٹ کرنے کو تیار ہوں .لیکن تمہاری احسان مندی کے علاوہ مجھے کچھ اور بھی چاہیئے" .

نوشیروان کی بات پر عرزش نے بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اُس کی طرف دیکھا تھا .

جو چند قدموں کے فاصلے پر پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا محظوظ مسکراہٹ سے اُس کے فیس ایکسپریشن انجوائے کر رہا تھا.

نوشیروان اچھے سے جانتا تھا کہ جس بات کی وہ حامی بھر رہا ہے یہ کوئی چھوٹی بات بلکل بھی نہیں تھی .اِس بات نے پورے ملک میں ہلچل مچا دینی تھی .اور شاید کچھ ٹائم کے لیے اُس کا امیج بھی خراب ہوجاتا مگر امیج کی نہ پہلے اُسے کبھی پرواہ رہی تھی نا اب تھی .

نوشیروان نے آگے بڑھتے ساکت بیٹھی عرزش کا پاؤں اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہلکا سا جھٹکا دیا تھا .

جس پر چیخ مارتے عرزش نے اُس کے ہاتھوں سے اپنا پیر آزاد کروایا تھا .

مگر یہ کیا اُس کے پیر کا درد کافی حد تک کم ہوچکا تھا .

یہ شخص آج اُسے مسلسل حیران کررہا تھا .نایاب کے مطابق تو نوشیروان خانزادہ میں اتنی اکڑ بھری ہوئی تھی کہ وہ کبھی جھک کر اپنے شوز پر لگی گرد بھی صاف نہیں کرتا تھا کجا کہ کسی اور کے آگے جھکنا .مگر جس طرح یہ شخص اُس کے ساتھ پیش آرہا تھا .اُس کا تو یہ مطلب تھا کہ یا تو نایاب جھوٹ بولتی تھی یا پھر یہ شخص نوشیروان خانزادہ نہیں تھا .

"کیا ہوا مس عرزش سہیل" .

نوشیروان کے آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرانے پر عرزش جیسے ہوش میں آئی تھی .

"جج جی میں تیار ہوں .تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں".

عرزش جلدی سے بولی تھی کہ کہیں وہ اپنا ارادہ نہ بدل دے .

"تو پھر قائم رہنا اپنی بات پر .کیونکہ نہ میں کبھی اپنے کہے سے واپس پلٹتا ہوں اور نہ کسی کا پلٹنا مجھے برداشت ہے .کل اِس شہر کا سب سے بڑا وکیل تمہارے پاس پہنچ جائے گا".

نوشیروان واپس پلٹنے لگا تھا جب اچانک ایک بات یاد آتے واپس پلٹا تھا .

"اور ہاں اِس سب کے دوران تمہارا وہ کزن صہیب مجھے تمہارے آس پاس بھی نظر نہیں آنا چاہیے .اگر ایسا ہوا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا".

نوشیروان سن گلاسز آنکھوں پر چڑھاکر وارن کرتے لہجے میں کہتے اُس کے منموہنے چہرے کو اپنی نگاہوں میں قید کرتے وہاں سے نکل گیا تھا .

جبکہ عرزش وہاں کی وہاں ہی بیٹھی رہ گئی تھی .مگر نوشیروان کی آخری بات پر اُس کی چوڑی پشت کو ایک جاندار گھوری سے ضرور نوازا تھا .اُس

کی سمجھ میں تو کچھ نہیں آرہا تھا .اگر یہ شخص واقعی اُس کے اپنوں کا قاتل تھا .تو اُس کی مدد کرنے کو کیسے تیار ہوگیا تھا .کیا وہ واقعی ہی غلط تھی.

عرزش اپنی ہی سوچوں میں اُلجھ رہی تھی .

نہیں میں غلط نہیں ہوں بابا نے اِسی شخص کا نام لیا تھا میرے سامنے . کہیں اِس سب کے پیچھے اِس کی کوئی چال تو نہیں .مگر جو بھی ہے ایک بار یہ کیس عدالت تک پہنچ جائے پھر میں کسی صورت بچ کر نہیں نکلنے دوں گی اِس شخص کو .

بہت ہوشیار سمجھتا ہے نا اپنے آپ کو .دیکھتی ہوں کیسے بچے گا مجھ سے یہ . تب تک چین سے نہیں بیٹھوں گی جب تک اِس کے انجام تک نہ پہنچا دوں اِسے .

عزش دل ہی دل میں عزم کرتی تلخی سے مسکرائی تھی .

مگر وہ نہیں جانتی تھی بہت جلد قسمت اُس کے ساتھ ایک ایسا کھیل کھیلنے والی تھی .جس نے ایک بار پھر اُس کی زندگی بدل کر رکھ دینی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زباد کے ایک کیس کی ہیئرنگ چل رہی تھی .جب اچانک اُس کی نظر اپنے وائبریٹ ہوتے موبائل پر پڑی تھی .

سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ وہ جلدی سے آگے بڑھا تھا .کیونکہ یہ نمبر یشفہ کے ڈرائیور کا تھا .

فون اٹینڈ کرتے ہی آگے سے جو نیوز اُسے دی گئی تھی .زباد بنا موجودہ سچویشن کی پرواہ کیے شزا کو کیس کی ڈیٹ آگے بڑھوانے کی ہدایت کرتا وہاں سے باہر کی طرف بڑھا تھا .

جب سے یشفہ نے چوہدری فیاض کا کیس لیا تھا .زباد کو یشفہ کی طرف سے فکر لاحق تھی .اُس کے بہت منع کرنے کے باوجود بھی یشفہ اُسے غلط ہی سمجھ رہی تھی .وہ اُس سے مقابلہ کرنے اور اُس سے آگے نکلنے کے چکر

میں یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ صرف اُسے اتنا بڑا کیس ملنے کی جیلسی میں اُسے یہ کیس چھوڑنے کا کہہ رہا ہے .

مگر زباد چوہدری فیاض اور اُس کے مخالفین سے اچھی طرح واقف تھا .جو دونوں ہی ایک نمبر کے بدمعاش تھے .اُن دونوں کے درمیان میں آنا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا .

جس طرح پوری کامیابی سے یشفہ چوہدری فیاض کے کیس کو لے کر چل رہی تھی .زباد کو ڈر تھا کہ ضرور اُن کے مخالفین کوئی گھٹیا حرکت کریں گے .یشفہ کو نقصان پہنچانے کی .یشفہ کے ڈرائیور کے تھرو ہی زباد کو پتا چلا تھا کہ یشفہ کو دھمکیاں بھی مل چکی ہیں یہ کیس چھوڑنے کی .

اِس لیے زباد نے یشفہ کے ڈرائیور کو اپنا نمبر دے رکھا تھا کہ اگر وہ یشفہ کے اردگرد کسی کی زرا سی بھی مشکوک حرکت نوٹ کرے تو فوراً اُسے انفارم کرے .اور ابھی یشفہ کے ڈرائیور نے جیسے ہی نوٹ کیا تھا کہ کوئی گاڑی مسلسل اُن کا پیچھا کررہی ہے .اُس نے فوراً زباد کو کال کی تھی .

جسے سنتے زباد اپنے سارے ضروری کام چھوڑتا اُس کی طرف بھاگا تھا .

زباد گاڑی ہوا کی دوش پر دوڑاتے جلدی سے ڈرائیور کی بتائی گئ لوکیشن کی طرف بڑھا تھا .وہ مسلسل ڈرائیور سے رابطے میں تھا .اور دل بُری طرح دھڑک رہا تھا کیونکہ شاید اُس کی زندگی کا سب سے قیمتی انسان اِس وقت خطرے میں تھا .وہ نہیں جانتا تھا کہ لڑتے جھگڑتے کب یشفہ اُس

کے دل کے تار چھو گئی تھی. مگر یہ سچ تھا وہ اُسے زرا سی بھی تکلیف یا پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا تھا.

پہلے تو وہ یہ بات سمجھ نہیں پارہا تھا کہ یہ محبت کا احساس تھا یا ایک ساتھ کام کرنے کی وجہ سے صرف ایک اُنسیت سی ہوگئی تھی. کیونکہ ایسا اُس نے آج تک کبھی کسی کے لیے فیل نہیں کیا تھا.

مگر آج یشفہ کی جان خطرے میں سن کر اُسے اپنی جان نکلتی محسوس ہورہی تھی.

زباد نے پولیس کو انفارم کردیا تھا وہ لوگ پہنچنے والے تھے.

وہ یشفہ کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر ہی تھا. جب اچانک ایک طرف سے یشفہ کی گاڑی پر فائرنگ شروع ہوگئی تھی. پہلا فائر سیدھا گاڑی کے ٹائرز

پر کر کے اُنہیں پنچر کیا گیا تھا .زباد جلدی سے اُس کے قریب گاڑی روکتے یشفہ کی گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا .

یشفہ جو اِس اچانک بگڑتی ہوئی صورتحال پر اچھا خاصہ ڈری ہوئی تھی .کسی کو اپنی گاڑی میں داخل ہوتا دیکھ پہلے تو اُس کی چیخ نکل گئی تھی .مگر زباد پر نظر پڑتے اُس کی جان میں جان آئی تھی .

"تم یہاں کیسے" .

زباد یشفہ کے گرد اپنا بازو حمائل کر کے اُسے اپنے قریب کرتے گاڑی کی سیٹ کے نیچے کی طرف کر گیا تھا .جس سے یشفہ تو محفوظ ہو گئی تھی .مگر زباد خود حملہ آوروں کے نشانے پر تھا .

"منع کیا تھا نا تمہیں .اِن بدمعاش لوگوں کا کیس نہ لڑو .خود تو انہوں نے بعد میں صلح صفائی کر لینی ہے .مگر تم جیسے ضدی اور کم عقل لوگ اِن کی دشمنی میں بے موت مارے جاتے ہیں" .

زباد نے یشفہ کے سوال کے جواب میں اُسے کھڑی کھڑی سنائی تھیں .

کیونکہ پچھلے چند منٹوں میں وہ اُس کی ٹینشن میں جتنی ذہنی اذیت سے گزرا تھا وہی جانتا تھا.

اُسی لمحے زباد کو کوئی تیز دھاڑ چیز اپنے بازو میں گھستی محسوس ہوئی تھی . گولی اُس کے بازو کو چیرتی اُس کی شرٹ لہولہان کرگئی تھی .مگر اُس نے یشفہ کو بلکل بھی ظاہر ہونے نہیں دیا تھا کہ اُسے گولی لگی ہے .

"ہاں تو میں ماری جاؤں گی نا . تمہیں کیا مسئلہ ہے . یہ ہیرو بن کر کیوں بھاگے چلے آئے .میں نے مدد کے لیے تھوڑی نا بلایا تھا تمہیں".

یشفہ اِن حالات میں بھی اُس سے لڑنے سے باز نہیں آئی تھی .

پولیس موبائل کے ہارن کی آواز کے ساتھ ہی چند سیکنڈز دونوں طرف سے زور دار آواز میں گولیوں کا تبادلہ ہوتا رہا تھا .اور پھر اچانک دونوں طرف خاموشی چھا گئی تھی .

"تم سے زیادہ بے مروت لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی" .

زباد اپنے بازو کو غیر محسوس انداز میں اُس کی آنکھوں سے اوجھل کرتے پولیس والوں کے گاڑی کا دروازہ ناک کرنے پر سیدھا ہوا تھا .

"دیکھو زباد شیرازی میں نے نہ ہی آج تک کسی کا احسان لیا ہے اور نہ ہی آگے میرا ایسا کوئی ارادہ ہے .تو اپنی یہ دھونس اور ہمدردیاں اپنے پاس رکھو .اور یہ پولیس کو بُلا کر جو تم مجھ پر احسان جتا رہے ہو .تو فار یو کائینڈ انفارمیشن ان کو کال میرے ڈرائیور نے کی ہے .اِس لیے مجھ پر زیادہ احسان جتانے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے" .

یشفہ سیدھے ہوتے زباد کی کہی گئی بات کا جواب اچھی طرح دے گئی تھی .

جس پر زباد بنا کچھ بولے افسوس میں سرہلاتے اُس کی گاڑی سے نکل گیا تھا .کیونکہ اُس کو بازو میں بہت درد محسوس ہورہا تھا .اور خون مسلسل بہی جارہا تھا .اِس لیے تکلیف کے باعث وہ یشفہ سے لڑنے کا سٹیمنا خود میں نہیں رکھ پارہا تھا .

اُس کے بنا کچھ کہے نکل جانے پر یشفہ ایک پل کے لیے حیران ہوئی تھی.اُسے محسوس ہوا تھا شاید وہ کچھ زیادہ بول گئی ہے . لیکن پھر کندھے اُچکاتے ڈرائیور کی طرف متوجہ ہوئی تھی تاکہ اُس سے کوئی ٹیکسی وغیرہ منگوا لے .

ڈرائیور کو بھیج کر یشفہ جیسے ہی سیٹ پر سیدھی ہوکر بیٹھی اُس کی نظر سیٹ پر گرے خون پر پڑی تھی .

"یہ یہ خون یہاں پر کیسے . کس کا خون ہے یہ مجھے تو گولی نہیں لگی نہ ہی ڈرائیور کو .تو پھر یہ کہیں زباد کو... مگر وہ تو بلکل ٹھیک تھا" .

اِس سوچ کے آتے ہی یشفہ کا دل بوجھل ہوا تھا .یشفہ نے باہر جھانکا تھا . مگر اب زباد وہاں موجود نہیں تھا .پولیس اہلکار ہی کھڑے تھے .اُس کے دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ کاش ایسا کچھ نہ ہوا ہو .

مگر پھر زباد کا یوں خاموشی سے نکل جانا .اور نکلتے وقت اُس کے چہرے پر موجود تکلیف کے آثار یاد آتے ہی یشفہ کا دل بے چین ہوا تھا .اُسی لمحے ڈرائیور گاڑی میں آبیٹھا تھا .

"یہ اِس پچھلی سیٹ پر خون موجود ہے .کیا زباد کو گولی لگی تھی" .

یشفہ کے پوچھنے پر ڈرائیور نے پلٹ کر سیٹ کی طرف دیکھا تھا .

"جی بی بی جی زباد صاحب کو گولی لگی ہے بازو پر . مگر پتا نہیں کیوں اُنہوں نے مجھے اشارے سے آپ کے سامنے کچھ بھی بولنے سے منع کیا تھا .

اور بی بی جی میں نے پولیس کو فون کیا تھا . مگر اُنہوں نے میری پوری بات سنے بغیر ہی فون کاٹ دیا تھا . پھر زباد صاحب ہی پولیس کو لے کر آئے . اور وہ اپنا کیس چھوڑ کر میری ایک کال پر یہاں آئے ہیں آپ کی مدد کے لیے" .

ڈرائیور کو بھی شاید یشفہ کے زباد کو کہے الفاظ پسند نہیں آئے تھے . اِس لیے وہ تفصیل بتاتے بولا .

جسے سن کر یشفہ کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا .اور ساتھ میں زباد کے لیے پریشانی بھی بڑھ چکی تھی .

"تمہیں پتا ہے ابھی وہ کس ہاسپٹل میں گیا ہے .

یشفہ کے پوچھنے پر ڈرائیور نے نفی میں سر ہلایا تھا .

اُس نے زباد کا نمبر ڈائل کیا تھا .مگر آگے سے کال فوراً کاٹ دی گئی تھی .دوسری تیسری اور پھر چوتھی بار لگتار زباد نے ایسے ہی کیا تھا .

"یہ شخص اِس قابل ہی نہیں ہے کہ اِس سے آرام سے بات کی جائے . اب سمجھ گیا ہو گا کہ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے .اِس لیے اتنے نخرے دیکھا رہا ہے".

یشفہ کا ایک بار تو دل چاہا تھا کہ اُسے اُس کے حال پر چھوڑ کر آرام سے اپنے گھر چلی جائے مگر دل کے ملامت کرنے پر اُس نے قریبی ہاسپٹل جانے کا فیصلہ کیا تھا .کیونکہ وہ اتنا تو جانتی تھی کہ زباد اکیلا رہتا ہے .اور اِس وقت اُسے کسی کی ضرورت تھی .

ہاسپٹل پہنچ کر ریسپشن سے زباد کے بارے میں معلومات لیتے وہ اندر کی طرف بڑھی تھی .جب مطلوبہ روم میں داخل ہوتے اُسے وہ سامنے ہی بیڈ پر لیٹا نظر آیا تھا .ڈاکٹر اُس سے بات کرکے باہر نکل رہا تھا .زباد کے رائٹ بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی .یشفہ کو صاف نظر انداز کرتے زباد فون پر بزی ہوگیا تھا .

خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے زباد کو خون کی ڈرپ لگی ہوئی تھی .جس وجہ سے وہ ابھی تک بیڈ پر ٹکا ہوا تھا .

اُسے کال کرتا دیکھ یشفہ اُس کے بیڈ کے پاس پڑی چیئر پر آبیٹھی تھی .مگر کال تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی .جب کافی دیر بعد اُسے کال بند کرکے فون کان سے ہٹاتے دیکھ یشفہ نے جیسے ہی کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا تھا .

زباد نے دوبارہ کال ملاتے فون کان سے لگا لیا تھا .جب کہ اُس کے اِس طرح نظر انداز کرنے پر یشفہ اُسے گھور کررہ گئی تھی .وہ جانتی تھی زباد یہ سب اُس کی آخر میں سنائی گئی باتوں کے جواب میں کررہا تھا .اور کسی

بندے کو بنا ایک لفظ بولے اُسکی غلطی پر شرمندہ کرنا تو کوئی زباد شیرازی سے سیکھے .

زباد اب شزا سے بات کررہا تھا .اور اپنے آنے کے بعد کوٹ میں جو کچھ ہوا تھا اُس کی اپ ڈیٹس لے رہا تھا .جب کیس کے بارے میں ڈسکس کرتے شزا نے اُس کے وہاں سے عجلت میں آنے کی وجہ پوچھی تھی .

"ایک بہت ارجنٹ کام آگیا تھا مجھے اِس لیے آنا پڑا .مگر میں ابھی بس تھوڑی دیر میں آفس پہنچ کر تم سے سارا کیس ڈسکس کرتا ہوں" .

زباد کی بات پر یشفہ نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا تھا .کہ اُسے گولی لگی تھی .اور وہ واپس آفس جاکر کام کرنے کی بات کررہا تھا .

"اوہ ہاں وہ تو میں بھول ہی گیا تھا . آج تو ہم نے ڈنر بھی ساتھ میں کرنا ہے .اوکے تم تیار رہنا پھر آفس سے ہی ڈنر پر چلیں گے" .

زباد کی پلاننگ سن کریشفہ کا دماغ گھوما تھا .اور اُس کا ضبط اب جواب دے چکا تھا .اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اُس نے ہلکا سا جھکتے زباد کے کان سے اُس کا موبائل ہٹاتے کال کاٹ دی تھی .اِس سے پہلے کے وہ موبائل چھین کر پیچھے ہٹتی زباد اُس کا موبائل پکڑا ہاتھ اپنی گرفت میں لے چکا تھا .

"یہ کیا بدتمیزی ہے .واپس کرو میرا موبائل مجھے" .

زباد نے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ موبائل واپس مانگا تھا .

"زباد شیرازی اگر آپ کو یاد نہیں ہے تو میں یاد دلا دیتی ہوں کہ آپ کو کوئی کانٹا نہیں چبھا بلکہ گولی لگی ہے .یہ اپنے ڈنر کے پروگرامز کسی اور دن رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا" .

یشفہ نے تپتے ہوئے انداز میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا تھا .

اور اپنا ہاتھ زباد کے ہاتھ سے آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی تھی .

موبائل اُس نے ابھی بھی نہیں چھوڑا تھا .

"میں اچھے سے جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں .جیسے تمہیں کسی کا تمہارے معاملے میں بولنا ناگوار گزرتا ہے ویسے ہی مجھ بھی گوارہ نہیں کوئی بلاوجہ میرے معاملات میں دخل اندازی کرے" .

زباد نے سپاٹ انداز میں کہتے اُسے اُس کے کہے سخت الفاظ کا احساس دلانا چاہا تھا .

"مگر میری ناپسندیدگی کے باوجود جب میری بات نہ مانتے تم نے میرے معاملے میں اُلجھتے میرے حصے کی گولی کھائی ہے .تو اب جو میں کرنا چاہتی ہوں تم مجھے اُس کے لیے نہیں روک سکتے" .

یشفہ بھی اُسی کی طرح ہٹ دھرم لہجے میں بولی تھی .جبکہ اُس کے لہجے میں اپنے لیے فکرمندی محسوس کرتے زباد چونکا تھا .

کہ یہ جذبات سے عاری بے مروت لڑکی بھلا کیسے اُس کے لیے فکرمند ہوسکتی ہے .مگر پچھلے آدھے گھنٹے سے بہت ہی صبر و تحمل سے اُس کا یہاں بیٹھنا اِسی بات کا ثبوت تھا .

اِس سے پہلے کہ زباد اُسے کوئی جواب دیتا .ڈاکٹر اور نرس کو اندر آتا دیکھ وہ خاموش ہوا تھا .اور یشفہ کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا .

زباد کی ڈرپ ختم ہوچکی تھی اور وہ اب ڈاکٹر سے ڈسچارج کرنے کی ضد کررہا تھا .جبکہ ڈاکٹر ابھی اِس بات کے حق میں نہیں تھا .گولی تو زباد کے بازو کو چھو کر گزر گئی تھی .مگر کافی دیر بعد ہاسپٹل پہنچنے کی وجہ سے اُس کا اچھا خاصہ خون بہہ چکا تھا.

اِس لیے ڈاکٹر اُسے ایک اور ڈرپ لگانا چاہتا تھا .مگر زباد کی ضد کے آگے اُنہیں ہار ماننی ہی پڑی تھی .

لیکن زباد کے پاس کھڑی یشفہ کو اُس کی وائف سمجھتے اُس سے مخاطب ہوئے تھے .

"دیکھئے مسز زباد آپ کے شوہر بہت ہی ضدی ہیں .جس کی وجہ سے مجبوراً ہمیں اِنہیں ڈسچارج کرنا پڑ رہا ہے .مگر آپ کو گھر میں اِن کی فل کیئر کرنی ہو گی .دھیان کیجیۓ گا کہ یہ اپنا رائٹ ہینڈ بلکل بھی موو نہ کریں . "

ڈاکٹر کے مسز کہنے پر یشفہ ہکا بکا سی اُنہیں دیکھ رہی تھی .جبکہ اُن کی بات پر زباد کے ہونٹوں سے زور دار قہقہہ برآمد ہوا تھا .جس نے یشفہ کو مزید شرمندہ کر دیا تھا .

"تھینکس ڈاکٹر صاحب مگر میری وائف کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے .یہ ویسے ہی میرا بہت خیال رکھتی ہیں .بہت پیار کرتی ہیں مجھ سے" .

زباد نے مسکراتے ڈاکٹر کو جواب دیا تھا .یشفہ کا دل چاہا تھا .اُس کے یہ چمکتے دانت توڑ کر اُس کے ہاتھ میں دے دے .

مگر اب وہ ڈاکٹر کے سامنے یہ بات کلیئر کر کے مزید شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی .اِس لیے خاموش ہی کھڑی رہی تھی .

"تمہیں شرم نہیں آئی .ڈاکٹر کے سامنے دانت نکالتے ہوئے .اور کلیئر کیوں نہیں کیا کہ میں تم جیسے فضول انسان کی کچھ نہیں لگتی" .

یشفہ کے غصے اور شرمندگی سے لال ہوتے چہرے کو دیکھ زباد کو بہت ہنسی آرہی تھی .جسے چھپاتے وہ بیڈ سے نیچے اُترا تھا .اُس کا موبائل ابھی بھی یشفہ کے قبضے میں تھا .

ہاسپٹل سے نکلتے ہی باہر زباد کی گاڑی اور ڈرائیور تیار کھڑا تھا. گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے زباد یشفہ سے کچھ کہنے کے لئے مڑا تھا. مگر یشفہ وہاں موجود ہی نہیں تھی .وہ اُسے دوسری طرف سے ہوکر گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتی نظر آئی تھی .

"تمہیں کہاں ڈراپ کرنا ہے .کورٹ یا تمہارے گھر" .

زباد نے ساتھ بیٹھی یشفہ کو بنا اُسے دیکھے سوال کیا تھا .

"ڈرائیور سیدھا زباد کے گھر پر لے کر جاؤ گاڑی" .

یشفہ نے اُسے کوئی بھی جواب دیئے بغیر ڈرائیور کو مخاطب کیا تھا .

"یہ میرا ڈرائیور ہے صرف میرے آرڈر ڈالو کرے گا" .

زباد اُس کے جواب نہ دینے پر اُسے گھور کر بولا .

"جیسے میرے ڈرائیور پر آرڈر چلا کر تم اُسے اپنے کنٹرول میں کر سکتے ہو . ویسے ہی میں بھی تمہارے ڈرائیور کو آرڈر دے کر اپنی مرضی کا کام کروا سکتی ہوں".

یشفہ منہ پھلا کر کہتی اُسے بہت کیوٹ لگی تھی .

مگر اُس کے بعد وہ خاموش ہوگیا تھا .اُس کے بازو میں کافی درد تھا .اور یشفہ سے لڑنے میں وہ اپنی اچھی خاصی انرجی لگا چکا تھا .فلحال خود کو اِس لڑکی کے رحم و کرم پر چھوڑتے زباد نے آنکھیں موند لی تھیں .

گھر آکر زباد سیدھا ڈرائنگ روم میں پڑے صوفے پر جا گرا تھا .جبکہ یشفہ اُس کے لیے ہلدی والا دودھ بنانے کچن میں آگئ تھی .زباد کو لگا تھا اُس

کے اتنے چڑھانے پر یشفہ غصے میں واپس اپنے گھر میں چلی جائے گی. مگر یشفہ بہت ہی اچھے سے ضبط کیئے اُس کی باتوں کو اگنور کرنے میں بزی تھی.

"یہ ہلدی والا دودھ پی لو. تمہارے درد کو آرام آئے گا .اور کھانے میں تمہارے لیے کیا بناؤں".

یشفہ نے دودھ کو ایسے ہی پڑے دیکھ اُسے ٹوکا تھا. اور یہاں کسی ملازم کو موجود نہ دیکھ کر یشفہ سمجھ گئی تھی کہ شاید زباد اپنے سارے کام خود کرتا ہے.

اُس کی بات سنتے زباد نے ایک نظر پاس کھڑی یشفہ کو گھورا تھا.

"یہ سب کر کے میری عادتیں خراب کرنے کی ضرورت بلکل نہیں ہے . آج تک بڑی سے بڑی بیماری سے لے کر میں نے اپنا خیال خود رکھا ہے . اِس لیے تم یہ سب مت کرو میں خود کر لوں گا .مجھے اِس چیز کی عادت ہے" .

زباد نے مسکرا کر بات کرتے صرف یشفہ کی خاطر ناچاہتے ہوئے بھی سامنے پڑا ہلدی کا دودھ اُٹھا کر منہ سے لگایا تھا.جبکہ زباد کی بات سنتے یشفہ یک ٹک اُسے دیکھے گئ تھی .

اتنے ٹائم سے وہ دونوں ایک ساتھ کام کررہے تھے . مگر کبھی ایک دوسرے کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی تھی .یشفہ ہر وقت اُس سے لڑتی ہی رہی تھی . مگر آج وہ اُس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ اکیلا

کیوں رہتا ہے .اُس کی فیملی اُس کے پیرنٹس کہاں ہیں .وہ خود بھی نہیں سمجھ پارہی تھی کہ اُسے اچانک زباد کی اتنی کیئر کیوں ہورہی تھی .اُس کا درد اپنے اندر کیوں محسوس ہورہا تھا .

"تم سے ایک پرسنل سوال پوچھوں" .

یشفہ کے پر تجسس انداز پر زباد مسکرایا تھا .وہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کس بارے میں پوچھنا چاہتی ہے .

"یس شیور" .

"تمہارے پیرنٹس کہاں ہیں .مطلب تم اکیلے کیوں رہتے ہو" .

زباد کی توقع کے عین مطابق وہی سوال ہوا تھا .

"میری مدر کی میرے بچپن میں ہی ڈیتھ ہوگئی تھی .اور بابا اپنی سیکنڈ وائف کے ساتھ اپنے گھر میں خوش ہیں .میں اُن کی خوشیوں میں کوئی دخل اندازی نہیں کرنا چاہتا اِس لیے الگ ہی رہتا ہوں .اور اپنی اِس زندگی میں بہت خوش ہوں" .

زباد کی بات پر یشفہ خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی تھی .

اگر للہ نے اُس سے اُس کے پیرنٹس چھینے تھے تو بدلے میں اُسے اُن سے بھی کہیں زیادہ چاہنے والے دادا دادی سے نوازا تھا .مگر وہ پھر بھی بچپن میں للہ سے اِس بات پر بہت شکوے کر چکی تھی .لیکن آج زباد کی اِس طرح تنہا دیکھ اُسے دل سے اُس کا دکھ محسوس ہوا تھا .

"میڈیم پلیز یہ سیڈ فیسز بنا کر میرے لیے سو کالڈ ہمدردی جتانے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے .میں اپنی لائف میں بہت زیادہ خوش ہوں . کیونکہ مجھے کسی کی بھی دخل اندازی اپنی لائف میں بلکل بھی پسند نہیں ہے" .

زباد نے اُس کی پریشان صورت دیکھ مذاق بناتے اُسے اچھی طرح یاد دلا دیا تھا کہ یہ شخص کسی بھی حال میں ہمدردی کے قابل تو بلکل بھی نہیں ہے .

جب اُسی وقت ٹیبل پر پڑا زباد کا موبائل بجا تھا .زباد نے نوشیروان کا نمبر دیکھ فوراً کال ریسیو کی تھی .

"کہاں ہو اِس وقت".

نوشیر وان نے بنا کوئی اور بات کئے چھوٹتے ہی یہی سوال پوچھا تھا .

"گھر پر ہوں کیوں کیا ہوا سب ٹھیک ہے" .

زباد اُس کی عجلت پر حیران ہوا تھا .

"جس کے حصے کی گولی کھا کر بیٹھے ہو کیا بہت پیار کرتے ہو اُس سے" .

نوشیر وان کے سپاٹ سے انداز میں پوچھے جانے والے سوال نے زباد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی .

"پہلے تم بتاؤ جس کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے چلے ہو .کیا بہت محبت کرتے ہو اُس سے" .

زباد کی بات سن کر اب مسکرانے کی باری نوشیروان کی تھی .یہی تو اُن کی دوستی تھی دونوں دور ہونے کے باوجود بھی ایک دوسرے کے بارے میں ساری خبریں رکھتے تھے .

"محبت وحبت کا تو کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ اُس لڑکی کو تکلیف میں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں دیکھ سکتا .اُس کی آنکھوں میں موجود ایک آنسو بھی مجھے تڑپا دیتا ہے.

اگر اُس لڑکی کے بارے میں جانتے ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ کیوں کال کی ہے میں نے تمہیں" .

نوشیروان کی تفصیل سے بتائی گئی بات زباد کو اندر تک خوش کر گئی تھی . وہ یہی تو چاہتا تھا کہ کوئی اچھی سی لڑکی آکر نوشیروان کی بے رنگ زندگی

میں رنگ بھر دے .اور جس حادثاتی طور پر عرزش اُس کی زندگی میں داخل ہورہی تھی .یہ بہت ہی خوش آئن تھا .

"آف کورس تمہارے حق میں کیس نہیں لڑوں گا تو اور کیا کروں گا" .

زباد نے فوراً ہامی بھری تھی .

اِس دوران اُس نے اردگرد دیکھا تھا یشفہ وہاں موجود نہیں تھی .

"میرے حق میں نہیں بلکہ میرے خلاف لڑنا ہے یہ کیس تم نے .تمہاری قابلیت کے علاوہ میں کسی پر بھروسہ نہیں کرسکتا" .

نوشیروان کی بات پر زباد کو جھٹکا لگا تھا .

"واٹ تمہارے خلاف کیس لڑوں گا وہ بھی میں .یہ تم کیا کہہ رہے ہو یار .اب یہی کسر رہ گئی تھی کیا" .

نوشیر وان جانتا تھا زباد ایسا ہی ری ایکٹ کرے گا .

"ہاں میرے خلاف تم ہی لڑو گے .اور ہاں میرے حق میں کیس لڑنے کے لیے ایک وکیل چاہیے .وہ بھی دیکھ لو کوئی قابل سا" .

نوشیر وان نے کل ملنے کا کہتے کچھ دیر بات کرنے کے بعد فون رکھ دیا تھا .

زباد کو نوشیر وان کی اپنے ہی خلاف کیس کروانے والی بات بلکل بھی ہضم نہیں ہوئی تھی .لیکن نوشیر وان نے پہلے کبھی کسی کی بات سنی تھی جو اب سنتا .

زباد یشفہ کی تلاش میں نظریں دوڑاتا کچن کی طرف بڑھا تھا۔جہاں وہ اُسے انہماک کے ساتھ اُس کے لیے کچھ بناتی نظر آئی تھی۔وہ اتنی دل جمعی سے اپنے کام میں مصروف تھی۔کہ اُسے زباد کے وہاں آنے کا بھی پتا نہیں چلا تھا۔

جب اچانک زباد کو شرارت سوجھی۔

"یشفہ وہ دیکھو۔تمہارے پاؤں کے پاس کاکروچ ہے"۔

زباد کے بس اتنا کہنے کی دیر تھی۔یشفہ بُری طرح چیخیں مارتی سیدھی زباد سے آکر لپٹ گئی تھی۔جبکہ زباد اِس سب کے لیے بلکل تیار نہیں تھا۔ یشفہ کے ایک دم اتنے قریب آجانے کی وجہ سے زباد کے لیے اپنی دھڑکنوں پر قابو پانا مشکل ہورہا تھا۔

"یشفہ میں مذاق کررہا تھا دیکھو وہاں کوئی کاکروچ نہیں ہے" .

زباد نے اُس کے گرد بازو پھیلایا تھا .کیونکہ وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی اور ہولے ہولے کانپ بھی رہی تھی .

یہ لڑکی زباد کی سمجھ سے باہر تھی کیونکہ جو آج شام میں ہی گولیوں تک کا مقابلہ بہادری سے کر گئی تھی .اب بنا دیکھے ایک کاکروچ سے اتنا ڈر گئی تھی .

کچھ لمحوں بعد جیسے ہی یشفہ کو احساس ہوا وہ فوراً خفت ذدہ چہرے کے ساتھ پیچھے ہٹی تھی .

وہ زباد کے مسکراتے چہرے کو خونخوار نظروں سے گھورتی اپنا موبائل اُٹھا کر اُس کی طرف پلٹی تھی .

"میں نے تمہارے لیے ڈنر بنا دیا ہے .اب اگر اپنی حالت کی پرواہ نہ کرتے باہر جاکر تمہیں کسی کے ساتھ ڈنر انجوائے کرنا ہے تو شوق سے جاؤ . مگر اُس سے پہلے اِس سارے کھانے کو ڈسٹ بن میں پھینک کر جانا .

"

یشفہ کی بات پر زباد چونکا تھا .وہ تو بھول ہی چکا تھا ڈنر والی بات . مگر یہ پاگل لڑکی ابھی بھی سمجھ رہی تھی کہ اُس نے شزا کے ساتھ ڈنر پر جانا ہے .

زباد کو یشفہ کے عمل میں ایک جیلسی کی جھلک نظر آئی تھی . مگر ابھی یہ بات کہہ کر وہ اُسے مزید چڑھانا نہیں چاہتا تھا .

زباد نے باہر نکلتی یشفہ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے روکا تھا. اور ایک جھٹکے سے اُسے اپنے قریب کیا تھا.

یشفہ زباد کی حرکت پر ساکت ہوئی تھی. اُس کا دل پہلے ہی آج اُسے بغاوت کرتا محسوس ہوا تھا. اور اُوپر سے زباد کے دیکھنے کے انداز اور اُس کی حرکتیں .یشفہ کے لیے سب کچھ امتحان بنا ہوا تھا.

"تھینکس فار ایوری تھنگ مائی ڈئیر اینیمی".

یشفہ کی پیشانی پر ہولے سے لب رکھتے زباد نرمی سے اُس کا بازو آزاد کرتا وہاں سے نکل گیا تھا. جبکہ یشفہ اپنی جگہ ہی سٹیچو بنی کھڑی رہ گئی تھی.

گولی کے وار سے تو وہ آج بچ گئی . مگر زباد شیرازی نے اُسے بُری طرح گھائل کر دیا تھا .یشفہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کئے بغیر اُس کے گھر سے نکل گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیروان خانزادہ کے خلاف کیس دائر ہوچکا تھا . جس جس نے بھی یہ بات سنی تھی .کوئی یقین کرنے کو تیار نہیں تھا . کہ کوئی نوشیروان خانزادہ کے خلاف بھی کیس کر سکتا ہے .اور اُسے لڑنے بھی آگے سے شہر کا

سب سے بڑا وکیل اور نوشیروان خانزادہ کا بیسٹ فرینڈ زباد شیرازی موجود تھا .

زباد کے مشورے پر ہی نوشیروان نے اپنا کیس یشفہ کو سونپا تھا .جسے بغیر کسی پس و پشت کے یشفہ نے لے لیا تھا .

کیونکہ اُس کا مقصد تو صرف زباد شیرازی جو ہرانا تھا .چاہے پھر کیس جو بھی ہو .جس کے خلاف بھی ہو .

عرزش کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا .اُسے کبھی نہیں لگا تھا کہ یہ سب اتنی آسانی سے ہوجائے گا .ایک ہفتے کے اندر کوٹ کی ہیئرنگ کی ڈیٹ بھی آگئی تھی .عرزش نے ضد کرکے زباد سے نوشیروان کے لیے گرفتاری کے وارنٹ جاری کروا دیئے تھے .جس پر زباد کو مجبوراً اُس کی

بات ماننی پڑی تھی .کیونکہ نوشیروان کا کہنا تھا کہ اِس کیس میں وہ اُس کا دوست نہیں بلکہ ایک مجرم کے طور پر تھا .اور اُسے اپنی ڈیوٹی کے مطابق پوری ایمانداری کے ساتھ اپنا ہر کام سرانجام دینا تھا .

کوٹ کی ہیرنگ سے کچھ دیر پہلے کی نوشیروان کو گرفتار کیا گیا تھا .لیکن رکھا ابھی بھی اُسے اُس کے گھر ہی ہوا تھا .پولیس والے تو اپنی وردیاں اُتر جانے کے خوف سے اُسے گرفتار کرنے بھی نہیں جانا چاہتے تھے .

جیسے ہی یہ بات سامنے آئی تھی .

پورے ملک میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی .نیوز چینلز سے لے کر سوشل میڈیا پر ایک ہی نیوز آگ کی طرح پھیل چکی تھی .کہ ملک کا نامور بزنس مین نوشیروان خانزادہ .جو بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا .جو اندر ہی

اندر سیاست دانوں اور مافیا کو اپنے ہاتھوں پر نچاتا تھا .اُس کو دو لوگوں کے قتل کیس میں گرفتار کرلیا گیا ہے .

نوشیر وان خانزادہ کے خاندان سمیت کوئی بھی اِس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا .اور حیرت کی بات یہ تھی کہ قتل سے بھی زیادہ سب لوگوں کے لیے بے یقینی کی بات نوشیر وان خانزادہ کی گرفتاری تھی .ایسا کون پیدا ہوگیا تھا اِس دنیا میں .جس نے نوشیر وان جیسے پاورفل انسان سے ٹکر لی تھی .جس سے ٹکرانے والا ہمیشہ خود ہی چکناچور ہوا تھا .

پولیس کی بکتل بند گاڑیاں کورٹ کے سامنے جاکر رکی تھیں .وہاں پر لوگوں کا سمندر پہلے سے ہی اُمڈ آیا تھا .جہاں نوشیر وان خانزادہ بہت سے لوگوں کے لیے درندہ تھا .وہیں وہ کچھ لوگوں کے لیے فرشتہ صفت انسان

سے کم نہیں تھا .جو آج اُس کی خاطر بغیر کسی ڈر و خوف کے وہاں پہنچ چکے تھے .

گاڑی کا دروازہ کھلتے ہی نوشیر وان خانزادہ اپنے مخصوص مغرورانہ انداز میں باہر نکلا تھا .دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہونے کے باوجود چہرے پر کسی قسم کا کوئی ملال کوئی شرمندگی نہیں تھی .کوئی ڈرو خوف نہیں تھا . جسے دیکھنے کے لیے ایک وجود بہت ہی بے تابی سے منتظر تھا .مگر نوشیر وان خانزادہ کی وہی شان و شوکت وہیں اکڑ سے بھرپور مغرور انداز اُسے اندر تک جلا کرراکھ کر گیا تھا .

لوگوں کے ہجوم کو چیرتے اپنے گارڈز اور پولیس والوں کے درمیان نہایت ہی شہانہ چال چلتے نوشیر وان خانزادہ اندر کی طرف بڑھ رہا تھا .

جب اچانک کسی کے سامنے آجانے کی وجہ سے اُسے اپنے قدم روکنے پڑے تھے .

"تمہارا یہ غرور خاک میں ملا دوں گی میں .یاد رکھنا جس طرح تم نے میرے باپ اور بھائی کو مجھ سے چھین کر مجھے برباد کیا ہے .میں تمہیں بھی ایسے ہی برباد کر دوں گی" .

نوشیر وان خانزادہ نے ایک گہری نظر کالی چادر میں لپٹے اُس نازک وجود پر ڈالی تھی .جو اپنی جرأت سے کہیں زیادہ بڑی بات بول رہی تھی .

اتنی سیریس سچویشن میں بھی عرزش کی بات پر نوشیر وان کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ کھیل گئی تھی .جو وہاں موجود بہت سے کیمروں کی آنکھ

میں کیپچر ہوئی تھی .کیونکہ نوشیروان خانزادہ کی مسکراہٹ ہمیشہ سے ایسی ہی انمول رہی تھی .بہت کم لوگوں کو ہی دیکھنا نصیب ہوئی تھی .

نوشیروان عرزش کو کیمروں کی زینت کسی صورت نہیں بننے دینا چاہتا تھا . جس طرح سب کیمراز اُس کو کیپچرڑ کر رہے تھے.یہ بات نوشیروان کے لیے بہت ہی ناگوار تھی .اِس لیے اُس کے اشارے پر زباد عرزش کو اپنے ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھ گیا .

یشفہ بھی نوشیروان کے پاس پہنچ چکی تھی .

اُس دن کے بعد سے یشفہ زباد سے سامنا کرنے سے گریزاں تھی .وہ اپنے اندر کے بدلتے حالات پر اچھی خاصی اُلجھی ہوئی تھی .پہلے اُس کے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا .مگر اب جب بھی وہ زباد کو اپنے قریب یا کہیں

آمنے سامنے دیکھتی تھی تو اُس کا دل بُری طرح دھڑکنا شروع کردیتا تھا .
جس کو سنبھالنا پھر اُس کے بس میں نہیں رہتا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"کیسی طبیعت ہے اب .اگر کچھ دن آرام کرلیتے تو دی گریٹ ایڈووکیٹ زباد شیرازی کے نام میں کوئی فرق نہیں آتا" .

یشفہ اپنے آفس کی طرف جارہی تھی .جب سامنے سے آتے زباد کو دیکھ کر اُس کی جانب مڑتے ہوئے بولی .

"میڈیم آپ کبھی مجھ سے بنے لڑے یا بغیر طنز کئے بات نہیں کر سکتیں . اگر طبیعت پوچھ ہی رہیں تھیں .تو کچھ پیار بھرے الفاظ ہی استعمال کر لیتیں".

زباد یشفہ کے چہرے کے گرد بکھرے ڈارک براؤن بالوں کو نظروں کے فوکس میں لیتے ہوئے بولا .اُسے یشفہ کے بال بہت پسند تھے .

یشفہ اِس وقت سی گرین کلر کی شارٹ شرٹ اور پینٹ ٹراؤزر میں ملبوس تھکی تھکی سی زباد کو بہت پیاری لگ رہی تھی .

اُس دن کے بعد اُن دونوں کی فیس ٹو فیس پراپر ملاقات آج ہو رہی تھی . یشفہ جتنا اُس کی نظروں کو اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی .وہ اُتنا ہی یشفہ کو گھور رہا تھا .

"مجھے ایسے الفاظ ہی آتے ہیں ۔مگر سیدھا جواب دینا تو تمہیں بھی نہیں آتا" ۔

یشفہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر اُسے کنفیوز کرنے کی کوشش کررہا ہے ۔اور آج تو وہ اچھی خاصی پزل ہو بھی رہی تھی ۔

"ویسے تھینکس یہ کیس لینے کے لیے اور اِس کو اتنے اچھے سے ہینڈل کرنے کے لیے" ۔

"میں نے یہ کیس تمہاری وجہ سے نہیں لیا ۔مگر اِس بار تو میں تمہیں ہرا کر ہی رہوں" ۔

یشفہ سرد لہجے میں بولی ۔

یشفہ آج کچھ زیادہ ہی زہریلی لگ رہی تھی ۔

مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ یشفہ اپنی تبدیل ہوتی فیلنگز پر خود پر ہی غصے میں تھی.

"یار مجھ جیسے معصوم انسان کی آخر تم اتنی بڑی دشمن کیوں ہو" .

زباد کی بات پر یشفہ نے اُسے گھورا .

"معصوم لوگوں کی تو انسلٹ مت کرو پلیز" .

یشفہ کو یہ لفظ بلکل بھی ہضم نہیں ہوا تھا .

"یار تم نے مجھے یہاں صرف لڑنے کے لیے روکا ہے .یا سچ میں میری طبیعت پوچھنی تھی" .

زباد نے یشفہ کو لڑنے کے لیے تیار دیکھ پوچھا .

"طبیعت پوچھنے ہی آئی تھی .اور یہ دینے" .

یشفہ نے بیگ سے ایک کارڈ نکالتے زباد کی جانب بڑھایا تھا .

"میرے دادا اور دادی جان کی ویڈنگ اینی ورسری ہے .اور اُنہیں کا کہنا ہے کہ وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں" .

یشفہ نے اردگرد دیکھتے بات کی .

"رئیلی مگر وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں . آئی مین میری تو اُن سے کبھی کوئی بات نہیں ہوئی پھر وہ مجھ کیسے جانتے ہیں".

یشفہ کو اِسی سوال کا ڈر تھا .

مگر اپنے دادا دادی کی ضد پر ناچاہتے ہوئے بھی اُسے ایسا کرنا پڑ رہا تھا .وہ اکثر جب زباد سے کیس ہارتی تھی تو وہ اُس کے بارے میں دادا دادی کے سامنے اچھے سے غصہ نکالتی تھی .اور اِس کے علاوہ بھی اُس کی برائیاں ہی مگر وہ اُسے ڈسکس ضرور کرتی تھی .اِسی وجہ سے کب سے وہ اُس سے ملنا چاہتے تھے .وہ بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ ایسا کونسا شخص ہے جو اُن کی پوتی کا مقابلہ کرسکتا ہے .

"اگر تمہیں نہیں آنا تو بے شک مت آؤ .مجھے نہیں معلوم اُن کو کیوں اتنا شوق ہورہا ملنے کا" .

یشفہ روڈ سے انداز میں کہتے پلٹی تھی .جب اُس کی کلائی زباد کی گرفت میں آگئی تھی .

"اتنی روڈنس کی وجہ" .

زباد اُس کا رُخ اپنی جانب موڑتے سوالیہ انداز میں اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا .کیونکہ اُسے یشفہ کافی ڈسٹرب لگ رہی تھی .

"میں بلکل بھی روڈ نہیں ہوں" .

یشفہ نے اُس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتے کہا اور جلدی سے دوسری جانب بڑھ گئی تھی

وہ اُسے کیا بتاتی جب وہ خود ہی نہیں جانتی تھی کہ اُسے ہوا کیا ہے .وہ کیوں اِن دنوں مسلسل زباد کے بارے میں سوچے جارہی تھی .

دور کھڑی شزا نے غصے یہ منظر دیکھا تھا .وہ زباد کو بہت پسند کرتی تھی .

مگر زباد نے اُسے ایک حد میں ہی رکھا ہوا تھا .اور اب اِس طرح زباد کا

یشفہ کا بازو تھامنا اور اُس سے مسکرا کر بات کرنا یشفہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا .

"بہت قریب ہونے کی کوشش کررہی ہونا یشفہ میڈیم تم زباد کے .اب تمہارا کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا" .

شزا غصے سے اُس کی طرف دیکھتے وہاں سے ہٹ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"ہاہاہا یہ لڑکی تو ہماری سوچ سے بھی زیادہ بے وقوف نکلی .اپنے مرتے باپ کی بات ہی نہیں سمجھ سکی . سہیل چچا اور دانیال سمجھ گئے تھے کہ یہ حملہ ہم نے ہی کروایا ہے اُن پر .یقیناً سہیل چچا نے آخری وقت میں نوشیروان کا نام عرزش کے سامنے اِس لیے لیا ہو گا کہ وہ ہم سے محفوظ رہنے کے لیے اُس شخص کی مدد مانگ سکے .اور یہ پاگل لڑکی اُسے ہی دشمن مان کر اُس جیسے پاورفل انسان سے اُلجھ پڑی .

نوشیروان خانزادہ کے خلاف کیس تو وہ کسی صورت جیتے گی بھی نہیں .اور اِس کے ہارنے کے بعد نوشیروان اور اُس کے چاہنے والے اِسے چھوڑیں گے نہیں .پھر یہ ساری پراپرٹی کے مالک ہوں گے صرف ہم .دیکھ لیں

بابا آپ ویسے ہی شک کرتے تھے میری قابلیت پر دیکھیں کیسے آپ کی ساری پریشانیاں حل کر دیں".

صہیب کی خوشی اور گھٹیا پن اُس کی باتوں سے ٹپک رہا تھا. جبکہ اُس کی بات سن کر ریاض صاحب اور شمیم بیگم بھی مسکرانے لگے تھے.

اُس دن سہیل اور دانیال سے ملنے کے بعد گھر کی طرف جاتے صہیب نے بنا ریاض صاحب کو بتائے کچھ کرائے کے غنڈوں کو دانیال پر حملہ کروانے بھیجا تھا. مگر اپنے بیٹے کو گولیاں لگتے دیکھ سہیل صاحب بھی بیچ میں آگے تھے. جس کے نتیجے میں کچھ گولیاں اُنہیں جا لگی تھیں. اور اِسی ہڑبڑاہٹ میں ایک غنڈے نے سہیل صاحب کے سامنے صہیب کی کال اٹینڈ کرتے اُس کا نام لیا تھا. جو سہیل صاحب کلیئرلی سن تو نہیں پائے

تھے ۔لیکن حواس کھوتے اتنا جان چکے تھے کہ اِس سب کے پیچھے اُن کے اپنوں کا ہاتھ ہی ہے ۔

یہ ساری اذیتیں پلاننگ صرف صہیب کی کی گئی تھی ۔مگر بعد میں جیسے ہی ریاض صاحب کو اِس بارے میں علم ہوا تھا ۔پہلے تو بہت زیادہ غصے میں آتے اُنھوں نے صہیب کو ایک تھپڑ جڑ دیا تھا ۔مگر پھر بیوی اور بیٹے کے سمجھانے پر اُن کے بھائی نے اُنہیں کچھ بھی نہیں دینا تھا ۔صرف اپنے بیوی بچوں کا ہی سوچنا تھا ۔تو پھر وہ کیوں سوچے اُس کے بارے میں ۔اُن دونوں ماں بیٹا نے ایسی برین واشنگ کی تھی کہ ریاض صاحب بھی اُن کی گھٹیا پلاننگ میں شامل ہوگئے تھے ۔

سہیل صاحب کا اپنے بڑے بھائی کے سوا اِس دنیا میں اور کوئی نہیں تھا . بڑے بھائی کو ہی سب کچھ مانا تھا . مگر وہی دغا دے گیا تھا . اُنہیں اپنے آخری وقت میں بھی صرف عرزش کی فکر تھی .اِس لیے اور کوئی ایسا انسان نظر نہ آتے اُنہوں نے عرزش کے سامنے نوشیروان کا نام لیا تھا . جس سے ابھی وہ پہلی اور آخری ملاقات کر کے آ رہے تھے . جیسا اُنہوں نے نوشیروان خانزادہ کے بارے میں سنا تھا . وہ ویسا بلکل بھی نہیں تھا . ہاں اپنے مرتبے کا غرور اور انا تو اُس میں بہت زیادہ تھی . مگر پرسنلی وہ سہیل صاحب کو ایک بہت ہی سُلجھا ہوا نوجوان لگا تھا .

اِس لیے اُنہیں امید تھی کہ وہ عرزش کی مدد ضرور کرے گا .شاید اُسے پروٹیکٹ بھی کرے . مگر عرزش نے تو اُن کی بات کا مطلب ہی اُلٹ نکالا تھا .

وہ تینوں اِس وقت بظاہر مسرت بیگم کی عیادت کو آئے تھے . مگر اُن کی طبیعت میں کوئی سدھار نہ پاکر وہ بہت خوش ہوئے تھے.

لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اِس وقت ہوش میں آچکی تھیں اور آنکھیں موندے اُن کے سارے کارنامے سن رہی تھیں .اُن کے دل نے شدت سے اپنی بیٹی کی سلامتی کے لیے دعا کی تھی .وہ نہیں جانتی تھیں کہ اُن کے پاس کتنا ٹائم بچا ہے . مگر وہ ایک بار عرزش سے مل کر اُسے یہ سب بتانا چاہتی تھیں .اور اُسے مزید کسی احمقانہ فیصلے سے بچانے کے

لئے اُس کے حق میں کوئی بہت اہم فیصلہ کرنا چاہتی تھیں .مگر اِس سب کے لیے اُنہیں اُس کے لوٹنے کا انتظار کرنا تھا .

صہیب لوگ کچھ دیر مسرت بیگم کے پاس بیٹھ کر اُنہیں ایسے ہی بے سدھ پڑا دیکھ وہاں سے نکل گئے تھے .اُن کا بس چلتا تو وہ دولت پانے کی خاطر مسرت بیگم کو بھی ختم کر دیتے مگر فلحال وہ ایسا کچھ کرکے مشکوک نہیں ہونا چاہتے تھے .

اُن کے جانے کے بعد مسرت بیگم نے آنکھیں کھول دی تھیں .اور بے چینی سے عرزش کا انتظار کرنے لگی تھیں .اُسی لمحے نایاب اندر داخل ہوئی تھی .اور مسرت بیگم کو ہوش میں آتا دیکھ خوشی سے جھوم اُٹھی تھی .مگر مسرت بیگم نے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے اپنے پاس بلایا تھا .

"عرزش کہاں ہے .کیا کرتی پھر رہی ہے وہ" .

اُن کی بات کے جواب میں نایاب نے اُنہیں جو بات بتائی تھی .مسرت بیگم کا دل چاہا تھا کہ اپنی بیٹی کے احمقانہ پن پر اپنا سر پیٹ لے .اُنہوں نے نایاب کو نوشیروان کا نمبر ملانے کو کہا تھا .

نایاب کے پاس نوشیروان کا پرسنل نمبر نہیں تھا .مگر اُن کے اسرار پر اُس نے خان کا نمبر ڈائل کیا تھا .اور اُس کے اٹینڈ کرنے پر نوشیروان کی بات عرزش کی مدر سے کروانے کی ریکویسٹ کی تھی .خان جو انکار کرنے والا تھا کچھ سوچتے اُس نے گاڑی ڈرائیو کرتے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے نوشیروان کو عرزش کی مدر کی اِسی وقت ملنے کے لیے کی جانے والی ریکویسٹ کا بتایا تھا .

جسے سن کر نوشیروان نے اُسے ہاسپٹل کی طرف گاڑی موڑنے کا آرڈر دیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عرزش بہت ہی خوش خوش سی ہاسپٹل میں داخل ہوئی تھی. نوشیروان کے خلاف کیس کی پہلی ہیئرنگ ہوچکی تھی. گو کے اُس کے کوئی خاص ثبوت نہیں ملے تھے. اور کیس اتنا مضبوط نہیں تھا. لیکن عرزش پر اُمید تھی.

لیکن ہاسپٹل پہنچ کر آگے سے جو خبر اُس کی منتظر تھی اُس نے یشفہ کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی .

"ماما یہ آپ کیسی باتیں کررہی ہیں . آپ چاہتی ہیں میں اپنے باپ اور بھائی کے قاتل سے نکاح کر لوں .ماما آپ نہیں جانتی اِس شخص کی حقیقت کو یہ بہت بُرا آدمی ہے" .

عرزش نے مسرت بیگم کا ہاتھ تھام کر اُنہیں کنوینس کرنا چاہا ت . مگر وہ تو اِس وقت عرزش کی کوئی بھی بات سننے کے موڈ میں ہی نہیں تھیں .

"ماما آپ کی بیٹی اتنی گری پڑی ہے کیا .جو آپ یوں کسی بھی ایرے غیرے کے آگے ہاتھ جوڑ کر اُس سے نکاح کرنے کی بھیک مانگ رہی ہیں" .

عرزش نے اُن کو ایموشنل بلیک میل کرتے اپنا آخری حربہ آزمایا تھا. مگر مسرت بیگم تو جیسے پوری پلاننگ کرکے بیٹھی تھیں.

"نایاب عرزش کا حلیہ ٹھیک کرو .ابھی کچھ دیر میں نکاح خواں اور باقی لوگ آنے ہی والے ہونگے".

اُن کے دو ٹوک انداز پر عرزش بے بسی سے اُنہیں دیکھتی رہ گئی تھی.

جیسے ہی وہ واپس آئی تھی. مسرت بیگم کو ہوش میں دیکھ اُس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا. مگر وہیں اُن کے روم میں نوشیروان خانزادہ کو کھڑا دیکھ وہ حد سے زیادہ حیران ہوئی تھی. ابھی تو وہ لوگ کوٹ کی پیشی سے واپس آرہے تھے. تو پھر وہاں سے واپسی پر یہ شخص یہاں کیا کررہا تھا.

مگر نوشیروان اُس سے کوئی بھی بات کیئے خاموشی سے وہاں سے نکل گیا تھا .

عرزش کی حیرانی دور کرتے مسرت بیگم نے اُسے بتایا تھا کہ نوشیروان کو اُنہوں نے یہاں بلایا ہے .

"عرزش میں چاہتی ہوں تمہارا نکاح نوشیروان خانزادہ سے ہوجائے .میں نے نوشیروان کے آگے ہاتھ جوڑ کر ریکویسٹ کی ہے .جس پر میرا مان رکھتے کھلے دل سے اُنہوں نے رضامندی دیتے ہمیں اپنا احسان مند بنا لیا ہے .اب میں چاہتی ہوں کہ تمہارے دل میں میرے لیے آگر زرا سی بھی عزت اور محبت ہے تو اِس نکاح کے لیے تیار ہوجاؤ .ورنہ میں سمجھوں گی .کہ شوہر اور بیٹے کے ساتھ میری بیٹی بھی اُسی دن مر گئی تھی" .

مسرت بیگم نے اپنے لہجے کو ہر طرح سے بے لچک رکھتے جس طرح سے سخت الفاظ میں اُسے اپنا فیصلہ سنایا تھا .عرزش کے پاس انکار کا کوئی جواز ہی نہیں بچا تھا .

مگر پھر بھی روتے ہوئے اُس نے اُن کی منتے کرتے بہت منانے کی کوشش کی تھی .مگر وہ اُس کی کوئی بات نہیں مانی تھیں .باقی بہت سی باتوں سے بھی زیادہ عرزش کے لیے یہ بات زیادہ جان لیوا تھی کہ وہ زبردستی کسی کے سر پر مصلت کی جارہی ہے .

مگر اُس کے رونے دھونے اور احتجاج کے باوجود بھی اُس کی ایک نہ سنتے چند لمحوں میں ہی اُسے عرزش سہیل سے عرزش نوشیروان خانزادہ بنا دیا گیا تھا .

جس زندگی پر صرف اُس کا حق تھا .چند ہی لمحوں میں وہ کسی اور کی ملکیت ہوگئی تھی .

اور وہ بھی کس کی .اُس شخص کی جس سے اُس نے اِس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کی تھی .جس کی مرنے کی دعائیں کرتی تھی وہ .اور دل ہی دل میں نجانے کتنی بار اُسے مارنے کی پلاننگ بھی کرچکی تھی .

نوشیروان اور عرزش کے نکاح کے گواہان میں خان اور زباد شامل تھے . اور چند ایک نوشیروان کے بہت خاص معزز جاننے والے بھی شامل تھے . مسرت بیگم نے اِس وقت یہ سب کچھ خفیہ رکھنے کی درخواست کی تھی . وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ابھی اُن کے ہوش میں آنے اور اِس نکاح کا علم صہیب لوگوں کو ہو .

جب کہ نوشیروان بہت ہی خاموشی سے اُن کی ہر بات مانتا چلا گیا تھا .وہ بظاہر ہر کام بے تاثر سپاٹ چہرے کے ساتھ کررہا تھا .مگر اندر ہی اندر اُسے محسوس ہورہا تھا کہ جیسے سینے کے اندر ایک حصے میں بہار اُتر آئی ہو . اُسے لگ رہا تھا کہ نکاح کے بولوں کے ساتھ ہی ایک سکون سا اُس کے تن بدن میں سرایت کرتا جارہا ہو .وہ بڑے ہی سنجیدہ انداز میں بیٹھا خان اور زباد کی معنی خیز جانچتی نظروں یکسر نظر انداز کئے ہوئے تھا .

مگر جو بھی تھا وہ دونوں آج بہت خوش تھے .اور عرزش کی والدہ کے دل سے احسان مند تھے کیونکہ جو کام اُنہوں نے واسطے دے کر چند منٹوں میں کیا تھا .وہ لوگ یہ کام پوری زندگی نہ کرسکتے .نوشیروان خانزادہ جیسے اڑیل گھوڑے کو نکیل ڈالنا کوئی آسان کام نہیں تھا .

آب یہ عرزش پے تھا کہ نوشیروان خانزادہ جیسے ٹف انسان کو کیسے ہینڈل کرتی ہے .کیسے اپنے رنگ میں ڈھالتی ہے . مگر یہ بھی سچ تھا کہ عرزش کے کچھ کرنے سے پہلے ہی نوشیروان اُس کے آگے چاروں شانے چت ہوچکا تھا .

نکاح کے بعد نوشیروان نے بلیک چادر میں لپٹی اپنی نئ نویلی زوجہ کی طرف دیکھا تھا .نوشیروان گھونگھٹ ہونے کی وجہ سے اُس کا چہرہ تو نہیں دیکھ پایا تھا . مگر اُس کو مٹھیاں بھینچی دیکھ وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا .

عرزش مسرت بیگم سے سخت ناراض تھی .اور اُن کی کسی بھی بات کا جواب ٹھیک سے نہیں دے رہی تھی .مگر وہ ماں تھیں جانتی تھیں کہ اُن کی اولاد کے لیے کیا سہی ہے اور کیا غلط .

عرزش کو نوشیر وان خانزادہ کی مضبوط پناہوں میں دے کر وہ اب بلکل پرسکون ہوچکی تھیں .

نکاح ہوتے ہی نوشیر وان اور باقی سب لوگ بھی باہر نکل گئے تھے .جب مسرت بیگم نے عرزش کو اپنے پاس بلایا تھا .اور اُس کا ماتھا چومتے اُس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا .

"میری بیٹی ناراض ہے مجھ سے .عرزش بیٹا اِس وقت میں تمہیں بہت غلط لگ رہی ہوں گی .مگر میرا یہی فیصلہ بعد میں تمہیں اپنی زندگی کا سب سے ٹھیک فیصلہ لگے گا".

مسرت بیگم نے محبت سے اُسے اپنی بات سمجھاتے آج صبح صہیب اور اُس کی فیملی کی کہی ہر بات بتا دی تھی .اور یہ بھی کہ صہیب نے اپنے

منہ سے اقرار کیا ہے کہ سہیل صاحب اور دانیال کو اُنہوں نے ہی مارا ہے .

اُن کی بات پر عرزش نے حیرت سے اُن کی طرف دیکھا تھا .

"مگر ماما ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے .ورنہ بابا نے خود میرے سامنے نوشیروان خانزادہ کا نام لیا ہے .مگر آپ تو میری بات سننے کو تیار ہی نہیں تھیں .اور پکڑ کر اِسی شخص سے میرا نکاح کروا دیا" .

عرزش کے واپس اُسی بات پر آجانے پر مسرت بیگم نے گہری سانس بھرے اُس کی طرف دیکھا تھا .ڈاکٹر نے اُنہیں کم بولنے کی ہدایت کی تھی .مگر پچھلے تین گھنٹوں سے وہ مسلسل بولے جارہی تھیں .اب اُنہیں اپنی طبیعت خراب ہوتی محسوس ہورہی تھی .

"عرزش غلط فہمی مجھے نہیں تمہیں ہوئی ہے .نوشیروان قاتل نہیں ہے .

وہ ایک بہت ہی اچھا انسان ہے .اور خامیاں تو ہر شخص میں ہوتی ہیں .

کوئی بھی یہاں پرفیکٹ نہیں ہے .مجھے اپنی تربیت پر پورا یقین ہے کہ

میری بیٹی اپنے اچھے اخلاق اور محبت سے نوشیروان خانزادہ کا دل جیت

لے گی .اُس نے اتنے بُرے حالات میں تمہارا ہاتھ تھام کر ہم پر جو

احسان کیا ہے وہ معمولی بلکل بھی نہیں ہے .

اور میں چاہتی ہوں تم نوشیروان کے خلاف کیا اپنا کیس واپس لے لو .

صرف تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے اُس جیسے بڑے شخص کی پورے ملک

اور اپنے خاندان کے سامنے انسلٹ ہورہی ہے .اور تمہاری وجہ سے

نوشیروان کو زرا بھی تکلیف ہو میں یہ برداشت نہیں کروں گی" .

مسرت بیگم کی آخری بات پر عرزش ہتھے سے اکھڑ گئی تھی .اگر نوشیر وان خانزادہ بے گناہ تھا تو صہیب کے خلاف بھی تو ابھی کوئی ثبوت نہیں تھا . تو کیسے وہ یہ کیس واپس لے سکتی تھی .

اِس سے پہلے کے مسرت بیگم مزید اُسے کوئی بات سمجھاتیں نوشیر وان اور زباد اُن کو اپنے واپس جانے کا بتانے کے لیے اندر داخل ہوئے تھے .

مگر مسرت بیگم کے اگلے حکم پر عرزش نے بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اُن کی طرف دیکھا تھا .جو ابھی ہی اُسے نوشیر وان کے ساتھ رخصت کرنے کے درپے تھیں .

"ماما مجھے ابھی کہیں نہیں جانا . آپ کے پاس ہی یہاں رُکنا ہے" .

عرزش بہت مشکل سے ضبط کرتی صرف اتنا ہی بول پائی تھی .جبکہ نوشیروان کی گہری نظریں اُس کی روئی روئی آنکھوں پر تھیں .خود پر مسلسل نوشیروان کی نظروں کی تپش برداشت کرتے عرزش غصے سے دانت پیس کر رہ گئی تھی .

"میری جان میرے پاس بھی رُک جانا مگر ابھی تمہارا نکاح ہوا ہے .اور میں تمہیں اپنے شوہر کے ساتھ خوشی خوشی رخصت ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں" .

مسرت بیگم نے اُس کو اپنے سینے میں بھینچتے اِس طرح اپنی بات کہی تھی .کہ وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر پائی تھی .

مگر اب تو وہ نوشیروان پر بھی اپنا غصہ نہیں نکال سکتی تھی .نہ ہی اُس سے لڑ سکتی تھی .کیونکہ یہ سب کچھ تو اُس کی ماما کی مرضی سے ہوا تھا .

نوشیروان بھی تو اُسی کی طرح اِس سب بات میں زبردستی ہی شریک کیا گیا تھا .

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی .کہ نوشیروان خانزادہ پر زبردستی کرنے والا کوئی شخص اِس دنیا میں موجود ہی نہیں تھا .

"بیٹا آپ نے آج ہماری مدد کرکے ہم پر جو احسان کیا ہے .وہ میں شاید چاہ کر بھی کبھی نہ اُتار پاؤں گی .

بیٹا میری عرزش بہت نادان ہے .اور تھوڑی ضدی بھی .اِس لیے اُس کی تمام نادانیوں کی معافی میں آپ سے مانگتی ہوں .وہ دل کی بُری بلکل نہیں

ہے . مگر زندگی میں ہونے والے اِس اتنے بڑے حادثے نے اُسے ایسا بنا دیا تھا . لیکن میں جانتی ہوں . جب اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو گا وہ آپ سے معافی ضرور مانگے گی" .

مسرت بیگم اپنے بیڈ پر اُٹھ کر بیٹھتے بہت ہی محبت اور عزت کے ساتھ نوشیر وان سے بات کرتے بولیں .

مسرت بیگم سے مل کر عرزش پہلے ہی نایاب کے ساتھ باہر نکل گئ تھی .

مسرت بیگم کے اپنے آگے ہاتھ جوڑ دینا نوشیر وان کو بلکل پسند نہیں آیا تھا .

اُس نے اپنی اب تک کی زندگی میں عورتوں کا جو رُوپ دیکھا تھا . اُسے عورت ذات سے ہی شدید نفرت ہوگئ تھی . مگر پہلے عرزش اور اب

مسرت بیگم سے مل کر وہ چاہنے کے باوجود بھی اِن سے سخت رویہ نہیں آپنا سکا تھا .

مسرت بیگم نے اُسے جس طرح اپنی بیٹی کو اپنانے کی بات کی تھی .اگر آگے لڑکی عرزش نہ ہوتی جسے سے اُس کے بہت سارے حساب نکلتے تھے .تو وہ کبھی اُن کی بات ماننے کے لیے حامی نہ بھرتا.

"دیکھیئے اِس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے .مجھے جو مناسب لگا وہ میں نے کیا .اور آپ اِسے کوئی احسان مت سمجھیں اِس سب میں میری مرضی شامل تھی .تب ہی یہ ممکن ہوا .اور جہاں تک رہی آپ کی بیٹی کی نادانیوں کی بات تو اب وہ میری بیوی ہے . آپ کو اِس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے" .

نوشیروان بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ اپنی بات کہتا وہاں سے نکل گیا تھا .

جبکہ مسرت بیگم رشک بھری نظروں سے اُس کی چوڑی پشت دیکھ رہی تھیں .

یہ سوچ کر یہ روشن پیشانی والا خوبرو نوجوان اب اُن کی بیٹی ک مقدر بن چکا ہے مسرت بیگم کو لگا تھا کہ اب وہ چین کی موت مر سکتی ہیں .

نوشیروان اُن سے بھی زیادہ اُن کی بیٹی کی حفاظت کر سکتا ہے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے" .

یشفہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی .جب شزا کے پیچھے سے پکارنے پر وہ خاموشی سے اُس کی جانب پلٹی تھی .

"پلیز جلدی بولو .میں کافی جلدی میں ہوں" .

یشفہ اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے بولی .

"مجھے بھی کوئی خاص شوق نہیں ہے تم سے بات کرنے کا .میں بس تمہیں یہ کہنے آئی ہوں کہ زباد سے دور رہو .تم یہ لڑنے جھگڑنے کا ناٹک کرکے جو اُس کے قریب آنے کی کوشش کررہی ہو .وہ صاف سب کو نظر آرہا ہے" .

شزا کی بات سنتے یشفہ کا دماغ غصے کے مارے گھوم گیا تھا .

"کیا بکواس کررہی ہو . تم پاگل تو نہیں ہو گی .مجھے نہ ہی تمہارے اُس زباد شیرازی میں انٹرسٹ ہے اور نہ ہی تمہاری اِس فضول بات میں" .

یشفہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اُس کی اِس گھٹیا بات کے جواب میں اُس کا منہ توڑ دے .

"پاگل میں نہیں بلکہ تم ہو .اور باقی سب کو بھی سمجھ رہی ہو .دو دفعہ تمہیں رات کے وقت زباد کے گھر سے نکلتے دیکھا گیا ہے .اب بولو یہ بھی جھوٹ بول رہی ہوں میں .

مگر جو بھی ہے مگر میں تمہیں بس اتنا کہنے آئی ہوں کہ یہاں تمہاری دال میں کسی صورت نہیں گلنے دوں گی .اِس لیے خود ہی آرام سے پیچھے ہٹ جاؤ" .

شنزا یشفہ کو بنا مزید کچھ بولنے کا موقع دیے اپنی بات کہتی وہاں سے نکل گئی تھی.

"بدتمیز پاگل جاہل لڑکی .خود ایک لڑکی ہو کر دوسری پر اتنا گھٹیا الزام لگا رہی ہے .مگر اِسے اتنی شے ملی ہے اُس ایڈیٹ زباد شیرازی سے تب ہی تو اتنا اُچھل رہی ہے ورنہ کوئی لڑکی بھلا بنا کسی حوصلہ افزائی کے ایسے کیسے بول سکتی ہے .

فلرٹی انسان ادھر مجھ سے فلرٹ جھاڑنے کی کوشش کررہا ہے .اور دوسری طرف اِس بندریا کو بھی اُمید دلا رکھی ہے" .

یشفہ اِس بات میں بھی زباد کی غلطی ڈھونڈتی اُسے دل ہی دل میں کوستی گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیروان نے عرزش کو خان اور ڈرائیور کے ساتھ گھر بھیجوا دیا تھا .اور خود کسی بہت امپورٹنٹ میٹنگ کے سلسلے میں آفس کی طرف نکل آیا تھا . جو اِس کیس اور پھر نکاح کے چکر میں اچھی خاصی لیٹ ہوچکی تھی .

زباد بھی نوشیروان کے ساتھ ہی تھا .اور کب سے معنی خیز نظروں سے نوشیروان کو گھوری جارہا تھا .

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ" .

نوشیروان نے اُس کو مسلسل ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے پاکر چڑتے ہوئے پوچھا .

"میرے ساتھ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے .البتہ مجھے لگتا ہے تمہارے ساتھ بہت بڑا مسئلہ ہوگیا ہے .کس بات کی بے چینی ہے تمہیں .پچھلے پندرہ منٹ میں دس کے قریب سیگریٹ پھونک چکے ہو تم .آخر ہوا کیا ہے .کہیں یہ نکاح کرکے پچھتا تو نہیں رہے".

زباد کی بات پر نوشیروان نے اُسے سخت نظروں سے گھورا تھا .

"تم اچھے سے جانتے ہو .فیصلہ کر کے پچھتانے والوں میں سے نہیں ہوں میں .اور میری اِس بے چینی کی وجہ یہ نکاح نہیں بلکہ وہ لڑکی ہے" .

نوشیر وان نے بات کرتے ایک اور سگریٹ سُلگھایا تھا .

"کیا مطلب وہ لڑکی کیسے . تمہیں اُس سے سچی محبت تو نہیں ہو گئی کہیں" .

زباد کو نوشیر وان کی کیفیت مزاح دے رہی تھی .ہر ایک کو اپنی انگلیوں پر نچانے والا نوشیر وان خانزادہ اب خود ہی ایک لڑکی کی وجہ سے اُلجھا ہوا تھا .

"مجھے نہیں معلوم یہ محبت وحبت کیا ہوتی ہے .میں بس اتنا جانتا ہوں کہ جس لڑکی کی ایک جھلک اگلے کئ دن میرے حواسوں کو کنٹرول کر کے

مجھے پاگل کیئے رکھتی ہے.اب اگر وہ دن رات میرے ساتھ رہی تو کیا ہو گا میرا" .

نوشیروان کی جھنجھلاہٹ پر زباد کا ایک زور دار قہقہہ برآمد ہوا تھا .

"میرے دوست ابھی کہاں ابھی تو آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا" .

زباد کے ہنسنے پر نوشیروان کا پڑنے والا مکہ اُس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا .

"ویسے نوشیروان مجھے ایک بات ابھی بھی سمجھ نہیں آرہی کہ تم اتنے آرام سے اِس نکاح کے لیے کیسے مان گئے .کیا تم واقعی اُس لڑکی میں انٹرسٹڈ ہو .یا پھر تم نے یہ سب اُس سے بدلا لینے کے لیے کیا ہے .

کیونکہ تمہارے جیسا بزنس مین کبھی گھاٹے کا سودا تو بلکل نہیں کرے گا.

"

زباد نے اپنے دماغ میں کب سے چلتی اُلجھن آخر کار نوشیروان کے سامنے بیان کر ہی دی تھی.

"اگر بدلا لینا ہوتا تو اُس کے اور بھی بہت طریقے تھے. تم اچھے سے جانتے ہو یہ اوچھے ہتھکنڈے اپنانا میرا شیوا بلکل بھی نہیں ہے. اور انٹرسٹڈ والی بات کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا. مگر اُس لڑکی پر کسی اور کا سایہ تک پڑنا برداشت نہیں مجھے. اور اب تو وہ ہے ہی میری ملکیت".

نوشیروان کے چہرے پر یہ بات کرتے جو خوش کن تاثرات نمودار ہوئے تھے .وہ نظر انداز کئے جانے والے بلکل بھی نہیں تھے .

زباد نے سچے دل سے اپنے دوست کی خوشیوں کے لیے دعا کی تھی .جو اُس کی طرح ہمیشہ اکیلا رہا تھا .مگر نوشیروان کی تکلیف اور اپنوں کی کی گئی زیادتی زباد سے کہیں زیادہ تھی .اِنہی سب چیزوں کی وجہ سے نوشیروان نے ہمیشہ اپنے گرد ایک ایسا خول چڑھا کر رکھا تھا .کہ کسی میں آج تک ہمت ہی نہیں ہوئی تھی .اُس خول کو پار کر نوشیروان کے قریب جانے کی .

مگر زباد کو کہیں نہ کہیں عرزش کی طرف سے اتنی اُمید تھی کہ وہ ضرور اُس کے دوست کی زندگی میں خوشیاں بھر دے گی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عرزش کو خان بہت عزت و احترام کے ساتھ بلکل ایک مالکن کی حیثیت سے نوشیروان کے محل جیسے گھر میں لایا تھا. عرزش نے نوشیروان کے اِس گھر کی تعریف بہت زیادہ سن رکھی تھی .اور ایک دو بار میڈیا پر اِس کے باہر کے مناظر بھی دیکھ چکی تھی .جو بہت ہی بڑا اور شاندار تھا .باہر سے جتنا خوبصورت تھا اندر سے یہ عالی شان گھر دیکھ کر وہ دھنگ ہی رہ گئی تھی .

اُسے لگا تھا کہ نوشیروان کی کوئی لمبی چوڑی فیملی ہو گی .جن کا سامنا کرنے کا سوچ کر وہ اندر ہی اندر پریشان ہو رہی تھی .خان کے تھرو یہ جان کر کہ نوشیروان اِس گھر میں ملازموں کے ساتھ اکیلا ہی رہتا ہے .عرزش کو مزید حیران کر گیا تھا .

خان کو پتا تھا کہ نوشیروان کو بلکل بھی پسند نہیں تھا کہ کوئی اُس کے بیڈ روم میں قدم بھی رکھے .اِس لیے وہ اِسی کشمکش میں تھا کہ عرزش کو آخر کونسا کمرہ بتائے .جب آخر کار کافی سوچ و بچار کے بعد خان نے نوشیروان کے بیڈ روم کی طرف اشارہ کرتے عرزش کو بھی یہی اُس کا بیڈ روم بتایا تھا .

اِس گھر میں سب ہی میل ملازم تھے .جس کی وجہ سے خان خود ہی یہ ڈیوٹی نبھا رہا تھا .مگر نوشیروان کے حکم پر عرزش کے لیے کل ہی چار پانچ فی میل ملازم کو ہائر کیا جانا تھا .

عرزش نے جیسے ہی بیڈ روم میں قدم رکھا تھا .وہ اپنی جگہ پر ساکت رہ گئی تھی .یہ کمرہ تھا یا گھر کے اندر ایک اور الگ سے گھر بنایا گیا تھا .

جہازی سائز بیڈ جس کے چاروں اطراف میں پردے لگائے گئے تھے . ایک طرف ڈرائنگ روم کی ترتیب میں صوفے لگائے گئے تھے .واش روم ڈرائنگ روم اپنی مثال پیش کررہے تھے .بیڈ کے بلکل سامنے والی دیوار پر بڑی سی دیوار گیر ایل سی ڈی نصب کی گئ تھی .جس سے کچھ فاصلے پر

عین اوپر عرزش کی نظر نوشیروان خانزادہ کے فل سائز فوٹو فریم پر پڑی تھی .

جس میں وہ اپنی وجاہت اور رعب و دبدبہ کے ساتھ مقابل کو اپنی مقناطیسی شخصیت کے حصار میں قید کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا. مگر اِس وقت مقابل میں عرزش تھی جو اُس سے محبت تو درکنار بلکہ شدید نفرت کرتی تھی .

"اِس شخص کی تصویر یہاں کیا کررہی ہے . کہیں یہ اِس کا روم تو نہیں . مگر وہ مغرور انسان مجھے اپنے روم میں بھلا کہاں رکھے گا .ضرور اپنی یہ تصویریں اُس نے اپنی انا کی تسکین کے لئے سب کمروں میں لگا رکھی ہوں گی .مگر مجھے یہ شخص تو کیا اِس کی یہ تصویر بھی گوارہ نہیں ہے" .

عرزش نے اُس تصویر کو وہاں سے ہٹانے کا ارادہ کرتے اردگرد کسی سٹول کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھیں .جب کچھ فاصلے پر پڑے سٹول کو اُٹھا کر دیوار کے قریب رکھتے . عرزش اُس کے اُوپر چڑھ گئ تھی .اور پھر دس پندرہ منٹ کی اچھی خاصی تگ و دو کے بعد عرزش نوشیروان کی تصویر وہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہوگئ تھی .

تصویر کو ٹھکانے لگانے کے بعد عرزش نے اپنے بیگ سے کپڑے نکال کر شاور لیا .اور آرام سونے کی غرض سے بیڈ کی طرف بڑھ گئ تھی .

آج کا دن اُس کے لیے اتنا ہیکٹک تھا کہ اب وہ اچھی خاصی تھک گئ تھی .اور صرف اور صرف سونا چاہتی تھی .بہت زیادہ رونے کی وجہ سے اب اُس کے سر میں بھی درد ہونے لگا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"ویلکم سر آپ پلیز آئیں نا میں آپ کو یشفہ میم کے دادا دادی سے ملواتی ہوں" .

زباد بلیک کلر کی پینٹ شرٹ میں ملبوس فنکشن میں داخل ہوا تھا. جس کا گھر میں ہی یشفہ نے بہت ہی زبردست انتظام کیا ہوا, تھا.

زباد کو اندر داخل ہوتا دیکھ فریحہ اُس کی جانب بڑھی تھی .یشفہ زباد کو کہیں نظر نہیں آرہی تھی .اِس لیے فریحہ کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے وہ اُس کے ساتھ چل پڑا تھا.

"سر یہ ہیں یشفہ میم کے دادا دادی اور دادا جان یہ ہیں زباد شیرازی اِس شہر کے سب سے بڑے وکیل اور یشفہ میں سب سے بڑے دشمن" .

فریحہ کے شرارتی انداز میں تعارف کروانے پر اُن دونوں کے ساتھ ساتھ زباد بھی مسکرا دیا تھا .

یشفہ کے دادا دادی اُس سے بہت اچھے سے ملیں تھے . کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ یشفہ جیسی لڑاکو لڑکی اِن دونوں کی پوتی ہے .اِسی طرح اُن دونوں کو بھی زباد بہت پسند آیا تھا .

جو یشفہ کی بتائی گئی باتوں کے بلکل آپوزٹ تھا .

یشفہ ہال میں آچکی تھی .مگر اُس نے زباد کو دیکھ کر بھی نظر انداز کردیا تھا .آج شام شزا نے جو باتیں اُسے کہیں تھیں اُس کے بعد یشفہ کا زباد کی جانب دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا .

"یہ دیکھو یشفہ نے لگتا ہے دیکھا نہیں آپ کو اِس لیے ادھر نہیں آئی" .

ہاشم صاحب یشفہ کو دور کھڑا دیکھ مسکراتے ہوئے بولے .اور فریحہ کو اُسے یہاں بلانے کے لیے بھیج دیا تھا .

"جی دادا جان آپ نے بلایا مجھے" .

یشفہ زباد کو صاف نظر انداز کرتی ہاشم صاحب سے مخاطب ہوئی تھی .

"بیٹا ہمارے خاص گیسٹ آچکے ہیں .آپ نے شاید ابھی بھی دیکھا نہیں .

"

فردوس بیگم کو یشفہ کا اِس طرح زباد کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا بہت بُرا لگا تھا.

"او آئم سوری میں نے دھیان .بہت خوشی ہوئی آپ کو یہاں دیکھ کر" یشفہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے اُس سے بہت ہی عزت سے بولی تھی .کیونکہ وہ اِس وقت کچھ اُلٹا سیدھا کر کے اپنے دادا دادی کا موڈ اور فنکشن خراب نہیں کرنا چاہتی تھی .

زباد نے بھرپور نگاہوں سے اُس کے چاندنی بکھیرتے رُوپ کا جائزہ لیتے مسکرا کر اُس کی بات کا جواب دیا تھا .

یشفہ اِس وقت پنک کلر کے گھٹنوں تک آتے فراک میں جس کے کناروں پر پنک اور وائٹ کلر کا بہت ہی نفاست سے کام کیا گیا تھا پہنتے بہت ہی

زیادہ دلکش لگ رہی تھی .آج نے معمول سے ہٹ کر نارمل سا میک اپ بھی کر رکھا تھا .اُسے کے کٹاؤ دار نازک لبوں پر پنک لپسٹک اُس کی رعنائیوں میں مزید اضافہ کر رہے تھے .

زباد کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی اُس کے سامنے کھڑی رہے اور وہ بنا پلک جھپکے ایسے ہی اُسے دیکھتا جائے .

زباد ایک بہت ہی سٹیٹ فارورڈ بندہ تھا .اُس نے سوچ لیا تھا کہ آج اِس حسین شام میں وہ اپنے دل میں موجود جذبات کا اظہار یشفہ سے ضرور کرے گا .

اُسے کچھ کچھ یشفہ کے رویے سے بھی پتا چل چکا تھا کہ بہت نہیں مگر کسی حد تک وہ بھی اُس کے حوالے سے کچھ فیل کرنے لگی ہے .لیکن اِس

وقت یشفہ کا یوں نظر انداز کرنا اور نظریں چرانا زباد کی سمجھ سے بالاتر تھا .

"ایکسکیوزمی دادا جان آپ لوگ باتیں کریں میں زرا باقی گیسٹ کو دیکھ لوں" .

یشفہ مصروف سے انداز میں کہتی وہاں سے ہٹ گئ تھی .

"یشفہ یار یہ ہینڈسم اور ڈیشنگ بندہ کون ہے یار .جب سے آیا ہے ہماری نظریں تو اِس سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہیں .ایک انٹرو ہی کروا دو" .

یشفہ کی ایک فرینڈ اُس کو زباد کی جانب اشارہ کرتی ہوئی شوخی سے بولی .

اور ساتھ ہی یہاں پر بھی زباد کا ہی ذکر سن کر یشفہ کو اچھی خاصی تپ بھی چڑھ گئ تھی .

وہ جتنا اِس بندے کو اگنور کرنے کی کوشش کررہی تھی وہ اُتنا ہی کہیں نہ کہیں سے اُس کے سامنے آرہا تھا.

یشفہ نے پلٹ کر زباد کی جانب دیکھا تھا.جو بلیک پینٹ شرٹ میں بالوں کو جیل لگا کر ہمیشہ کی طرح نفاست سے سیٹ کیے واقعی سب کو اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا.اُس کی ہائٹ اور چوڑے کندھے بلیک شرٹ میں نمایاں تھے.یشفہ کچھ سیکنڈز تو اُس سے اپنی نظریں ہٹا ہی نہیں پائی تھی.

"وہ دیکھنے میں جو اتنا اچھا لگ رہا ہے.بائے نیچر وہ اتنا بدتمیز اور سڑو ہے.اِس لیے تم لوگ اُس سے بات کرکے اپنا موڈ آف نہ ہی کرو تو زیادہ اچھا ہے".

یشفہ اُنہیں سہولت سے انکار کرتی دوسری جانب بڑھ گئی تھی.

کچھ دیر بعد کیک کاٹا گیا تھا. جس کے بعد بہت ہی خوبصورت ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا. مگر زباد کی نظریں مسلسل یشفہ پر تھیں جو ایک بار کے بعد دوبارہ اُس کے پاس نہیں آئی تھی. مگر باقی سب کے پاس جا جا کر آدابِ میزبانی نبھا رہی تھی.

زباد سب کو کھانے میں مصروف دیکھ ویٹر کو ہدایت دیتی یشفہ کی جانب بڑھا تھا.

"مجھے تم سے بات کرنی ہے. میرے ساتھ سائیڈ پر چلو".

زباد اُس کے قریب آتے سنجیدگی سے بولا

"میں اِس وقت بہت بزی ہوں بلکل ٹائم نہیں ہے میرے پاس".

یشفہ سپاٹ سے انداز میں جواب دیتی ایک بار پھر وہاں سے ہٹنے لگی تھی.

جب زباد غیر محسوس انداز میں اُس کی کلائی تھامتا ایک طرف موجود ٹیرس کی جانب بڑھ گیا تھا. جب یشفہ اُس سے اپنی کلائی چھڑوانے کے ساتھ گھبرا کر اردگرد دیکھا مگر کسی کو اپنی جانب دیکھتا نہ پاکر سکھ کا سانس لیتے زباد کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھا تھا.

لیکن تب تک زباد اُسے ٹیرس پر لاچکا تھا.

"یہ کیا بدتمیزی ہے. کیوں مجھے اِس طرح کھینچ کر لائے یہاں".

یشفہ کو پہلے ہی شزا کی وجہ سے اُس پر بہت غصہ تھا. اور اُس کی حرکت پر وہ مزید تپ چکی تھی.

"وہی تو میں نے پوچھنے کے لیے تمہیں یہاں بلایا ہے کہ یہ کیا بدتمیزی ہے .کیوں مسلسل مجھے اگنور کررہی ہو . آخر ہوا کیا ہے تمہیں" .

زباد سینے پر بازو باندھ کر اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا .

"دیکھو زباد شیرازی میرے گھر میں اِس وقت پارٹی چل رہی ہے .اور اِس پارٹی میں صرف تم ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سارے گیسٹ ہیں . جن سب کو ٹائم دینا ہے مجھے میں فل ٹائم تمہارے ساتھ کھڑے ہوکر تمیں کمپنی نہیں دے سکتی" .

یشفہ نے جس طرح پوری وضاحت کے ساتھ اُسے اپنی بات کا جواب دیا تھا .زباد کو اب تو یقین ہوچکا تھا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے .مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اُسے کبھی بھی نہیں بتائے گی .

یشفہ اپنی بات کہہ کر اندر کی جانب مڑی تھی .جب زباد نے ایک بار پھر اُس کا بازو پکڑ کر جھٹکے سے اپنے قریب کیا تھا .اور اُس کے منہ پر بہت ہی نرمی سے اپنا مضبوط ہاتھ جماتے اُسے پاس موجود دیوار سے لگا دیا تھا .

یشفہ نے آنکھیں پھاڑے حیرت سے زباد کی اِس حرکت کو دیکھا تھا .جو اُس کے مسلسل موو کرنے پر اُس کی دونوں کلائیاں اُوپر کی جانب کر کے دیوار کے ساتھ لگاتے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے بلکل اپنے قبضے میں کر چکا تھا .

"بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے تم سے .جانتا ہوں آرام سے تو تم نے سننا نہیں ہے .اِس لیے یہ طریقہ مجھے ٹھیک لگا" .

یشفہ آنکھوں کی پتلیوں کو پورا واں کیے اُسے گھور رہی تھی .اور زباد کو بہت کیوٹ لگ رہی تھی .

"مس یشفہ ہاشم میں نہیں جانتا کب اور کہاں مگر تم سے لڑتے جھگڑتے میں تمہارے آگے بے بس ہوکر اپنا دل تم پر ہار چکا ہوں .اور چاہتا ہوں کہ تم ایسے ہی پوری زندگی مجھ سے لڑتے جھگڑتے میرے ساتھ رہو .آئی رئیلی لو یو .وِل یو میری می" .

زباد کا اتنا اچانک اور غیر متوقع اظہار سن کر یشفہ اپنی جگہ بلکل ساکت ہوئی تھی .اِس وقت اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زباد اُسے کچھ ایسا بھی کہہ سکتا ہے .

"اِس پروپوزل کا جواب تو میں جانتا ہی ہوں . مگر پھر بھی ایک بار تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں" .

زباد نے اُس کی حد سے زیادہ چھٹی آنکھوں کو دیکھتے شرارتی انداز میں کہتے اپنے حصار سے آزاد کر دیا تھا .

"بہت ہی اچھا مذاق تھا مسٹر زباد شیرازی . مگر ایک بات سمجھ لیں کہ میں باقی لڑکیوں کی طرح بے وقوف نہیں ہوں . جو تمہاری اِن فضول باتوں میں آجاؤں . مجھے نہ ہی تم میں انٹرسٹ ہے اور نہ ہی تمہارے پروپوزل اور نہ ہی آگے کبھی ہو گا" .

یشفہ کو زباد اِس وقت دنیا کا سب سے بڑا دوغلا انسان لگ رہا تھا.جو اُس کے مطابق ایک لڑکی کے ساتھ افیئر چلانے کے ساتھ ساتھ اب اُسے بھی اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کررہا تھا.

"ہاہاہا تم واقعی باقی سب لڑکیوں سے مختلف ہو یشفہ.کیونکہ اگر اِس وقت تمہاری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو ضرور تھوڑا سا تو شرما ہی لیتی مگر تم تو ابھی بھی لڑنے کو ہی تیار ہو.اور ایک بار تم پہلی اور آخری لڑکی ہو اِس دنیا میں جسے زباد شیرازی نے پروپوز کیا اور شادی بھی تم ہی سے کروں گا".

زباد بنا اُس کی بات کا بُرا منائے نرمی سے اُس کے گلابی گال کو چھوتا وہاں سے نکل گیا تھا.

جبکہ یشفہ اُس کی بات اور حرکت پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھی .

مگر کہیں نہ کہیں اُس کے دل کے ایک کونے سے احتجاج جاری تھا . کہ زباد سچ کہہ رہا ہے .

"کہیں وہ شزا جھوٹ تو نہیں بول رہی . کیونکہ جہاں تک میں جانتی ہوں اِس شخص کو یہ کچھ بھی ہوسکتا ہے . مگر جھوٹا اور دھوکے باز نہیں ہوسکتا . مگر مجھے کیا جب مجھے اِس فضول شخص میں ہی انٹرسٹ نہیں ہے تو اِس کے پرپوزل کے بارے میں کیا سوچنا . جھوٹا ہے یا سچا اُسی شزا کو مبارک ہو" .

یشفہ کا دل و دماغ زباد شیرازی کی جانب متوجہ ہورہا تھا. مگر اگلے ہی لمحے یشفہ اپنی سوچ کی سختی سے نفی کرتی واپس اندر کی جانب بڑھ گئی تھی . جہاں سے زباد اب جاچکا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیروان رات ساڑھے دس بجے کے قریب گھر میں داخل ہوا تھا. پہلے میٹنگ میں اور پھر باقی کچھ ڈیلنگ میں مصروف ہوجانے کی وجہ سے وہ یہ بات بھول ہی چکا تھا. کہ اب اُس کی لائف میں ایک اور وجود کا اضافہ ہوچکا تھا .

گھر آکر اچانک عرزش کا خیال آتے ہی نوشیروان نے خان سے اُس کے متعلق پوچھا تھا.

جس کے جواب میں خان نے سر جھکا کر اُس کی نوشیروان کے کمرے میں موجودگی کے بارے میں بتایا تھا. جسے سن کر نوشیروان کا پارہ اچھا خاصہ چڑھ چکا تھا. مگر وہ نجانے کیا سوچ کر ضبط کر گیا تھا.

نوشیروان نے کوٹ بازو پر رکھے اپنے بیڈ روم میں قدم رکھا تھا. جہاں پہلے سے ہی ملگجا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا. اور ایک مسحور کن سی خوشبو نوشیروان کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی.

بیڈ پر سکڑے سمٹے وجود پر ایک نظر ڈال کر بنا لائٹ آن کیے نوشیروان ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا.

کچھ دیر بعد فریش ہو کر واپس آتے نوشیر وان بیڈ کی طرف بڑھا تھا .بیڈ کی دوسری سائیڈ کی طرف بڑھتے نجانے کیسے اُس کے قدم عرزش کی جانب مڑے تھے .

مگر عرزش پر نظر پڑتے ہی نوشیر وان کو اپنا دل بے قابو ہوتا محسوس ہوا تھا .اُس کی لمبی کالی گھٹائیں اُس کے خوبصورت سے دودھیا چہرے کے گرد بکھریں کسی چاند کا سا گمان پیش کر رہی تھیں .نوشیر وان کتنے ہی لمحے مبہوت سا اُس کا ایک ایک نقش دیکھی گیا تھا .وہ پہلی بار عرزش کو بنا ڈوپٹے کے دیکھ رہا تھا .وہ تو پہلے ہی اُس کے پوشیدہ حُسن سے بُری طرح گھائل تھا .مگر اب اُسے لگ رہا تھا کہ رہے سہے حواس بھی یہ لڑکی اُس سے چھیننے والی تھی .

عرزش کی ہمیشہ عادت تھی کہ وہ دوپٹہ اُتار کر سوتی تھی .کیونکہ رات کو اُسے دوپٹہ گلے یا بازو میں ہونے کی وجہ سے بہت اُلجھن محسوس ہوتی تھی . آج بھی سونے سے پہلے عرزش نے دوپٹے کو اکٹھا کرکے اپنے سرہانے رکھ دیا تھا .

نوشیروان جو کتنے ہی لمحے یک ٹک ٹکٹکی باندھے عرزش کے معصوم سے پاکیزہ نقوش کو اپنی آنکھوں میں بسا رہا تھا .اُس کے کسمسانے پر فوراً ہوش میں آتے سیدھا ہوا تھا .اور جلدی سے اُس سے نظریں پھیرتے دوسری سائیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا .

مگر پہلو میں لیٹے رعنائیاں بکھیرتے وجود کی کشش اُس کو اب چین سے سونے بھی نہیں دے رہی تھی .

"خان کے بچے تم سے تو کل پوچھوں گا میں" .

اپنے اندر لگی آگ کو کم کرنے کے لیے اے سی کی پہلے سے بڑھی کولنگ اُس نے مزید بڑھا دی تھی .

موسم تبدیل ہورہا تھا . جس کی وجہ سے ہوا میں موجود خنکی رات کے وقت ٹھنڈ کا احساس دلاتی تھی .اُوپر سے نوشیروان کی اے سی کی کولنگ بڑھانے پر کمرے کا ماحول اچھا خاصہ ٹھنڈا ہوچکا تھا .

نوشیروان بنا خود پر کچھ اوڑھے بیڈ پر لیٹا ابھی نیند کی آغوش میں جا ہی رہا تھا . کہ جب اُسے اچانک محسوس ہوا تھا کہ اُس کے دائیں کندھے سے کوئی نرم گرم چیز آکر ٹکرائی تھی .اور اگلے ہی لمحے اُسے اپنا دائیاں پہلو اُسی نرم گرم گرفت میں جکڑا محسوس ہورہا تھا .

نوشیروان کی آنکھ فوراً کھل گئی تھی .اُس نے جیسے ہی دائیں جانب نظر دوڑائی عرزش ٹھنڈ کی وجہ سے اُس کی پناہوں میں خود کو چھپاتی محسوس ہوئی تھی .اُس نے کمبل بھی اوڑھ رکھا تھا .مگر پھر بھی ٹھنڈ کی وجہ سے وہ نیند میں نوشیروان سے لپٹ کر گرمائٹ حاصل کرنے کی کوشش کررہی تھی .نوشیروان نے اے سی کی کولنگ کم کرتے اُسے پیچھے کی طرف کیا تھا .مگر اگلے ہی لمحے وہ نوشیروان کے لیے مزید امتحان ثابت ہوتے اُس کے گرد بازو لپیٹتے اُس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی .

عرزش کے اتنے قریب آجانے پر نوشیروان کو اپنا دل سینے سے نکلتا محسوس ہورہا تھا .وہ جتنا عرزش کو خود سے دور رکھنا چاہتا تھا .وہ اُتنا ہی

اُس کے قریب آرہی تھی .مگر نوشیروان مزید اِس امتحان میں رات نہیں گزارنا چاہتا تھا .

اُس نے عرزش کے بازو کو جھنجھوڑتے اُسے جگانا چاہا تھا .مگر عرزش تو اِس وقت اپنے گدھے گھوڑے بیچ کر سوئی ہوئی تھی .وہ زرا بھی نہیں ہلی تھی .نوشیروان نے مزید ایک دو بار ایسے ہی ٹرائے کیا تھا مگر عرزش کو نیند سے اُٹھانا آسان کام نہیں تھا شاید .

جب نوشیروان نے آخر کار تنگ آکر اپنا طریقہ آزمانا چاہا تھا .

نوشیروان نے کروٹ بدلی تھی جس کے نتیجے میں عرزش بیڈ پر نیچے اور نوشیروان پورا اُس کے اُوپر چھایا ہوا لگ رہا تھا .

نوشیروان نے مسکرا کر جھکتے اُس جنگلی بلی کو اُسی کے انداز میں اُٹھانے کی کوشش کرتے اُس کی گردن پر ہولے سے دانت گاڑھ دیے تھے ۔

جس پر عرزش اگلے ہی لمحے ہڑبڑا کر بیدار ہوئی تھی.اور نوشیروان کو خود پر جھکے دیکھ عرزش کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوئے تھے ۔

نوشیروان کا ہاتھ ابھی بھی عرزش کی کمر کے نیچے دبا ہوا تھا ۔

"تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی ۔ پیچھے ہٹو ۔ دور رہو مجھ سے" ۔

عرزش نے نوشیروان کے دونوں کندھوں پر دباؤ ڈالتے اُسے اپنے اُوپر سے ہٹانا چاہا تھا ۔ مگر اپنا پورا زور لگانے پر بھی نوشیروان کو ایک انچ بھی ہلا نہ پائی تھی ۔

"مس ڈرامہ کوئن ہر وقت بنا بات کے ڈرامہ کرنے کا بہت شوق ہے تمہیں .میں تمہارے قریب نہیں بلکہ تم میرے قریب آئی ہو .کب سے تمہیں اُٹھانے کی کوشش کررہا ہوں اب تو مجھے لگ رہا تھا کہ کہیں تم اُوپر تو نہیں پہنچ گئ .اِس لیے تمہیں ہوش میں لانے کے لیے تمہاری طرح کا انداز ہی اپنایا" .

نوشیروان اُس کے اُوپر سے ہٹتا دور ہوا تھا .جبکہ اُس کی بات سن کر عرزش کو اپنی نیند پر بہت شرمندگی محسوس ہوئی تھی .

"مگر یہاں تو میں سو رہی تھی .وہ تمہارا آدمی ہی مجھے یہ کمرہ دے کر گیا ہے .تو تم اِس کمرے میں کیوں آئے ہو اپنے کمرے میں جاؤ .خبردار جو

میرے قریب آنے کی کوشش کی تو .میں نے پہلے بھی کہا ہے تمہیں کہ میں تم سے ڈرنے والی بلکل بھی نہیں ہوں" .

عزش اپنا دوپٹہ اُٹھا کر خود پر اچھے سے لپیٹتی نوشیر وان کو خونخوار نظروں سے گھورتی بیڈ سے اُترنے لگی تھی .جب اُس کی بات سیدھی جاکر نوشیر وان کے دماغ پر لگی تھی .وہ پہلے ہی اُس کی قربت پر اچھا خاصہ جھنجھلا یا ہوا تھا .اور اُس کا چیلنجنگ انداز پر نوشیر وان کا دماغ مزید گھوما تھا .

اِس سے پہلے کے عزش نیچے اُترتی نوشیر وان اُس کا بازو کھینچ کر واپس اُسے بیڈ پر گرا چکا تھا .اور اُس کے اردگرد اپنے دونوں بازو جماتے نوشیر وان نے اُس کو پوری طرح سے اپنے قبضے میں لیا تھا .

"ایک بات کان کھول کر سن لو مجھ سے بات کرتے آئندہ اپنا والیوم کم رکھنا .

اور ہر بار تمہاری یہ نہ ڈرنے والی بات سن کر اگنور کرتا آیا ہوں .مگر کیوں نا آج دیکھ ہی لیا جائے کہ آخر کتنی بہادر ہو تم .جو ہر وقت مجھ سے ٹکر لیتی رہتی ہو .اور میں اِس وقت اپنے بیڈ روم میں موجود ہوں .اور میری بیوی کی حیثیت سے تمہیں بھی اِسی روم میں رہنا ہے اب".

نوشیروان عرزش کے بہت قریب تھا .اتنا کہ اُس کی گرم سانسوں سے عرزش کو اپنا چہرا جلتا ہوا محسوس ہوا تھا .عرزش کے بنا سوچے سمجھے بولنے والی عادت نے آج بُری طرح پھنسا دیا تھا .

"دیکھو میرا وہ مطلب نہیں تھا .پلیز"

عرزش نوشیر وان کے انداز سے بُری طرح گھبر اگئی تھی ۔کیونکہ کافی دیر سے اپنے جذبات پر قابو پانے کے چکر میں اب نوشیر وان کی آنکھیں لال انگارہ ہوچکی تھیں ۔مگر عرزش کو اتنی جلدی گھبر اتے دیکھ نوشیر وان فوراً پیچھے ہٹ گیا تھا ۔کیونکہ عرزش کے اتنے قریب رہ کر وہ اُس سے زیادہ اپنا امتحان ہی لے رہا تھا ۔نوشیر وان کو پیچھے ہٹتے دیکھ عرزش ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر بیڈ سے نیچے اُتری تھی ۔

"مجھے کہاں سونا ہے" ۔

عرزش کو سمجھ نہیں آرہی تھی ۔وہ کہاں جائے اُسے نوشیر وان کے گھر کا نقشہ بلکل بھی پتہ نہیں تھا ۔اِس لیے اکیلا باہر وہ نکل نہیں سکتی تھی ۔اور

نوشیروان کے ہوتے واپس بیڈ پر تو وہ مر کر بھی سونے نہیں جانا چاہتی تھی .

"یہاں بیڈ پر سوجاؤ .میں باہر جارہا ہوں" .

نوشیروان بہت مشکل سے عرزش کے اُلجھے بکھرے حلیے سے نظریں پھیرتے روم سے باہر نکلتا اپنے سٹڈی روم کی جانب بڑھ گیا تھا .

جب کہ اُس کو باہر نکلتا دیکھ عرزش سکون کا سانس لیتی واپس بیڈ پر ڈھیر ہوئی تھی .اُس کا دل نوشیروان کے اتنے قریب آجانے کی وجہ سے ابھی تک بہت بُری طرح دھڑک رہا تھا .اور سانسیں تھی کہ اعتدال پر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں .

لیکن اِس واقعہ سے اتنا تو عرزش کو سمجھ آگئ تھی .کہ یہ شخص کافی مضبوط کردار کا مالک ہے .

مگر نوشیروان کے بارے میں اچھی سوچ ایک سیکنڈ کے لئے ہی آئی تھی اُس کے دماغ میں .

"جنگلی کہیں کا" .

اپنی گردن پر اُس کے دانت گاڑھنے والی جگہ پر ہاتھ رکھتے عرزش غصے سے زیرِ لب بڑبڑائی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خان صبح نو بجے کے قریب سٹڈی روم میں کسی فائل کی تلاش میں داخل ہوا تھا .مگر نوشیر وان کو وہاں صوفے پر سویا دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ حیرت سے آگے بڑھا تھا .مگر پھر نوشیر وان کی یہاں سونے کی وجہ سمجھتے وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا .

نوشیر وان کی گیارہ بجے میٹنگ تھی .اِس وجہ سے اُسe کی ہدایت کے مطابق خان نے نوشیر وان کو جگا دیا تھا .

"سر آج گیارہ بجے میٹنگ ہے آپ کی"

خان کے یاد دلانے پر نوشیر وان صوفے سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا .

نوشیروان کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازے پر ہی روم سے باہر نکلتی عرزش سے بُری طرح ٹکرا گیا تھا .

اِس سے پہلے کے عرزش زمین بوس ہوتی نوشیروان نے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے گرنے سے بچایا تھا .

"کہاں جا رہی ہو" .

نوشیروان کی نظریں ڈارک پرپل کلر کے خوبصورت سے ڈوپٹے میں لپٹے عرزش کے دلکش چہرے سے ٹکرائیں تھیں .

"مجھے بھوک لگی ہے" .

عرزش نے چہرا جھکائے جس طرح یہ بات کہی تھی .اُس کی معصومیت پر پیار آنے کے ساتھ ساتھ نوشیر وان کو اُس کے اب تک بھوکا ہونے پر غصہ بھی بہت آیا تھا .

"آؤ میرے ساتھ" .

نوشیر وان عرزش کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھا تھا .ڈائننگ ٹیبل کے پاس پہنچ کر نوشیر وان کی ایک ہی آواز پر نوکروں کی پوری فوج وہاں جمع ہو گی تھی .

"یہ ہیں عرزش نوشیر وان خانزادہ تم لوگوں کی مالکن .اور جس طرح میں اپنے معاملے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرتا اِن کے معاملے میں بھی بلکل بھی نہیں کروں گا.

خان نیکسٹ ٹائم اگر ایسی کوئی کوتاہی ہوئی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا".

نوشیر وان عرزش کو لوازمات سے بھرے ٹیبل کے پاس پڑی چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا. جبکہ عرزش بلکل خاموش حیران سی یہ سب دیکھ رہی تھی .

وہ دونوں ہی اِس رشتے کی حقیقت سے واقف تھے .پھر نوشیر وان اُسے سب کے سامنے اتنی اہمیت کیوں دے رہا تھا .

عرزش پہلے ہی مسرت بیگم کی کہی بات کی وجہ سے اچھی خاصی اُلجھی ہوئی تھی .اور اُوپر سے نوشیر وان کا اُس کی اتنی بدتمیزیوں کے باوجود اتنا اچھا رویہ اُس کو بلکل بھی سمجھ نہیں آرہا تھا .

اگر وہ اُن کی بات مان بھی لیتی تو پھر بابا نے نوشیروان کا نام کیوں لیا تھا اُس کے سامنے .کیا وہ اُسے کچھ اور کہہ رہے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زباد کے ساتھ چلتی شزا کی نظر جیسے ہی اندر داخل ہوتی یشفہ پر پڑی تھی .وہ اپنی سوچی سمجھی پلیننگ کے مطابق جان بوجھ کر لڑکھڑائی تھی . اور گرنے سے بچنے کے لیے زباد کا بازو پکڑ لیا تھا .

زباد نے بھی شزا کا پیر مڑتا دیکھ اُسے سنبھالتے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا تھا .اور یہی وہ لمحہ تھا جب یشفہ کی نظر اُن دونوں پر پڑی تھی .اور

یشفہ زباد شیرازی کو قہر بھری نگاہوں سے دیکھتی اپنے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی .جبکہ وہیں اپنا پلان کامیاب ہونے پر شزا کا دل خوشی سے جھوم اُٹھا تھا .

"آر یو اوکے" .

شزا کو سیدھا کرکے کھڑا کرتے زباد نے اُس کی جانب دیکھا تھا .

"جی میں بلکل ٹھیک ہوں . تھینکیو سو مچ آپ نے مجھے گرنے سے بچا لیا .

"

شزا کی بات کا سر ہلا کر جواب دیتے زباد آگے کی جانب بڑھ گیا تھا .اِس بات سے انجان کہ اُس سے بے دھیانی میں سرزد ہوئی یہ حرکت کسی کو اُس سے زید بدگمان کرگئی تھی .

"بدتمیز ایڈیٹ اچھا کیا رات میں میں نے اِسے اِس کا پروپوزل منہ پر مارا .اِسی قابل ہے یہ شخص .اِدھر مجھ سے محبت کا اظہار کرتا پھر رہا ہے . اور اُدھر کسی اور کو بانہوں میں بھرا ہوا ہے . مگر مجھے بھلا اتنا بُرا کیوں لگ رہا ہے .مجھے تو خوش ہونا چاہیئے کہ اِس شخص کی باتوں میں نہیں آئی . مجھے اِس کے کسی عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا" .

یشفہ نے اپنا غصہ کم کرنے کے لیے خود کو ہی تسلی دی تھی .مگر وہ ابھی یہ بات نہیں سمجھ رہی تھی .کہ اُسے کتنا زیادہ فرق پڑ رہا تھا .زباد کو شزا کے ساتھ دیکھ کر .غیر ارادی طور پر ہی سہی مگر یشفہ اب زباد پر کہیں نہ کہیں اپنا حق سمجھتی تھی .کہ جس سے لڑنا جھگڑنا اُس کو بُرا بھلا کہنے کا حق صرف اُسی کے پاس ہے .اور اب شزا کو اُس کے قریب دیکھ اور شزا کی

اُس کے حوالے سے باتیں سن کر وہ اندر سے بہت ہرٹ اور ڈسٹرب ہورہی تھی .

"اسلام و علیکم !میم" .

یشفہ ابھی مزید نجانے کتنی دیر یوں ہی غصے میں بڑبڑاتی رہتی .جب فریحہ عجلت میں اندر داخل ہوئی تھی .

"فریحہ مجھے میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی . آج باقی کے کیسز بھی دیکھ لینا .میں واپس گھر جارہی ہوں" .

یشفہ اپنا پرس اُٹھاتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی .جبکہ فریحہ حیرت سے اُسے جاتا دیکھنے لگی تھی . آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا .اُس کی طبیعت

جتنی مرضی خراب ہوتی رہے وہ اپنا کام چھوڑ کر نہیں جاتی تھی .مگر فریحہ کو لگ رہا تھا کہ شاید کچھ زیادہ ہی طبیعت خراب ہے .

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یشفہ ہاشم واقعی اب کافی خطرناک مرض دل کے مرض میں مبتلا ہورہی تھی .

"کہاں جارہی ہو" .

یشفہ ابھی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی .جب زباد نے اُسے پیچھے سے پکارا تھا .جسے اَن سنا کرتے وہ گاڑی کا دروازہ کھول چکی تھی .

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں کہاں جارہی ہو" .

زباد کو اب یشفہ کے اِس انداز پر غصہ آنے لگا تھا .جو کل سے مسلسل اُسے اگنور کررہی تھی .اِس لیے وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی جانب کرتا گاڑی کا دروازہ بند کر چکا تھا .

"تم سے مطلب میں جہاں بھی جاؤں .میں تمہاری پابند بلکل بھی نہیں ہوں کہ ہر بار تمہیں بتا کر اور تم سے پوچھ کر جاؤں .اور یہ بات بات پر تم مجھے ٹچ کیوں کرتے ہو .دور رہا کرو مجھ سے .ورنہ"

یشفہ غصے سے آگ بگولا ہوتی اُنگلی اُٹھا کر اُسے وارن کرتے ہوئے بولی .

یشفہ کی یہ حرکت زباد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی.

"ورنہ؟ ورنہ کیا کر لو گی تم .بولو" .

زباد سینے پر بازو باندھ کر اُس کے قریب ہوتے بولا.

اُس کے قریب آنے کی وجہ سے یشفہ پیچھے ہٹتے گاڑی سے جالگی تھی .

"ورنہ میں تم ہر ہریسمنٹ کا کیس کر دوں گی" .

یشفہ کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی .جب زباد کا زور دار قہقہہ اُسے اپنے کان پھاڑتا محسوس ہوا تھا .

"اوہ رئیلی .اگر مجھ پر کیس ہونا ہی ہے تو کیوں نہ میں واقعی ہی کوئی جرم سرزد کردوں" .

زباد یشفہ کے اردگرد گاڑی پر اپنے دونوں ہاتھ ٹکاتے یشفہ کے بلکل اُوپر جھکا تھا .اور اپنا چہرہ یشفہ کے چہرے کے بہت قریب لے آیا تھا .

اُس کی اِس حرکت پر یشفہ کا دل بہت بُری طرح سے دھڑکنا سٹارٹ ہوچکا تھا .زباد نے اپنی آنکھیں یشفہ کی آنکھوں گاڑھتے اُسے بلکل اپنے بس میں کرلیا تھا .وہ بنا حرکت کیئے ساکت سی زباد کو دیکھے جارہی تھی .

زباد اُس کے کان پر سرگوشی کرنے کے انداز میں جھکا تھا .اُس کی گرم سانسیں اپنی کان کی لوح پر محسوس کرتے یشفہ کو اپنا سارا خون اِسی حصے میں سمٹتا محسوس ہورہا تھا .

اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا شزا کے کھنکھارنے پر وہ بدمزہ سا ہوتا پیچھے ہٹا تھا .یشفہ بھی جیسے ہوش میں آئی تھی .اور ایک نظر شزا پر ڈالی تھی . جو بظاہر مسکراتے مگر آنکھوں میں حسد کی چنگاری لیے یشفہ کو گھور رہی تھی .

"آئم ریلی سوری آپ لوگوں کو ڈسٹرب کرنے کے لیے مگر زباد سر آپ کی بہت ارجنٹ کال آرہی تھی .اِس لیے مجھے آنا پڑا" .

شزا زباد کو اُسکا موبائل تھماتے بولی .تب تک یشفہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل چکی تھی .

اُسے جاتا دیکھ زباد بھی اندر کی جانب بڑھ گیا تھا .

"کہا تھا نا دور رہو . مگر لگتا ہے یشفہ تمہیں آرام سے میری بات سمجھ میں نہیں آئی .اب جو میں کروں گی نا اُس میں بربادی صرف تمہاری ہی ہو گی" .

شزا یشفہ کی گیٹ سے نکلتی گاڑی کو زیر خند نظروں سے دیکھتی زباد کے پیچھے مڑ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیروان بنا عرزش سے کوئی بھی بات کئے آفس جا چکا تھا. عرزش نے اُس کے انداز میں واضح اگنورینس دیکھی تھی. جیسے وہ اُسے جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا تھا.

مگر عرزش کی خاطر گھر میں چار فی میل ملازمین کا انتظام کردیا گیا تھا. اور نوشیروان نے باقی میل ملازموں کو بنا ضرورت گھر کے اندر داخل ہونے سے سختی سے منع کردیا تھا.

عرزش کو سمجھ نہیں آرہا تھا . کہ وہ اِس کشمکش سے کیسے نکلے .اُسی وقت اُس کے سیل پر صہیب کی کال آنے لگی تھی . عرزش نے ایک بار تو کال کاٹ دی تھی .مگر دوسرے بار پھر کال آنے پر کچھ سوچتے عرزش نے کال اٹینڈ کرلی تھی .

صہیب اُس سے ایک بار ملنے کی ریکویسٹ کررہا تھا .اُس کے انداز سے یہی لگ رہا تھا کہ جیسے اُسے ابھی نوشیروان سے اُس کے نکاح کا علم نہیں ہے .

عرزش اپنی کنفیوژن دور کرنا چاہتی تھی .جس وجہ سے اُس نے صہیب سے ملنے کی حامی بھر لی تھی .مگر وہ جانتی تھی نوشیروان اُسے کبھی جانے نہیں دے گا .اِس لیے اُسے یہاں سے جھوٹ بول کر نکلنا تھا .

عرزش جیسے ہی باہر نکلی تھی .نوشیروان کا پرسنل ڈرائیور ناصر ہاتھ باندھ کر سر جھکائے اُس کے قریب آیا تھا .

"بی بی جی سر کا سختی سے آرڈر ہے کہ آپ نے کہیں بھی جانا ہے تو میں آپ کو لے کر جاؤں".

عرزش کے اُسے انکار کرنے پر وہ بے چارگی سے بولا.

"مگر میں کسی کے آرڈر فالو کرنے کی پابند بلکل بھی نہیں ہوں . اور نہ ہی تم مجھے زبردستی روک سکتے ہو ہٹو میرے راستے سے" .

اُس شخص کی بات پر عرزش غصے سے بولی تھی .

"بی بی جی پلیز میری نوکری کا سوال ہے .آپ جہاں جانا چاہتی ہیں میں آپ کو لے جاؤں گا" .

ناصر کو اتنا تو پتا چل گیا تھا کہ اُس کی یہ نئی مالک نوشیر وان خانزادہ سے بھی زیادہ ٹیڑھے دماغ کی تھی .اور اگر وہ اِسے اکیلے ٹیکسی پر جانے دیتا تو اُس کے بعد نوشیر وان نے اُسے کسی صورت نہیں بخشنا تھا .

اِس لیے وہ بہت ہی مسکینیت چہرے پر سجائے بولا .جس پر نا چاہتے ہوئے بھی عرزش اُس کی بات ماننے کو تیار ہوگئی تھی .اب اُسے کہیں اور جگہ لے جاکر اِس شخص چکما دے کر نکلنا تھا .

عرزش نے ایسے ہی کیا تھا .مال میں لے جانے کا کہہ کر وہ بہت ہی ہوشیاری سے وہاں سے اُس کی نظروں سے اوجھل ہوتے دوسرے گیٹ سے باہر نکلتی ٹیکسی میں جا بیٹھی تھی .

صہیب نے اُسے کسی انجان سی جگہ پر بلایا تھا. مگر عرزش ایسی کسی بھی جگہ پر جانے کا رسک نہیں لے سکتی تھی .اِس لیے اُس نے صہیب سے اُس کے گھر جاکر تایا تائی کے سامنے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا .

عرزش جیسے ہی صہیب کے گھر میں داخل ہوئی ہر طرف بلکل خاموشی چھائی ہوئی تھی .اُسے کوئی نظر نہیں آرہا تھا .ڈرائنگ روم بھی بلکل خالی پڑا تھا .مگر ڈرائنگ روم سے اُسے کسی کے بولنے کی آواز آرہی تھی .وہ آگے بڑھی تھی جب صہیب کی آنے والی آواز نے اُس کے قدم وہیں ساکت کردیے تھے .وہ شاید اپنے کسی دوست سے بات کررہا تھا .

"کیسی باتیں کررہے ہو .ثاقب میں نے وعدہ کیا تھا تم سے اس دانیال کو ختم کرنے میں میری مدد کرو .بزنس میں دس فیصد حصہ تمہارا ہوگا .اور تم

نے تو دانیال کے ساتھ ساتھ اُس کے باپ کو بھی مار کر جو اچھا کام کیا ہے .سچ میں دل خوش کر کے رکھ دیا ہے میرا .

بس اب زرا یہ عرزش بھی ہاتھ آجائے تو پھر سب کچھ سیٹ ہو جائے گا .
"

صہیب کی اتنی ہی بات سنتے عرزش کا دل چاہا تھا ابھی اِسی شخص کا قتل کر دے .وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر اندر کی طرف بڑھی تھی .جبکہ عرزش کو وہاں دیکھ صہیب سکتے میں آگیا تھا .

"گھٹیا انسان تمہیں شرم نہیں آئی اتنی گھناؤنی حرکت کرتے ہوئے .کیا بگاڑا تھا اُنہوں نے تمہارا" .

عرزش نے آگے بڑھتے ایک زناٹے دار تھپڑ صہیب کے منہ پر دے مارا تھا .صہیب اپنی جگہ ہکا بکا سا یہ سب دیکھ رہا تھا .مگر پھر جلدی سے ہوش میں آتے اُس نے عرزش کے دوبارہ اُٹھتے ہاتھ کو گرفت میں لیتے دوسرے ہاتھ سے تھپڑ اُس کے منہ پر مارتے اُسے سامنے پڑے صوفے پر اُچھال دیا تھا .

"ہاں مارا ہے میں نے اُنہیں .نفرت کرتا تھا میں اُن سے .تنگ آگیا تھا اُس دانیال کے بلاوجہ رعب جمانے اُس کی روک ٹوک سے" .

عرزش منہ پر ہاتھ رکھے شدید صدمے کی حالت میں اُس کی طرف دیکھ رہی تھی .

اُس کے اپنوں کو قاتل اُس کا سگا تایا زاد نکلا تھا .اور وہ نوشیروان خانزادہ جیسے عزت دار انسان کو بدنام کرنے نکل پڑی تھی.

"میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں ابھی پولیس کو بلوا کر تمہاری ساری حقیقت اُن کو بتاتی ہوں" .

عرزش زہر خند لہجے میں کہتی اپنی جگہ سے اُٹھی تھی .مگر اگلے ہی پل اُسے اپنے قدم وہیں روکنے پر گئے تھے .کیونکہ صہیب اپنی پاکٹ سے پستول نکال کر اُس پر تان چکا تھا .

"تم یہاں سے زندہ سلامت نکلو گی تبھی تو کسی کو بتا پاؤ گی .مگر کچھ کرنے سے پہلے ہی میں تمہارا منہ بھی بند کر دوں گا" .

صہیب نے پستول کا رخ اُس کی کنپٹی کی طرف کرتے ہنستے ہوئے کہا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یشفہ بہت ہی خراب موڈ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تھی .اور بنا کسی سے بات کیے اپنے روم میں آگئی تھی .اُسے اتنی جلدی واپس آتا دیکھ فردوس بیگم فکر مند سی اُس کے پیچھے اُس کے روم میں داخل ہوئی تھیں .

"کیا ہوا میری گڑیا آج اتنی جلدی گھر کیسے آگئی طبیعت تو ٹھیک ہے نا" .

فردوس بیگم بیڈ پر یشفہ کے پاس بیٹھتے فکرمندی سے بولیں .

"جی دادو میں بلکل ٹھیک ہوں .بس سر میں ہلکا سا درد ہورہا تھا .اور تھکن بھی اِس لیے سوچا گھر جاکر آرام کر لوں" .

یشفہ اُن کی گود میں سر رکھتے صفائی سے جھوٹ بول گئی تھی .

"اچھا کیا میرے بچے نے میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ تھوڑا آرام بھی کرلیا کرو .کل پورا دن جو بھاگ دوڑ کی تم نے اُس کی وجہ سے تھک گئی ہو گی .میں تمہارے سر میں مالش کر دیتی ہوں .ساری تھکن اور درد ختم ہو جائیں گے" .

فردوس بیگم نرم ہاتھوں سے یشفہ کے سر منہ تیل لگاتے اُس کی مالش کرنے لگی تھیں .

"واؤ دادو مزا آگیا .آپ کے ہاتھوں میں تو جادو ہے" .

یشفہ کو بہت سکون مل رہا تھا. وہ آنکھیں موندے بچوں کی طرح خوشی سے بولی جس پر فردوس بیگم مسکرا دی تھیں.

"یشفہ وہ زباد شیرازی تو بہت اچھا لڑکا ہے. تم نجانے اُس کے بارے میں کیا کیا بولتی رہتی ہو. جبکہ وہ تو بہت ہی سمجھدار اور سُلجھا ہوا بچہ ہے. کل مجھے اور تمہارے دادا جان کو اُس سے مل کر بہت اچھا لگا. بہت پسند آیا وہ ہمیں".

یشفہ جو سکون محسوس کرتے کچھ ٹائم کے لیے زباد کو یکسر بھول چکی تھی. ایک بار پھر اُس کے ذکر پر اُس کا موڈ پھر آف ہوگیا تھا.

یہ شخص اب اُس کو اپنی جان کا عذاب بنتا نظر آرہا تھا. کیونکہ جہاں وہ دیکھتی اور سنتی تھی. ہر طرف زباد شیرازی ہی چھایا نظر آرہا تھا.

"دادو ایسی بھی کوئی خاص بات نہیں ہے اُس میں. جیسے باقی لڑکے ہوتے ہیں ویسا ہی ہے وہ بھی. بلکہ باقی لڑکے تو پھر بھی اُس سے کچھ نہ کچھ بہتر ہوتے ہیں".

یشفہ کو اپنی دادو کے منہ سے اُس کی تعریف ایک آنکھ نہیں بھائی تھی.

"بیٹا جی یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے میں نے. اُسے ایک نظر میں دیکھ کر ہی پہچان گئی تھی کہ کتنا پیارا بچہ ہے وہ. اور یہ بھی کہ میری پوتی کو کتنا پسند ہے".

فردوس بیگم کے مسکرا کر اُسے چھیڑنے پر وہ جھٹکے سے اُن کی گود سے سر اُٹھاتے سیدھی ہوئی تھی.

"دادو کیسی باتیں کررہی ہیں آپ .میں اور پسند اور وہ بھی اُس فضول انسان کو .ابھی میرا دماغ اتنا خراب بھی نہیں ہوا" .

یشفہ کو فردوس بیگم کی مسکراتی نظریں جھنجھلاہٹ میں مبتلا کررہی تھیں . اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے اُن کو کلیئر کرے کہ وہ غلط سمجھ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں ہے .

"یہ بات زباد سے ملنے اور اُسے دیکھنے سے پہلے بھی میں یقین سے کہہ سکتی تھی کہ تم اُسے پسند کرتی ہو .اور کل رات زباد کے انداز اور نگاہوں نے بھی مجھے اچھے سے سمجھا دیا ہے کہ وہ بھی تمہیں پسند کرتا ہے .

میری جان تم اچھے سے جانتی ہو .کہ میں نے اور تمہارے دادا جان نے ہمیشہ تمہاری خوشی کو اپنی اولین ترجیح مانا ہے .اور اب کی بار بھی ایسا ہی ہو گا .

شاید ابھی تمہیں اپنی فیلنگز کی سمجھ نہیں آرہی مگر بہت جلد تمہیں اِس بات کا احساس ہوجائے گا .کیونکہ میرے بچے تمہارے معاملے میں میں کبھی غلط نہیں ہوسکتی .زباد کا ذکر چاہے وہ لڑائی ہی کیوں نہ ہو کرتے وقت تمہاری آنکھوں میں جو چمک واضح ہوتی ہے وہ نظر انداز کی جانے والی بلکل بھی نہیں ہوتی" .

فردوس بیگم اچھے سے اُسے اپنی بات سمجھاتے اُس کا ماتھا چومتی روم سے نکل گئی تھیں .

جبکہ یشفہ ششدر سی اُن کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کررہی تھی .پہلے شزا کا اُسے ٹوکنا اور اب دادو کا یہ کہنا یشفہ کو اچھا خاصہ پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا .

کیا میں سچ میں زباد شیرازی کو پسند کرتی ہوں .مگر ایسا کیسے ہوسکتا ہے . مجھے تو وہ شخص ایک آنکھ نہیں بھاتا .

یشفہ ہمیشہ کی طرح خود سے ہی اُلجھنے لگی تھی .جب اُس کے دل کی آواز نے باقی آوازوں کو خاموش کروا دیا تھا .

اگر زباد شیرازی سے محبت نہیں ہے تمہیں تو کیوں بُرا لگتا ہے تمہیں اُس کا شزا سے قریب ہونا .یہاں تک کہ بات بھی کرنا .اُس کو چوٹ لگنے پر درد تمہیں کیوں ہوتا ہے .لڑنے کا ہی سہی مگر ہر روز دل زباد شیرازی

سے بات کرنے کو کیوں چاہتا ہے .اُس کے قریب ہوتے اپنے آپ کو اتنا سیکیور فیل کیوں کرتی ہو تم .

یشفہ کو اپنے اندر سے اور بھی ایسی بہت سی آوازیں اُٹھتی محسوس ہورہی تھیں .جو اُسے لاجواب کرگئی تھیں .واقعی یہ سب سچ تھا .زباد شیرازی اُس کی زندگی میں نہ ہوکر بھی پورے احساس کے ساتھ براجمان تھا .اُس کی ہر بات میں وہی تو ہوتا تھا .آج بھی اُسی کی وجہ سے تو وہ اپنا کام چھوڑ کر یہاں آگئی تھی .کیونکہ وہ اُسے کسی اور لڑکی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی تھی .

ناچاہتے ہوئے بھی یشفہ کا دل اِس بات کا اقرار کرگیا تھا کہ وہ زباد شیرازی کا ہوچکا ہے .اور یشفہ کا اب اُس پر کوئی اختیار نہیں رہا .

یشفہ اِس کام میں بھی اُس شخص کے بازی لے جانے پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیروان اپنے آفس سے میٹنگ کے لیے نکل رہا تھا جب خان گھبرائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا تھا .

"خان کیا ہوا سب ٹھیک ہے .؟"

نوشیروان نے سوالیہ انداز میں خان کی طرف دیکھا .

"سر وہ بیگم صاحبہ کا کچھ پتا نہیں چل رہا .وہ ڈرائیور کے ساتھ مال گئی تھیں . مگر اب وہ وہاں نہیں ہیں .ڈرائیور اُنہیں ہر طرف دیکھ چکا ہے . مگر اُن کا کچھ پتا نہیں چل رہا".

خان کی بات سنتے نوشیر وان کا دل بے چین ہوا تھا .

"وہ لوگ اتنی لاپرواہی کیسے کرسکتے ہیں اور تم نے مجھے عرزش کے باہر نکلنے کے بارے میں انفارم کیوں نہیں کیا .خان اگر اُسے کچھ ہوا تو میں تم لوگوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا" .

نوشیر وان غصے میں خان پر دھاڑتا باہر کی طرف بڑھا تھا .

"سر وہ میٹنگ شروع ہونے والی ہے" ...

نوشیروان کی اِس وقت بہت امپورٹنٹ میٹنگ تھی ۔جس میں اُسے ایک بہت بڑا کنٹریکٹ ملنے کے چانسز تھے ۔مگر اُس کو اِس طرح باہر جاتے دیکھ خان ہولے سے اُس کو یاددہانی کرواتے بولا ۔

"بھاڑ میں گئی میٹنگ" ۔

نوشیروان جس قدر غصے سے دہاڑا تھا خان سمیت باقی سب بھی اُس کا غصہ دیکھ سہم سے گئے تھے ۔

"ہیلو بلال میں نے ابھی تمہیں ایک نمبر سینڈ کیا ہے ۔ابھی اور اِسی وقت مجھے اُس کی لوکیشن ٹریس کر کے سینڈ کرو" ۔

نوشیروان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے عجلت میں کہا تھا ۔

اگلے چند منٹوں میں اُس کے پاس عرزش کے ڈیوائس کی لوکیشن پہنچ چکی تھی .جو اُس سے بیس منٹ کے فاصلے پر تھی .

جس ایریے کی لوکیشن سامنے آرہی تھی جہاں تک نوشیروان کی معلومات تھی .یہ لوکیشن تو عرزش کے تایا کے گھر کی تھی .

عرزش کے بنا بتائے وہاں جانے پر نوشیروان کا دماغ مزید غصے سے سلگنے لگا تھا .

نوشیروان فل سپیڈ پر گاڑی دوڑاتا وہاں پہنچا تھا .جب اندر سے فائرنگ کی آواز آئی تھی .نوشیروان کو یہ آواز سن کر اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی .اور یہی وہ ادراک کا لمحہ تھا جو نوشیروان کو اپنی زندگی میں عرزش کا مقام اور اہمیت اچھے سے واضح کر گیا تھا .

نوشیروان بھاگتے قدموں سے اندر کی طرف بڑھا تھا .

عرزش صہیب کی چلائی گئی گولی سے بچنے کے لیے اُس کے منہ پر تکیہ پھینکتے دوسری طرف ہوئی تھی .جس کی وجہ سے اُس کی ایک گولی تو مس ہوگئی تھی .مگر جیسے ہی غصے میں عرزش کی طرف بڑھتے صہیب نے دوبارہ اُس پر پستول تانا تو عرزش کو لگا تھا کہ اب وہ نہیں بچ پائے گی . یہی سوچتے عرزش خوف سے آنکھیں بھینچ گئی تھی .مگر اُسی وقت جو آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی تھی .عرزش نے فوراً سے آنکھیں کھول دی تھیں .

نوشیروان ایک ہی جست میں صہیب پر جھپٹتے اُس سے پستول چھین کر دور اُچھال چکا تھا .صہیب اِس اچانک نازل ہونے والی افتاد کے لیے بلکل

بھی تیار نہیں تھا ۔ سمجھ تو اُسے تب آیا تھا ۔جب نوشیر وان کا فولادی ہاتھ اُسے اپنے چودہ طبق روشن کرتے محسوس ہوا تھا ۔

"گھٹیا انسان تمہاری اتنی ہمت کے نوشیر وان خانزادہ کی بیوی پر ہاتھ اُٹھائے" ۔

صہیب کو پیٹتے نوشیر وان کی نظر جیسے ہی عرزش کے گلابی گال پر بنے اُنگلیوں کے نشان پر پڑی اُس کے انداز میں مزید جنون و حشت سی آ گی تھی ۔جسے دیکھ کر عرزش بھی ڈر گئی تھی ۔عرزش کو لگا تھا کہ نوشیر وان آج صہیب کو مار ہی دے گا ۔

مگر نوشیر وان کا انداز دیکھ اُسے جاکر روکنے کی ہمت عرزش خود میں نہیں پارہی تھی ۔

جب اُسی لمحے خان گارڈز اور پولیس کو لیے اندر داخل ہوا تھا .اور بہت ہی مشکلوں سے نوشیروان کے قبضے سے آدھ موئی حالت میں صہیب کو آزاد کروایا گیا تھا .

صہیب کو چھوڑتے نوشیروان بنا کسی اور سے کوئی بات کیے عرزش کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکل آیا تھا .

نوشیروان کی سخت گرفت میں عرزش کو اپنی کلائی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہورہی تھی . گاڑی میں آکر بیٹھتے عرزش نے کن اکھیوں سے نوشیروان کو دیکھا تھا .جو ڈرائیونگ کرتے چہرے پر سخت تاثرات سجائے اپنے ہونٹ سختی سے ایک دوسرے میں بھینچے ہوئے تھا .

عرزش جانتی تھی اُس نے نوشیروان کی بنا اجازت یہاں آکر کتنی بڑی غلطی کی تھی .اگر نوشیروان وقت پر نہ پہنچتا تو اِس وقت وہ اپنی جان گنوا چکی ہوتی .

عرزش کی نظر سٹیرنگ پر مضبوطی سے جمے سیاہ بالوں سے بھرے نوشیروان کے سفید بازوؤں کی طرف دیکھا تھا .جہاں سے ہوتے اُس کی نظریں نوشیروان کے وجیہہ چہرے پر بھٹکی تھیں .عرزش کا دل اُسے دیکھتے نجانے کیوں زور سے دھڑکا تھا .آج پہلی بار عرزش نے غور سے اُسے دیکھا تھا .

اور دیکھتے ہی عرزش نے فوراً نظریں جھکا لی تھیں .اُسے لگا تھا اگر وہ مزید کچھ لمحے ایسے ہی اِس شخص کی جانب دیکھتی رہی تو ضرور اِس کی اسیر ہو جائے گی .

اُسے اِس وقت اپنی بے وقوفیوں پر حد سے زیادہ پچھتاوا ہو رہا تھا .وہ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتی تھی .نوشیروان کے بلکل بے قصور ہوتے اُس نے اُسے کتنی جگہوں پر ذلیل کرنے کی کوشش کی تھی .

اُس کا اتنے سالوں سے بنایا نام اور مقام خراب کرنے کے در پر آگئ تھی .اور نوشیروان نے اُس کی اتنی غلطیوں کے باوجود بھی اُس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا تھا .بلکہ اُس کو اپنا کر نہ صرف اُس کی ماں کا مان و عزت رکھی تھی .بلکہ کے اُسے بھی اپنی زندگی میں معتبر مقام دیا تھا .اور

ساتھ ہی اُس کا کیس عدالت میں لے جاکر اُس کی سب سے بڑی مدد کی تھی .

عرزش صہیب کے بارے میں تو کچھ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی .جو آستین کا سانپ تھا اور صرف نفرت کے قابل ہی تھا .عرزش جانتی تھی کہ اب اُسے صہیب اور اُس کی فیملی کی طرف سے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں تھی .نوشیروان اُن کو کسی قیمت پر چھوڑنے والا نہیں تھا.

مگر اس وقت تو وہ نوشیروان کے تیور دیکھ خود ہی ڈری ہوئی تھی .گھر آتے ہی نوشیروان نے گاڑی سے نکلتے اُس کی طرف کا دروازہ کھولا تھا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے جاتے اُوپر روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

روم میں آتے شدید غصے میں نوشیروان نے اُسے سامنے پڑے صوفے پر پٹخا تھا .

"منع کیا تھا نا میں نے تمہیں اُس گھٹیا انسان سے ملنے کو پھر مجھے بنا بتائے کیوں گئی وہاں" .

نوشیروان بنا لحاظ رکھے عرزش پر دھاڑا تھا .اُس کا دماغ ابھی یہی بات سوچ کر ہی سُلگ رہا تھا کہ اگر وہ ٹائم پر نہ پہنچتا تو .....اِس سے آگے سوچتے اُسے اپنی جان نکلتی محسوس ہورہی تھی .

"آئم سوری".

عرزش چہرہ جھکائے ہولے سے منمنائی تھی .اُسے اِس وقت نوشیروان سے بہت زیادہ ڈر لگ رہا تھا .

"عرزش میری ایک بات کان کھول کر سن لو . جھوٹے اور دھوکے باز لوگوں سے سخت نفرت ہے مجھے .اپنی زندگی میں ایسے لوگ کسی قیمت پر برداشت نہیں کرتا میں .اِسے تمہاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر کچھ نہیں کہہ رہا . لیکن اگر نیکسٹ ٹائم ایسا ہوا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا .

"

نوشیروان عرزش کو لال ہوتی آنکھوں سے گھورتا باہر نکل گیا تھا .

وہ عرزش کو تو یہ بات بول گیا تھا . مگر وہ خود اِس بات میں اُلجھا ہوا تھا کہ اُسے زیادہ بُرا عرزش کے جھوٹ بول کر جانے پر لگ رہا ہے یا اُس کا خود کو خطرے میں ڈالنے پر .

مگر پچھلے اِس آدھے گھنٹے میں وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ بہت زیادہ نظر انداز کرنے کے باوجود بھی یہ لڑکی اُس کے دل میں اُتر چکی تھی .اُس کی زندگی کی اولین خواہش بنتی جارہی تھی .

نوشیر وان کسی کو اپنی کمزوری نہیں بنانا چاہتا تھا .مگر یہ لڑکی اُس کی سب سے بڑی کمزوری بن چکی تھی .اور دل ہی دل میں کہیں نا کہیں وہ یہ بات تسلیم کر چکا تھا کہ وہ محبت جیسے مرض میں مبتلا ہوچکا ہے .مگر ایک چیز اندر ہی اندر اُسے یہ بات تسلیم کرنے سے روک رہی تھی .

وہ تھی اُس کی عورت ذات سے نفرت اور بے اعتباری .جس کی بنا پر وہ چاہنے کے باوجود عرزش کے بھی قریب نہیں آ پارہا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نوشیر وان اور عرزش کا کیس ایک نیا رُخ لے چکا تھا .نوشیر وان جیسی بڑی شخصیت کے فیور میں کیس لڑنے کی وجہ سے میڈیا کی جانب سے بھی بہت پریشر تھا .جو روز ہی کوئی نیوز ملنے کے لیے تیار کھڑے ہوتے تھے .

صہیب اور ریاض صاحب کا معاملہ بیچ میں آجانے کی وجہ سے نوشیر وان کا کیس مزید مضبوط ہوگیا تھا .

آج کیس کی سنوائی تھی .جس میں آج پہلی بار زباد شیرازی کو ہرا کر اُس نے یہ کیس جیت جانا تھا.

اِس کے ساتھ ہی یشفہ کا دوسرا کیس جو چوہدری فیاض کی فیور اور ملک خیام کے خلاف تھا .وہ بھی اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا .جس میں نوے فیصد امکان یشفہ کے جیتنے کے تھے .ساتھ ہی ملک خیام کی جانب سے ملنے والی دھمکیاں ایک بار پھر زور پکڑ چکی تھیں .مگر یشفہ ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی .وہ بہت ہی بہادری اور ایمانداری کے ساتھ اپنا کام کررہی تھی .

وہ آفس بہت کم ہی آتی تھی تاکہ زباد سے کم سے کم سامنا ہو .اور زیادہ کام گھر بیٹھ کر ہی کررہی تھی .یہی وجہ تھی کہ اُس دن کے بعد سے اُن دونوں کا ایک بار بھی سامنا نہیں ہوا تھا .

مگر ناچاہتے ہوئے بھی آج یشفہ کو زباد شیرازی سے سامنا کرنا تھا. جس کا سوچتے صبح سے اُس کے دل کی دھڑکنیں منتشر تھیں .اور اِسی وجہ سے یشفہ کو خود پر غصہ آئی جارہا تھا .

یشفہ اپنے آفس میں ہی بیٹھی ہوئی تھی جب ایکدم دروازہ کھولتے زباد اندر داخل ہوا تھا .اور پھر اُسی انداز میں آفس کا دروازہ اندر سے لاک کرتے یشفہ کی جانب بڑھا تھا .

"کیا پرابلم ہے تمہارے ساتھ .کیوں مجھ سے چھپنے کی کوشش کررہی ہو . اگر کچھ ہوا ہے تو بتا کیوں نہیں رہی . تمہیں میں نجانے کتنی کالز کرچکا ہوں .نہ تم میری کال پک کررہی ہو .نہ ہی آفس آرہی ہو . تمہارے گھر گیا وہاں تم نے ملنے سے انکار کردیا . آخر تمہارے دماغ میں چل کیا رہا

ہے .بتاؤ مجھے .ملک خیام کی طرف سے کوئی دھمکی ملی ہے کیا .یشفہ جو بھی پرابلم ہے شیئر کرو مجھ سے ورنہ جب تک تم بتاؤ گی .نہ میں یہاں سے باہر نکلوں گا نہ تمہیں نکلنے دوں گا" .

زباد یشفہ کی چیئر کو موڑ کر اُس کی بیک ٹیبل کے ساتھ لگاتے چیئر کے دونوں بازوؤں پر اپنے مضبوط ہاتھ جماتے یشفہ کے اُوپر تقریباً جھکا ہوا تھا .

زباد کے یکدم اتنے قریب آجانے اور غصے میں بولنے کی وجہ سے یشفہ خاموشی سے کچھ لمحے تو اُسے دیکھے گئی تھی .

آگے کو جھکنے کی وجہ سے زباد کے سیاہ بال اُس کی کشادہ پیشانی پر بکھر گئے تھے .اُس کے وجیہہ دلکش نقوش اِس وقت غصے کی وجہ سے تنے ہوئے تھے .

کچھ لمحے اُسے یوں بے خود سا ہوکر دیکھنے پر اچانک یشفہ کو ہوش آیا تھا . اور اپنی خجالت مٹانے کے لیے وہ بھی غصے بھرے تاثرات چہرے پر سجائے اُس کی جانب مڑی تھی .

زباد اپنی بات کرنے کے بعد خاموش جانچتی نظروں سے یشفہ کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ نوٹ کررہا تھا .

"مسٹر زباد شیرازی میں پہلے بھی آپ سے کہہ چکی ہوں کہ میں کسی سے ڈرنے والی بلکل نہیں ہوں .میری مرضی میں آفس میں کام کروں یا گھر .

آپ مجھ سے اِس بارے میں سوال کرنے والے کوئی نہیں ہوتے .اور جہاں تک رہی کال پک نہ کرنے اور نہ ملنے والی بات تو میں بزی تھی اِس لیے ایسا کیا .اب اگر تمہیں تمہارے سارے سوالوں کے جواب مل چکے ہیں تو پلیز اب جاؤ یہاں سے مجھے کام کرنا ہے" .

یشفہ بنا اُسکی آنکھوں میں دیکھ کر بات کیے بولی .اُس کا یوں نظریں چرانا اور کترانا زباد کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا .

"واقعی میرے سارے سوالوں کے جواب تو مجھے مل چکے ہیں .سوائے ایک کہ تم نے ابھی تک میرے پروپوزل کا جواب نہیں دیا" .

زباد یشفہ کے ماتھے پر آئی پسینے کی ننھی بوندے اپنی اُنگلی کی پوروں پر چنتے ہوئے بولا .

اُس کا لمس محسوس کرتے یشفہ نے فوراً سر پیچھے کیا تھا. مگر کرسی کی بیک کی وجہ سے وہ زیادہ دور نہیں ہو پائی تھی.

"اگر تمہیں یاد ہوتو اِس بات کا جواب میں تمہیں اُسی دن دے چکی ہوں".

یشفہ کو زباد کی جذبے لٹاتی نظریں بہت زیادہ کنفیوز کر رہی تھیں. وہ جتنا خود کو گھر سے زباد سے سامنے کے لیے تیار کر کے آئی تھی. وہ ساری پلاننگ فلاپ ہو چکی تھی. اِس وقت اُس کا دل چاہ رہا تھا. فوراً سے پہلے یہاں سے غائب ہو جائے. مگر نہ زباد اُسے کہیں جانے دے رہا تھا نہ خود یہاں سے ہل رہا تھا

"مجھے نہیں یاد دوبارہ بتا دو".

زباد کی نظریں کیچڑ سے نکل کر یشفہ کے چہرے کو چھوتی اُس کی لٹوں پر تھیں .

یشفہ اُس کے انداز پر اب اچھی خاصی زچ ہوچکی تھی .

"اپنی ریجیکشن سننے کا بہت شوق ہے نا تمہیں تو سنو .میں تمہارے پروپوزل سے صاف انکار کرتی ہوں .مجھے تم میں اور تمہارے پروپوزل میں کوئی انٹرسٹ نہیں" .

یشفہ نے اپنے ماتھے سے پسینا صاف کرتے نظریں چُراتے بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کی تھی .جبکہ اُس کا یہ انداز زباد کو پہلی والی یشفہ سے بلکل مختلف لگ رہا تھا .وہ یشفہ کی رگ رگ سے واقف تھا .اور اتنا تو سمجھ گیا

تھا کہ ضرور کوئی بات ہے .جو یشفہ کو ڈسٹرب کئے ہوئے ہے .اور یہ بھی کہ یہ پاگل مگر پیاری سی لڑکی بھی اُسے چاہنے لگی تھی .

کیونکہ آج اُس کے قریب آنے پر یشفہ کے چھوٹتے پسینے اور اُس کے لال گال زباد کے سامنے اُس کا دل کا حال بیان کررہے تھے .

اُس کا ارادہ اتنی جلدی جانے کا نہیں تھا .مگر یشفہ کی گھبرائی حالت کے پیش نظر وہ پیچھے ہٹ گیا تھا .

"مس یشفہ ہاشم ایک نظر مرر دیکھ لو پھر تمہیں اچھے سے سمجھ آجائے گی کہ تمہیں مجھ میں اور میرے پروپوزل میں کتنا انٹرسٹ ہے .اور ہاں یہ لال چہرے کے ساتھ باہر مت آنا سب مجھ پر شک کریں گے کہ میں نے پتا نہیں ایسا کیا کیا جو" .....

زباد معنی خیزی سے کہہ کر اُسے چھیڑتا اپنی بات ادھوری چھوڑتا وہاں سے نکل گیا تھا .

جبکہ اُس کے جانے کے بعد یشفہ جلدی سے اُٹھ کر واش روم میں لگے مرر کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی .اور اپنا لال انار ہوتے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئی تھی .

اُف کہیں دادو کی طرح یہ بھی تو میرے دل کے حالات سے واقف تو نہیں ہوگیا .

واقعی اِس شخص سے کچھ بھی چھپانا بہت مشکل تھا اُس کے لیے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عدالت میں اُن کے کیس کی سنوائی جاری تھی .ججز نے نوشیروان کے خلاف کوئی ایک بھی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اُسے باعزت بری کردیا تھا .

نوشیروان کو چند لمحے بھی کٹہرے میں کھڑا دیکھ عرزش کا دل ندامت کے احساس سے ڈوب گیا تھا .عرزش کو اُس لمحے خود سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی .زباد نے صہیب اور ریاض صاحب جو پہلے سے ہی گرفتار تھے کے خلاف اپنے جمع کیے تمام ثبوت پیش کر دیے تھے .جو اتنے واضح اور کلیئر تھے کہ اگلی پیشی میں ہی اُنہیں سزا ہوجانے کے سو فیصد چانسز تھے .

پیشی کے ختم ہوتے ہی نوشیر وان عرزش کو مکمل نظر انداز کیے خان کو عرزش کو گھر لے جانے کا اشارہ کرتے زباد سے مل کر وہاں سے گیا تھا. عرزش اُسے بات کرنا چاہتی تھی معافی مانگنا چاہتی تھی مگر نوشیر وان اُسے ایسا کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا.

عرزش کورٹ سے نکل کر سیدھا قبرستان گئی تھی. دانیال اور سہیل صاحب کی قبر پر بیٹھ کر دیر تک روتی رہی تھی. اُس نے سہیل صاحب سے معافی بھی مانگی تھی جو اُن کے سمجھانے کے باوجود کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی. اور نوشیر وان جیسے شریف انسان کو غلط سمجھ بیٹھی تھی.

وہاں سے اُٹھ کر وہ مسرت بیگم کے پاس ہاسپٹل چلی گئی تھی. کیونکہ اُن کی طبیعت سنبھلنے کے بجائے دن بدن بگڑتی جارہی تھی. مگر اُنہوں نے

اُسے نوشیروان کے ساتھ اچھے سے رہنے کی ہزاروں نصیحتیں کرتے جلد ہی واپس بھیج دیا تھا .

گھر آکر عرزش نوشیروان کا انتظار کرنے لگی تھی .تا کہ اُس سے اپنی تمام غلطیوں کی معافی مانگ سکے .مگر شام سے رات ہوچکی تھی نوشیروان گھر نہیں آیا تھا .

اور پھر نجانے کتنے ہی دن ایسا ہی چلتا رہا تھا .نوشیروان کا انتظار کرتے عرزش کو دن سے رات ہوجاتی تھی .مگر نوشیروان گھر نہیں آتا تھا .
عرزش خان سے بھی نجانے کتنی بار پوچھ چکی تھی .مگر ہر بار اُس کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ سر بڑی ہیں .مگر عرزش اتنی بے وقوف بھی نہیں

تھی .اچھے سے سمجھ رہی تھی کہ نوشیروان جان بوجھ کر اُسے نظر انداز کر رہا ہے .

مگر ایک ہفتہ یہ سب دیکھنے کے بعد عرزش بھی اب اچھی خاصی چڑ چکی تھی .اِس لیے اُس نے کل سے کھانا چھوڑ دیا تھا .اور بھوک ہڑتال کا اعلان کرتے خان کو اُس کے سر تک اپنا پیغام پہنچانے کا کہہ دیا تھا .کہ جب تک نوشیروان اُسے ملنے نہیں آئے گا .وہ کھانا نہیں کھائے گی .وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا نوشیروان کو اُس کی زرا بھی پرواہ ہے یا نہیں .

ٹھنڈ اچھی خاصی بڑھ چکی تھی .اور اب تو ہلکی ہلکی بارش بھی ہورہی تھی . جسے دیکھ عرزش بنا کوئی گرم چیز اوڑھے لان میں جا بیٹھی تھی .

اگلے دس منٹ میں خان اُس کے سر پر تھا .

"بیگم صاحبہ سر کا سختی سے آرڈر ہے کہ آپ اندر چلیں".

خان کے پیغام پر یہ جان کر کہ نوشیروان اُس کے بارے میں بلکل بھی بے خبر نہیں ہے بلکہ ہر طرح سے خبر رکھے ہوئے ہے . عرزش کو بہت خوشی دے گیا تھا .

"جا کر کہہ دو اپنے صاحب کو . جیسے وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں ویسے ہی میں بھی .جو میرا دل چاہے گا کروں گی" .

عرزش بھی اُسے انکار کرتے ضدی لہجے میں بولی .

جبکہ خان کو لگ رہا تھا کہ وہ اِن دونوں ضدی میاں بیوی کے درمیان اب اچھا خاصہ پسنے والا ہے .

خان کو گئے دس منٹ گزر چکے تھے وہ واپس باہر نہیں آیا تھا. عرزش کو اب ٹھنڈ کی وجہ سے اپنی کلفی جمتی محسوس ہورہی تھی .جب ٹھیک پانچ منٹ بعد اُسے مین گیٹ سے نوشیروان کی گاڑی اندر آتی دیکھائی دی تھی .عرزش کے ہونٹوں پر بہت ہی پیاری سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی .

نوشیروان سخت تاثرات چہرے پر سجائے اُس کی طرف آتا دیکھائی دیا تھا .

"یہ کیا ڈرامہ ہے .تم اندر کیوں نہیں جارہی .اتنی ٹھنڈ میں بیٹھنے کا کیا مطلب ہے" .

نوشیروان اُس کے کپکپاتے وجود کو نظروں کی گرفت میں لیتے اُسے کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے بولا .

"ڈرامہ میں نہیں آپ بنا رہے ہیں۔ پچھلے ایک ہفتے سے میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ مگر آپ ہیں کہ گھر آنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ "

عرزش اُسی کے انداز میں جواب دیتے بولی۔ جبکہ اُس کے آپ کہنے پر نوشیروان ایک لمحے کے لیے چونکا تھا۔ مگر اگلے ہی پل گہرا سانس لیتے نوشیروان نے اپنا کوٹ اُتار کر آگے بڑھتے اُس کو اوڑھا دیا تھا۔ کیونکہ عرزش کے نیلے پڑتے ہونٹ نوشیروان کے سامنے اُس کی حالت واضح کر گئے تھے۔

عرزش اِس وقت مہرون کلر کے سوٹ میں مہروں رنگ کا ہی ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے۔ ٹھنڈ سے کپکپاتی نوشیروان کو اچھا خاصہ ڈسٹرب کر گئی تھی۔

اُس کی سفید رنگت اِس وقت لال گلابی سی ہوئی اُس کے چہرے کی دلکشی کو مزید بڑھا رہی تھی ۔

"اندر چلو ۔وہاں چل کر بات کرتے ہیں" ۔

نوشیروان نے نرمی سے کہتے اندر کی جانب اشارہ کیا تھا ۔

"نہیں مجھے نہیں جانا ۔یہاں ہی میری بات کا جواب دیں" ۔

عرزش کے ضدی لہجے پر نوشیروان سمجھ گیا تھا کہ وہ اُس کی بات آرام سے بلکل بھی نہیں مانے گی ۔اور اگر مزید وہ یہاں رکی تو ٹھنڈ کی وجہ سے ضرور بے ہوش ہوجائے گی ۔

اِس لیے نوشیروان مزید کوئی لفظ بھی بولے آگے بڑھا تھا ۔اور اُس کو اپنے بازوؤں میں اُٹھاتے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا ۔

"یہ کیا کررہے ہیں آپ .سب ملازم موجود ہیں کیا سوچیں گے .پلیز نیچے اُتارو مجھے" .

عرزش نوشیروان کی حرکت پر شرم سے دوہری ہوتی اُس کی بازوؤں سے نکلنے کی کوشش کرتے بولی .

"میں نے آرام سے کہا تھا مگر میری کوئی بات تمہاری سمجھ میں تو آتی نہیں ہے .اب نیچے تو میں روم میں جاکر ہی اُتاروں گا تمہیں" .

نوشیروان اُس کی ٹھنڈ سے لال ہوئی ناک کو دیکھتے ہولے سے مسکرایا تھا . مگر عرزش اُس کی مسکراہٹ نہیں دیکھ پائی تھی .

اُس کی بہت کوششوں کے باوجود بھی نوشیروان نے اُسے کمرے میں لا کر ہی نیچے اُتارا تھا .

"جاؤ پہلے کپڑے چینج کر کے آؤ" .

نوشیر وان صوفے پر بیٹھتے سنجیدگی کے ساتھ اُسے آرڈر دیتے بولا .

"میں ٹھیک ہوں مجھے آپ سے بات کرنی ہے" .

"یار تم آرام سے کوئی بات نہیں مان سکتی .تم کیا چاہتی ہو اب یہ کام بھی میں زبردستی کروں" .

نوشیر وان کی بات کا مطلب سمجھتے عرزش اُسے گھور بھی نہیں پائی تھی اور خفت زدہ سی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تھی .

"اب آپ پھر موبائل پر بڑی ہو چکے ہیں .مجھے بات کرنی ہے آپ سے .
"

نوشیروان جو کال پر مصروف تھا عرزش کی آواز پر اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا .مگر عرزش پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی بات ہی بھول چکا تھا .

عرزش بلیک اور ریڈ کنٹراس کے بلیک موتیوں سے مزین نفیس سے گرم سوٹ میں اپنے گیلے لمبے بالوں کو کھلا چھوڑے سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی .نوشیروان کو لگا تھا کہ اگر کسی دن وہ فل ہتھیاروں سے لیس اُس کے سامنے آئی تو کہیں اُس کا ہارٹ فیل ہی نہ ہوجائے .

عرزش نے آج پہلی بار اپنے پورے ہوش و حواس اُس کے سامنے دوپٹہ سر سے اُتار کر کندھے پر ڈال رکھا تھا .شاید وہ دل سے اِس رشتے کو قبول کرچکی تھی .

"جی محترمہ فرمائیں اب کونسا نیا الزام لگانا چاہتی ہیں آپ مجھ پر" .

نوشیروان کے طنز پر عرزش اپنی جگہ شرمندہ سی ہوگئ تھی .ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ آج تک ہر ملاقات میں اُس نے نوشیروان پر الزام ہی تو لگایا تھا .

"میں جانتی ہوں میں نے آپ کے ساتھ بہت غلط کیا .بلا وجہ آپ کو اِس سب میں گھسیٹا جبکہ آپ بلکل بے قصور تھے . آپ نے مجھے اتنا سمجھایا اور پھر میری اتنی بدتمیزیوں کے باوجود میرا ساتھ دیا . آپ جتنا پاورفل انسان میری بدتمیزیوں کے جواب میں اچھی طرح سے میری عقل ٹھکانے لگوا سکتا تھا . مگر آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا .

پلیز مجھے معاف کردیں . میں ہر معاملے میں غلط تھی".

عرزش نے نوشیر وان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے .بات کرنے کے دوران نجانے کتنے ہی آنسو ٹوٹ کر عرزش کی گالوں پر بکھرتے نوشیر وان کو بے چین کر گئے تھے .جو بھی تھا مگر وہ اِس لڑکی کو روتے اور تکلیف میں کسی قیمت پر نہیں دیکھ سکتا تھا .

"اوکے معاف کیا .اب اپنے یہ آنسو صاف کرو .مجھے روتے ہوئے لوگ بلکل نہیں پسند" .

اپنی اتنی لمبی بات کے جواب میں نوشیر وان کے اتنے مختصر جملے پر عرزش نے نظریں اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا تھا .لیکن نوشیر وان کی خود پر مرکوز کی تاب نہ لاتے وہ واپس سر جھکا گئی تھی .

"پتا نہیں کس ٹائپ کے لوگ پسند ہیں .مجھے لگتا ہے میں تو اُن لوگوں کی کیٹیگری میں بلکل بھی نہیں آتی" .

عرزش کی ہولے سے کی بڑبڑاہٹ آرام سے نوشیر وان کے کانوں تک پہنچ گئی تھی .

"کیوں کیا تم میرے پسندیدہ لوگوں کی کیٹیگری میں آنا چاہتی ہو" .

نوشیر وان اپنی جگہ سے اُٹھتا سامنے بیٹھی عرزش کے پاس صوفے پر جا بیٹھا تھا .اور اُس کی بالوں کی لٹ کو اپنی اُنگلی پر لپیٹتے اُس کا چہرہ اُوپر اُٹھاتے بولا .بار بار عرزش کے چہرے کو چھوتیں اِن لٹوں سے اُسے جیلسی محسوس ہورہی تھی .

عرزش نے اُس کے اتنے قریب آنے پر پیچھے کھسکنا چاہا تھا. مگر اُس کے گرد بازو کا حصار قائم کرتے نوشیروان نے اُسے خود سے دور نہیں ہونے دیا تھا.

"تمہیں اُس دن مجھ سے کیا چیلنج تو یاد ہے نا. میں اپنی بات پوری کرچکا ہوں. اب تمہاری باری ہے".

نوشیروان نے اُس کی گال کو انگوٹھے سے چھوتے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیا تھا. اپنی گردن پر نوشیروان کی انگلیوں کی حرکت محسوس کرتے عرزش کی دھڑکنوں کا شور بڑھا تھا.

"کیا کرنا ہوگا مجھے".

عرزش بہت مشکل سے یہ الفاظ بھی بول پائی تھی .کیونکہ نوشیروان اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اُسے اپنا اسیر بنا رہا تھا .

نوشیروان کچھ لمحے ایسے ہی عرزش کو دیکھتا رہا تھا .پھر نرمی سے اُس کی دونوں آنکھوں کو چومتے اُسے اپنے حصار سے آزاد کرتے اُٹھ گیا تھا .

"ایسے ہی میری بیوی بن کر رہنا ہو گا . کبھی میرے کسی معاملے میں انٹرفیئر نہیں کرو گی .دنیا کے سامنے ہم ہزبینڈ وائف ہوں گے مگر حقیقت میں ہمارے درمیان کوئی ایسا رشتہ نہیں ہو گا" .

نوشیروان کی بات پر عرزش نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بے یقینی سے اُس کی جانب دیکھا تھا .

یہ شخص اتنا مشکل کیوں تھا .ایک طرف اُس کی اتنی کیئر اور دوسری طرف وہ اُس سے بلکل قطع تعلقی کرنے کی بات کررہا تھا .

"مگر مجھے یہ منظور نہیں ہے .اگر ایسا ہی ہے تو مجھے یہ رشتہ رکھنا ہی نہیں ہے" .

عرزش کو نوشیروان کا فیصلہ بہت تذلیل آمیز لگا تھا .اِس لیے وہ ہمیشہ کی طرح غصے میں بنا سوچے سمجھے بول گئی تھی .یہ بات تو اُس کا دل جانتا تھا کہ اب وہ اِس شخص سے اتنے آرام سے دور ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی .

عرزش کی بات پر نوشیروان غصے سے اُس کی طرف پلٹا تھا .

"یہ لفظ آج کے بعد میں تمہارے منہ سے دوبارہ نہ سنوں .اور جہاں تک رہی نہ ماننے کی بات تو تمہارے پاس ایسی کوئی چوائس نہیں ہے تمہیں ہر حال میں میری بات ماننی ہی ہوگی .تم پہلے ہی اِس بات کی ہامی بھر چکی ہو" .

نوشیروان اپنی بات مکمل کرتا بنا اُسے دیکھے وہاں سے پلٹا تھا .مگر عرزش اُسے جاتا دیکھ غصے سے تن فن کرتی اُس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی .

"کیا میں وجہ جان سکتی ہوں اِس فیصلے کی .اگر آپ کو میں آپ کے سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں لگی تھی .تو کیوں کی مجھ سے شادی انکار کر دیتے میری ماں کو .دوسروں کے سامنے عظیم بننے کا بہت شوق ہے نا آپ کو .

اور میں مانتی ہوں آپ بہت عظیم انسان ہیں. جتنی آپ نے میری مدد کی کوئی بھی نہ کرتا. میں وعدہ کرتی ہوں مجھے چھوڑنے سے اب آپ کی ریپوٹیشن پر کوئی آنچ نہیں آئے گی. اور ویسے بھی لوگ ہمارے نکاح کے بارے میں لاعلم ہیں. میں آپ کی زندگی سے بہت دور چلی جاؤں گی. کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤ گی. مگر میں یوں کسی کی زندگی میں ان چاہے وجود کی طرح نہیں رہنا چاہتی. پلیز مجھ پر ایک اور احسان کردیں.

"

عزش کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو جاری ہوچکے تھے. اُس کے لیے یہ بات ہی بہت اذیت ناک تھی کہ وہ کسی کی زندگی میں ایک اَن چاہے

وجود سے زیادہ کچھ نہیں ہے .اُسے لگ رہا تھا کہ نوشیروان نے صرف اُس کی مرتی ماں پر ترس کھا کر اُس کی بیٹی کو اپنایا ہے .

ابھی تو اُس کے دل میں اِس شخص کے لیے پیار کی ننھی کونپلیں پھوٹی تھیں .جو اِس سنگدل شخص نے بُری طرح مسل دی تھیں .

"میں اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں مجھے اِس بارے میں مزید کوئی بات نہیں کرنی" .

نوشیروان عرزش کو دیکھنے سے اجتناب کرتا بولا .

اُس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر یہ فیصلہ لیا تھا .وہ جانتا تھا اِس پر عمل کرنا اُس کے لیے کتنا مشکل تھا .مگر بعد میں پیش آنے والی تکلیف سے یہ تکلیف زیادہ بہتر تھی .

"مگر مجھے بات کرنی ہے .کیونکہ اِس فیصلے میں میری زندگی بھی شامل ہے" .

عرزش اُس کی بے حسی پر چلاتے ہوئے بولی .

"تو پھر سنو .نفرت کرتا ہوں میں تم سے اور اِس دنیا کی ہر عورت سے . کیونکہ تم لوگ دھوکے باز اور بے وفا ہوتی ہو .جنہیں ہمیشہ صرف اپنی خوشیاں اپنی خواہشات عزیز ہوتی ہیں .

میں اپنے دشمنوں پر تو اعتبار کرسکتا ہوں .مگر تم لوگوں پر بلکل بھی نہیں .جانتا ہوں جب تمہیں کسی اور جگہ اپنا فائدہ نظر آیا تو تم مجھے چھوڑنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگاؤ گی .اِس لیے میں تم سے کسی قسم کا کوئی تعلق بنا کر ایک بار پھر ٹوٹنا نہیں چاہتا .اور رہی بات تمہیں چھوڑنے

کی تو وہ میں اِس لیے کبھی نہیں کروں گا کیونکہ بہت کوشش کے باوجود بھی میں تم سے محبت کرنے سے خود کو نہیں روک پایا" .

محبت لفظ پر عرزش نے بے یقینی سے اُس کی طرف دیکھا تھا .

"ہاں محبت کرتا ہوں میں تم سے بہت زیادہ محبت جتنی شاید میں نے آج تک کبھی کسی سے نہیں کی . مگر میری عورت سے نفرت اِس محبت سے زیادہ ہے . اور تم بھی تو ایک عورت ہو نا . جس پر شاید میں کبھی اعتبار نہ کر پاؤں . مگر تمہیں خود سے جدا کر کے شاید میں زندہ بھی نہ رہ پاؤں . اِس لیے ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے مگر کبھی ایک نہیں ہوں پائیں گے" .

نوشیروان اپنی بات ختم کرتا عرزش کے بھیگے چہرے کو اپنی اُنگلی کی پوروں سے صاف کرتا باہر نکل گیا تھا .

وہ روم سے ہی نہیں شاید گھر سے بھی نکل گیا تھا. مگر عرزش نجانے کتنے ہی لمحے سکتے کے عالم میں وہیں کے وہیں جمی رہی تھی .

نوشیروان عورت ذات سے اتنی نفرت کیوں کرتا تھا. اُس کے ماضی میں ایسا کیا ہوا تھا. جو وہ عورت ذات سے اتنا بدگمان تھا. عرزش کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اِس بارے میں کس سے پوچھے کیونکہ اُس نے نوشیروان کے کسی ایک بھی فیملی ممبر کو تو ابھی تک اُس نے دیکھا بھی نہیں تھا.

جب اچانک خان کا خیال آتے ہی عرزش شال اچھے سے اپنے گرد لپیٹتے باہر نکل گئی تھی .

"جی بیگم صاحبہ آپ نے بلایا مجھے" .

خان سرجھکائے ہمیشہ کی طرح بہت ہی احترام سے سر جھکائے ڈرائنگ روم میں اُس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا .

نوشیروان جتنے خراب موڈ کے ساتھ باہر نکلا تھا .اور اب عرزش کا اُسے یوں طلب کرنا خان سمجھ گیا تھا کہ ضرور اُن کے درمیان لڑائی ہوئی ہے .

"خان تمہاری نظروں میں میرا کیا مقام ہے" .

عرزش کے عجیب سے سوال کے باوجود بھی خان نے اپنی نظریں نہیں اُٹھائی تھیں .

"بیگم صاحبہ آپ میرے لیے بہت زیادہ قابلِ عزت ہیں کیونکہ آپ نوشیروان خانزادہ کی بیوی ہیں .جن کے لیے خان کی جان بھی قربان ہے .

"

خان کی بات پر عرزش کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ اُس کی بات پر خوش ہو یا خود پر ہنسیں کیوں کہ نوشیر وان خانزادہ تو اُسے اپنی بیوی ماننے کو تیار نہیں تھا .

"تو پھر میں جو بھی پوچھوں گی مجھے سچ سچ بتانا .

تم کب سے نوشیر وان کے ساتھ ہو" .

عرزش نے جانچتی نظروں سے خان کی طرف دیکھا تھا .

"نو سال سے" .

"مطلب تم نوشیر وان کی زندگی کی ساری حقیقتوں سے واقف ہو . خان پلیز جھوٹ مت بولنا . تم اگر واقعی ہی اپنے سر کے خیر خواہ ہو تو مجھے

نوشیروان کی زندگی کی ساری حقیقت بتانا ہوگی تمہیں .نوشیروان عورت ذات سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں" .

خان کو اِسی بات کا ڈر تھا .

"بیگم صاحبہ مجھے اجازت نہیں ہے کچھ بھی بتانے کی" .

"مطلب تم نہیں چاہتے کہ نوشیروان ایک نارمل زندگی گزار سکیں .
اوکے جیسی تمہاری مرضی" .

عرزش نے جس طرح خان کو اپنی باتوں سے گھیرا تھا .وہ بے چارگی سے پہلو بدل کر رہ گیا تھا .

اور پھر آخر کار خان کو بتاتے ہی بنی تھی .کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عرزش ایسے تو بخشنے نہیں والی تھی .

نوشیر وان ابھی صرف پانچ سال کا تھا .جب اُس کی سگی ماں اُسے اور اُس کے باپ کو چھوڑ کر کسی غیر شخص کے ساتھ بھاگ گئ تھی .نوشیر وان اُس وقت بہت چھوٹا تھا .اُس کے ذہن میں یہ چیز نقش ہو کر رہ گئ تھی .

اُس کے والد وہاب خانزادہ نے اُس کو اِس سب سے دور رکھنے کی بہت کوشش کی تھی .لاہور میں نوشیر وان خانزادہ کے دادا جان کا آبائی گھر ہے .جہاں اُس کی دادی جان دونوں چاچوں کی فیملیز اور ایک طلاق یافتہ پھوپھو اور اُن کی بیٹی رہتی ہیں .اور دس سال پہلے نوشیر وان اور اُس کے والد وہاب بھی رہتے تھے .

مگر وہاب صاحب نے یہاں کراچی میں اپنا بزنس شروع کر رکھا تھا .جس کے سلسلے میں وہ زیادہ تر اِدھر ہی رہتے تھے .اور نوشیر وان جیسا حساس

بچہ پہلے ماں اور پھر باپ کی دوری کی وجہ سے بہت ہی خاموش سا رہنے لگا تھا .بہت کم ہی کسی سے بات کرتا تھا .نوشیروان اگر کسی سے زیادہ اٹیچ تھا تو وہ تھیں اُس کی دادی جان .جنہوں نے اُسے بہت پیار دیا تھا .اِسی طرح وہاب صاحب جب بھی لاہور جاتے نوشیروان اُن کی بے انتہا محبت سے بہت خوش ہوتا .مگر نوشیروان کے نصیب میں جیسے باپ کی محبت بھی نہیں تھی .نوشیروان پندرہ سال کا تھا .جب اُس کے والد کو بلڈ کینسر کی تشخیص ہوئی تھی .

اِس خبر نے پورے خانزادہ خاندان کو ہلا کر رکھ دیا تھا .وہاب صاحب کے علاج کے لیے بہت بھاگ دوڑ کی گئی تھی .جس چکر میں اُن کا دن رات کی محنت سے کھڑا کیا بزنس بھی ڈوبنے کے درپے تھا .لیکن بہت کوششوں

کے باوجود خاندان والے اُنہیں بچا نہیں پائے تھے .اور ایک سال کے اندر اندر وہ نوشیر وان خانزادہ کو روتا چھوڑتے اِس دنیا سے رخصت ہوگئے تھے .

اُن کے جانے کے بعد نوشیر وان بہت بُری طرح ٹوٹ چکا تھا .اُسی دوران اُس کی پھوپھو زاد فاخرہ جس سے نوشیر وان کی بچپن میں ہی منگنی ہوچکی تھی .اُس کے قریب ہوگئی تھی .اُس کے ساتھ بیٹھنا کھانے پینے کا خیال رکھنا یہاں تک سایہ بن کر نوشیر وان کے ساتھ رہنے لگی تھی .نوشیر وان بھی کسی حد تک اُس سے اٹیچ ہونے لگا تھا .جب ایک دن اچانک نوشیر وان کے ساتھ اُس کے کمرے میں بیٹھے فاخرہ نے پہلے اُٹھ کر دروازہ بند کیا اور پھر نوشیر وان کے ایسا کرنے کی وجہ پوچھنے پر اُس نے اپنے

کپڑے پھاڑتے چیخنا چلانا شروع کر دیا تھا .نوشیروان حیرت کے مارے اپنی جگہ بیٹھا یہ منظر دیکھ رہے تھے .اُسے ہوش تو تب آیا جب باہر سے کسی کی دروازہ پیٹنے کی آوازیں آنے لگیں .مگر نوشیروان کے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی فاخرہ اُس کے قریب آتے اُس کے چہرے اور کپڑوں کو نوچنا شروع کرچکی تھی .فاخرہ سے بمشکل خود کو چھڑواتے نوشیروان نے جیسے ہی دروازہ کھولا .گھر کے سب فرد ہی بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے .اور نوشیروان کی پھوپھو نے بنا کسی کو کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر اُس پر الزام لگا دیا کہ یہ میری بیٹی کے ساتھ زبردستی کررہا تھا .

نوشیروان کے کردار سے واقف ہونے کے باوجود بھی وہاں موجود کوئی شخص فاخرہ کے نوشیروان پر لگائے گئے الزام میں انکاری نہیں کرپایا تھا .

نوشیروان نے اپنے چاچوں دادی سب کو اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی بہت کوشش کی تھی .مگر کوئی بھی اُس کی بات ماننے کو تیار نہیں تھا .اور اُسی شام سولہ سالہ نوشیروان کو دھکے مار کر وہاں سے نکال دیا گیا تھا .

خان اُس کے خاندانی ملازم خادم حسین کا بیٹا تھا .جس نے اُس رات نوشیروان کو اپنے گھر پناہ دی تھی .اور اگلے دن صبح ہوتے ہی نوشیروان خادم حسین کے بہت روکنے کے باوجود بھی کراچی کے لیے نکل آیا تھا . اور اُس دن سے خان نوشیروان کے ساتھ تھا .اور آج دس سال گزرنے کے بعد بھی وہ سائے کی طرح نوشیروان کے ساتھ تھا .

نوشیروان نے شہر میں آکر چھوٹی سی عمر میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے بابا کا ٹھپ ہوا بزنس بھی واپس شروع کیا تھا .جس میں وہاب صاحب کے

کچھ دوستوں نے اُسے گائیڈ کرتے اُس کی مدد کی تھی .اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نوشیر وان دس سالوں میں ملک بھر کا نمبر ون بزنس مین کے طور پر سامنے آیا تھا .

عورت کے لیے نوشیر وان کے دل میں نفرت پانچ سال کی عمر سے ہی پیدا ہوچکی تھی .مگر اُس میں مزید پختگی فاخرہ اور نوشیر وان کی پھوپھو لائی تھیں .اور ایک عورت نوشیر وان کی دادی جان جنہیں وہ اپنی ماں کا مقام دینے لگا تھا .اُس دن جب وہ تنہا کھڑا سب کے الزام برداشت کررہا تھا تو بجائے اُس کا ساتھ دینے کے وہ بھی باقی سب کی لائن میں جا کھڑی ہوئی تھیں .جس نے نوشیر وان کا عورت پر رہا سہا اعتبار بھی ختم کردیا تھا .

بعد میں نوشیروان کو خان کی زبانی ہی پتا چلا تھا کہ فاخرہ نے یہ سب کسی اور سے اپنی پسند کی شادی کے لیے کیا تھا. مگر اپنے کیے کی سزا کے طور پر فاخرہ دو سال بعد ہی طلاق لے کر واپس ماں کے دروازے پر آگئی تھی .اور نوشیروان پر لگائے گئے اپنے الزام کا پچھتاوا نہ سہتے اُس نے سب گھر والوں کے سامنے اپنا قصور بتاتے نوشیروان کی بے گناہی سب کے آگے ثابت کر دی تھی .

جس کے بعد نوشیروان کے خاندان کا ہر فرد فاخرہ اور پھوپھو سمیت باری باری اُس سے معافی مانگنے آچکا تھا. مگر نوشیروان اُن میں سے کسی کو بھی معاف کرنے کو تیار نہیں تھا.

خان نے ساری حقیقت عرزش کے سامنے رکھ دی تھی .جسے سنتے عرزش کو اپنا دل نوشیر وان کے درد اور تکلیف سے پھٹتا محسوس ہوا تھا .اُس نے تو اپنی پوری زندگی میں کبھی خوشیاں دیکھی ہی نہیں تھیں .

ہمیشہ دھوکا, فراڈ اور رشتوں میں بے اعتباری ہی دیکھی تھی .پھر بھلا کیسے وہ اُس پر یا کسی بھی عورت پر اعتبار کر پاتا .عرزش کو نوشیر وان اپنی جگہ بلکل ٹھیک لگا تھا .وہ اُس سے محبت تو کرتا تھا مگر کہیں عرزش بھی باقی سب کی طرح اُسے دھوکا نہ دے دے .اُس کے قریب آکر اُسے چھوڑ نہ جائے اِس ڈر سے وہ اُسے خود سے قریب نہیں کرنا چاہتا تھا .لیکن خود سے دور بھی نہیں کرپارہا تھا .

عرزش خان کا شکریہ ادا کرتی اپنے روم کی طرف آگئ تھی .

"بی بی جی نیچے والے پورشن پر آپکا کمرہ سیٹ کر دیا ہے . سر کا کہنا ہے کہ آپ اب وہاں ہی رہیں گی" .

عرزش کو نوشیروان کے کمرے کی جانب جاتا دیکھ ایک ملازمہ اُس کے پاس آتے بولی .

حس پر عرزش نے اُسے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا تھا . کہ اُس کی بات سن لی ہے اب وہ جائے . اور پوری ملکیت کے ساتھ عرزش نوشیروان کے روم میں داخل ہوتے مسکرائی تھی .

"مسٹر نوشیروان خانزادہ کیا بول رہے تھے تم . مجھے اگنور کرو گے تم . مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے تم . دیکھتی ہوں کب تک اپنی اِس بات پر قائم رہتے ہو تم . اور کیسے اگنور کرتے ہو مجھے" .

عرزش ڈریسنگ روم میں اُتار کر رکھی گئی نوشیر وان کی تصویر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے بولی .اُسے لگ رہا تھا جیسے اُس کا نوشیر وان خانزادہ کا اسیر ہورہا تھا .وہ اُس کا اتنا روڈ فیصلہ سنانے کے بعد بھی خود کو اُس اکڑو اور مغرور انسان سے خود کو محبت کرنے سے روک نہیں پارہی تھی .

جو اُس سے محبت کرنے کے باوجود خود سے قریب نہیں کرنا چاہتا تھا .مگر وہ سوچ چکی تھی کہ اُسے اب کیسے نوشیر وان کو ہینڈل کرنا تھا .اُس کی بے رنگ زندگی میں کیسے رنگ بھرنا تھا .

عرزش الماری سے بلیک کلر کا نائٹ سوٹ نکالتے واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی .کچھ دن پہلے ہی اُس نے یہ ساری شاپنگ کی تھی .جو اُسے نہیں معلوم تھا کہ اتنی جلدی کام آنے والی تھی .

واش روم سے نکل کر مرر کے سامنے کھڑے ہوتے عرزش نے اپنا جائزہ لیا تھا .بلیک نائٹ سوٹ بلکل بھی غیر مناسب نہیں تھا .مگر اُس کی چمک دمک عرزش کے معمول کے مطابق پہنے گئے ڈریسز سے تھوڑی زیادہ تھی . کیونکہ نائٹ سوٹ کی شرٹ اور اُوپر گاؤن بلیک کلر کے ہی نفیس نگوں سے بھرا ہوا تھا .عرزش نے دونوں کلائیوں میں بلیک کلر کی چوڑیاں ڈالتے اپنے گلابی لبوں کو ہلکی ریڈ لپسٹک سے سجایا تھا .اور اپنی تیاری پر ایک نظر ڈالتی بیڈ کی طرف بڑھ گئی تھی .

نوشیروان خانزادہ دیکھتی ہوں کب تک دور رہو گے تم مجھ سے .جب تک تم اپنی یہ فضول ضد چھوڑ نہیں دیتے میں نے بھی تمہارے ناک میں دم

کرکے نہ رکھ دیا تو میرا نام بھی عرزش نہیں .عورت ذات سے نفرت اب میں ختم کروں گی تمہاری .

عرزش نوشیروان کے غصے اور چڑھنے کا سوچتی مسکرائی تھی .مگر پہلے کب اُس نے نوشیروان کے غصے کی پرواہ کی تھی جو اب کرتی .

بیڈ پر لیٹ کر اب وہ شدت سے نوشیروان کا انتظار کرنے لگی تھی.

ایک گھنٹے کے انتظار کے بعد اُسے روم کا دروازہ کھولنے کی آواز آئی تھی . جسے سنتے وہ جلدی سے سوتی بن گئی تھی .اُس نے یہ پوری تیاری پہلے تو بہت ہی بہادری کے ساتھ کرلی تھی.مگر اب آگے آنے والے لمحوں کا سوچتے اُس کا دل بُری طرح لرز رہا تھا .روم میں کھڑکی سے آتی چاند کی ملگجی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی .

نوشیروان واش روم سے فریش ہوکر نکلتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا. اُسے بیڈ کی طرف آتا دیکھ عرزش کو اپنے دل کی دھڑکنیں ناقابلے یقین حد تک بڑھتی محسوس ہوئی تھیں .

نوشیروان بنا پورے بیڈ پر نظر دوڑائے اپنی سائیڈ پر جاکر لیٹ گیا تھا .

اُس کی آنکھوں کے سامنے بار بار عرزش کا بھیگا چہرا آکر اُسے ڈسٹرب کر رہا تھا .

نوشیروان کی اتنی لاپرواہی پر عرزش کو اپنی پوری تیاری بیکار جاتی محسوس ہورہی تھی .ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی.جب نوشیروان نے کروٹ بدلی تھی.اور اُس کا آگے کو پھیلایا بازو بلکل سیدھی لیٹی عرزش کے پیٹ سے جاٹکرایا تھا .

عرزش کی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی .اور نوشیروان کے بھاری ہاتھ کے لمس پر عرزش کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر نکلتا محسوس ہوا تھا .

جبکہ نوشیروان حیرت سے اپنے بلکل سامنے لیٹی عرزش کو دیکھ رہا تھا .اور یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ واقعی عرزش ہے اُس کا وہم ہے .

عرزش کے کھلے بال اُس کے آدھے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھے .

نوشیروان عرزش کے اِس نئے روپ پر مبہوت ہوتے ہاتھ بڑھا کر اُس کے چہرے سے بال ہٹانے لگا تھا .جب اُس کی نظر عرزش کے لال ہونٹوں پر پڑی تھی .نوشیروان کو اِس وقت عرزش کو دیکھنے کی بہت زیادہ طلب ہورہی تھی .اور اُس کے مطابق تو عرزش اِس وقت نیچے والے روم میں تھی .تو یہ یقیناً اُس کا وہم ہی تھا .

نوشیروان نے عرزش کے نرم و ملائم ہونٹوں کو ہاتھ سے چھوا تھا .

نوشیروان کے اتنے قریب آجانے پر عرزش گھبراہٹ کے مارے لال ہوئی تھی .اِس سچویشن کے حوالے سے تو اُس نے کچھ سوچا ہی نہیں تھا . جیسے ہی وہ اُس پر جھکنے لگا تھا عرزش نے فوراً کروٹ بدل دی تھی .جب اُس کے ہلنے پر نوشیروان ہوش میں آیا تھا .

اور عرزش کو سچ میں اپنے بیڈ پر سویا دیکھ وہ اپنی بے خودی پر خود کو ملامت کرتا واپس پہلے والے سرد نوشیروان میں تبدیل ہوچکا تھا .

"میرا پیغام تم تک پہنچنا نہیں کہ تم اب نیچے والے روم میں رہو گی .پھر تم یہاں کیا کررہی ہو" .

نوشیروان نے اُسی پوزیشن میں لیٹے عرزش کو مخاطب کیا تھا. مگر عرزش منہ دوسری طرف کیے ٹس سے مس تک نہیں ہوئی تھی .

"میں تم سے بات کررہا ہوں" .

نوشیروان نے اُسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب رخ موڑتے سختی سے کہا تھا .

"نوشیر پلیز مجھے نیند آئی ہے سونے دیں تنگ مت کریں" .

عرزش اُس کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے بولی . مگر اُس کا پورا دھیان نوشیروان پر تھا .

نوشیروان اپنا اِس انوکھے انداز سے لیے جانے والے نام پر ایک پل کے لیے ٹھٹھکا تھا .اُس کو اپنا نام اتنا اچھا کبھی نہیں لگا تھا.

نہ آج تک اُس نے کسی کو اجازت دی تھی اور نہ ہی کبھی کسی نے اُسے اتنی محبت اور بے تکلفی سے بلایا تھا .

"ایکسکیوزمی مس عرزش میرا نام .نوشیر نہیں نوشیروان ہے .اور تنگ میں آپ کو نہیں آپ مجھے کررہی ہیں .فوراً اپنے روم میں جائیں" .

نوشیروان کی نظریں عرزش کے حسین ترین سراپے میں کھورہی تھیں . اور اُسے ڈر تھا کہ اگر وہ مزید کچھ دیر اور اُس کے سامنے ایسے ہی لیٹی رہی تو وہ ضرور اپنا ضبط کھو بیٹھے گا .

"پہلی بات تو میں مس نہیں مسز ہوں اور دوسری بات مجھے میرے شوہر کا نام جیسے دل چاہے گا لوں گی .اور تیسری اور آخری بات اِس روم پر

میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کا .سو پلیز خود بھی چپ کر کے سو جائیں اور مجھے بھی سونے دیں" .

عزش آنکھیں کھول کر نوشیروان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی مسکراتے ہوئے بولی تھی .اور دوبارہ کروٹ لیتے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے بُری طرح سے دھڑکتے دل پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی تھی . جو نوشیروان کے اتنے قریب ہونے کی وجہ سے اپنی رفتار سے تجاوز کر چکی تھیں .

جب کچھ دیر عزش کی پشت کو گھورنے کے بعد نوشیروان بھی دوسری جانب کروٹ بدل کر لیٹ گیا تھا .وہ سمجھ گیا تھا کہ عزش جان بوجھ کر اُسے تنگ کر رہی ہے .

ابھی اُسے آنکھیں موندے پندرہ منٹ ہی گزرے تھے .جب چھن چھن کی آواز پر وہ حیرت سے پلٹ کر عرزش کی طرف دیکھنے لگا تھا. جس کے شاید کروٹ بدلنے کی وجہ سے اُس کے دونوں ہاتھوں میں موجود چوڑیاں شور کرنے لگی تھیں .اور نوشیروان کو ایک بار پھر اُن کی آواز بُری طرح ڈسٹرب کرنے لگی تھی .

یہ لڑکی آج کی رات اُس کا امتحان لینے پر تلی ہوئی تھی .وہ گہری سانس ہوا میں خارج کرتا اُس کی جانب پلٹا تھا .

"اب یہ کیا نیا ڈرامہ ہے یار .رات کو کون چوڑیاں پہن کر سوتا ہے اُتارو اِنہیں .میں ڈسٹرب ہورہا ہوں" .

نوشیروان جانتا تھا عرزش ایک بار کہنے سے اُس کی بات تو مانے گی نہیں . اِس لیے اب کہنے کے ساتھ عمل بھی کرتے اُس کی دونوں کلائیاں اپنی گرفت میں لے چکا تھا.

جبکہ عرزش اُس سے اپنی کلائیاں چھوڑوانے کی کوشش کررہی تھی .اور اِسی چکر میں وہ دونوں گتھم گتھا ہوتے ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے تھے .

حس کا ہوش نوشیروان کو ہی آیا تھا .

عرزش اپنی دونوں بازو اپنے سر کی جانب اُوپر کیے ہوئے تھی .اور نوشیروان اُس کے اُوپر جھکا اُس کی دونوں کلائیاں اپنی مضبوط گرفت میں لیے ہوئے تھا .

"کیوں کر رہی ہو یہ سب" .

نوشیروان کا اشارہ اُس کے حلیے پر تھا .

"کیا مطلب کیا کررہی ہوں میں .میں تو صرف سورہی تھی" .

عرزش چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات سجائے بولی .

"تم اچھے سے جانتی ہو .میں کس بارے میں بات کررہا ہوں .مگر اِس سب سے کچھ نہیں ہونے والا .اِس لیے تمہیں اپنا ٹائم ویسٹ کرنے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے" .

نوشیروان سپاٹ انداز میں کہتا اُسے چھوڑ کر واپس اپنی جگہ پر آکر لیٹ گیا تھا .

جبکہ عرزش اُس کی باتوں پر غور کرتی اُسے صرف گھور ہی سکی تھی .

"اکڑو کہیں کا .دیکھا لو نخرے اِس سب کا بدلہ لوں گی" .

عرزش زیرِ لب بڑبڑاتی چوڑیاں اُتارنے لگی تھی .

کیونکہ آج کے لئے اتنا ہی کافی تھا .وہ مزید کوئی ڈرامہ کرکے اب نوشیروان کا غصہ نہیں جگانا چاہتی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یشفہ اور زباد سمیت بہت سے وکیل کسی سیمینار کے سلسلے میں لاہور آئے ہوئے تھے .جہاں وہ سب ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرے تھے .اُن کا یہ سٹے دو دنوں کا تھا .یشفہ کچھ ریلیکس تھی .کیونکہ نوشیروان والا کیس اب ختم ہوچکا تھا اور چوہدری فیاض والا کیس بھی بس اب کامیابی کے ساتھ اپنی اختتام کو پہنچنے والا تھا .

مگر ملک خیام کی جانب سے ملنے والی دھمکیوں پر اب وہ اندر سے بہت زیادہ ڈر بھی رہی تھی .زباد کا کہنا ٹھیک تھا وہ شخص نا صرف خطرناک تھا بلکہ بہت گھٹیا بھی تھا جس سے کسی بھی حرکت کی توقع کی جاسکتی تھی .

یشفہ باقی سب کے ساتھ بہت لیٹ سیمینار سے لوٹی تھی اور بہت تھک گئی تھی .اِس لیے آتے ساتھ ہی بنا کھانا کھائے سیدھی اپنے روم میں آگئی تھی .جب کچھ دیر بعد زباد نے ویٹر کے ہاتھ اُس کے لیے ڈنر بھیجوا دیا تھا .یشفہ خود کو یہاں اکیلے ہوتے ہوئے بھی اکیلا فیل نہیں کر رہی تھی کیونکہ زباد اِسی طرح اُس کی چھوٹی سی چھوٹی باتوں کا خیال رکھ رہا تھا . لیکن اُس دن کے بعد سے اُس نے دوبارہ یشفہ کو مخاطب بلکل بھی نہیں کیا تھا.

اور نہ یشفہ نے ایسا کچھ کیا تھا .کیونکہ وہ جب بھی ایسا کچھ کرنے کو سوچتی تھی شزا وہیں زباد کے پاس بوتل والے جن کی طرح حاضر ہوجاتی تھی .

اور اُسے زباد کے ساتھ دیکھ یشفہ کو اُس سے بھی زیادہ زباد پر غصہ آجاتا تھا .جو اِس لڑکی کو بلا وجہ ہی اپنے ساتھ چپکنے دے رہا تھا .

یشفہ تھوڑا سا کھانا کھانے کے بعد سونے کے لیے لیٹ گئی تھی .ابھی اُسے سوئے چند گھنٹے ہی گزرے تھے .جب ایک انجانے سے احساس کے تحت اُس کی آنکھ کھلی تھی .روم کی لائٹ آن دیکھ یشفہ حیران ہوتے اُٹھ بیٹھی تھی .جہاں تک اُسے یاد تھا وہ تو لائٹ آف کرکے سوئی تھی پھر یہ آن کیسے ہوئی تھی .

یشفہ نے جیسے ہی کمرے میں نظر دوڑائی سامنے ہی صوفے پر اُسے ملک خیام بیٹھا نظر آیا تھا .جسے اِس وقت اپنے روم میں دیکھ کر یشفہ ڈر و خوف کے مارے کانپ گئی تھی .

"تم ...تم کیا کررہے ہو میرے روم میں .ابھی اور اِسی وقت نکلو یہاں سے" .

یشفہ گھبراہٹ کے مارے بنا ڈوپٹہ اوڑھے بیڈ سے نیچے اُتر کر دروازے کی جانب بڑھی تھی .

"اتنی بھی کیا جلدی ہے وکیل صاحبہ ایک بار آرام سے بیٹھ کر میری بات تو سن لیں" .

ملک فیاض اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیتا یشفہ کے سراپے پر اپنی گندی نظریں گاڑھتے بولا .

"بے شرم انسان تمہیں زرا شرم نہیں آرہی رات کے اِس وقت کسی غیر لڑکی کے کمرے میں اِس طرح آتے ہوئے .ابھی کہ ابھی دفعہ ہوجاؤ یہاں سے" .

یشفہ اُسے باہر نکل جانے کا اشارہ کرتی دروازے کی طرف بڑھی تھی .

جس پر ملک خیام اُسے روکنے کیلیئے اُس کے پیچھے بھاگا تھا .یشفہ کے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی باہر دستک ہونے لگی تھی .

یشفہ نے ملک خیام کو اپنی طرف آتا دیکھ جلدی سے دروازہ کھول دیا تھا .

مگر سامنے ہی ایک اور قیامت اُس کی منتظر تھی .وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زباد اپنے روم میں بیٹھا کام کررہا تھا جب اُس کے ڈور پر زور زور سے دستک ہونے لگی تھی .

زباد جلدی سے اُٹھ کر دروازے کی جانب بڑھا تھا . مگر سامنے ہی ویٹر کو پریشان حالت میں کھڑا دیکھ زباد کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا .

اُسے ملک خیام کی جانب سے کسی حرکت کی اُمید تھی .اِس لیے اُس نے ایک ویٹر کو یشفہ کے روم کی نگرانی پر لگا رکھا تھا .اور اب ویٹر کو اِس طرح دیکھ زباد کی حالت غیر ہوئی تھی .

"سر وہ اُن میڈیم کے روم میں ابھی کوئی شخص داخل ہوا ہے" .

ویٹر کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب زباد اُسے سائیڈ پر کرتا یشفہ کے روم کی جانب بھاگا تھا .

مگر یشفہ کے روم کے باہر اتنی بھیڑ اور میڈیا والوں کا رش دیکھ زباد کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی .

لوگوں کو سائیڈ پر کرتا وہ اندر کی جانب بڑھا تھا .جب سامنے ہی اُسے بنا ڈوپٹے کے ساکت سی کھڑی یشفہ پر پڑی تھی .جو صدمے کی حالت میں میڈیا اور کیمروں کی جانب دیکھ رہی تھی .

زباد نے جلدی سے اپنی جیکٹ اتار کر یشفہ کے گرد پھیلائی تھی .اور میڈیا والوں کی بھیڑ سے منہ چھپا کر نکلتے ملک خیام کو گردن سے دبوچتے اُسے بُری طرح پیٹ ڈالا تھا .

"گھٹیا انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی کسی لڑکی کے کمرے میں اِس طرح داخل ہونے کی" .

زباد کے مکے اور گھونسوں سے ملک خیام کا چہرا پورا لہولہان ہوچکا تھا. اُس نے بھی پلٹ کر زباد پر حملہ کرنا چاہا تھا. مگر کے غصے اور قہر کے آگے اُس کی نہیں بن پائی تھی.

جبکہ وہاں کچھ فاصلے پر کھڑی شزا جو اپنا پلین کامیاب ہوجانے پر بہت خوش ہورہی تھی. مگر اچانک زباد کے وہاں آجانے اور بجائے یشفہ کو باقی لوگوں کی طرح بُرا بھلا کہنے کے اُس نے جس طرح وہاں کا منظر تبدیل کیا تھا شزا کو یہ سب بہت ہی ناگوار لگ رہا تھا. وہ تو یشفہ کو سب کے سامنے بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتی تھی کہ زباد اُسے اِس

طرح اتنی رات کو کسی غیر مرد کے ساتھ روم میں اکیلا دیکھ اُس سے نفرت کرنے لگے .کیونکہ یشفہ تو نہیں مگر شزا زباد کی آنکھوں میں یشفہ کے لیے والہانہ محبت کے جذبات دیکھ چکی تھی .اور یہی بات اُس کو برداشت نہیں ہورہی تھی .

جیسے ہی اُسے اِس بات کا علم ہوا تھا کہ ملک خیام کی طرف سے یشفہ کو دھمکیاں مل رہی ہیں .شزا نے اپنا سورس استعمال کرتے ملک خیام سے رابطہ کیا تھا .اور اُسے مشورہ دیا تھا کہ یشفہ کو حراسا کرکے اِس کیس کو چھوڑنے کے لیے راضی کرو .ملک خیام خود بھی یہی چاہتا تھا .اِس لیے اُس نے شزا کو ہیلپ کرنے کو کہا تھا .جو آج موقع ملتے ہی شزا نے اُسے یہاں بلا کر کردی تھی .

مگر شزا عین مومنٹ پر میڈیا کو بلا کر اُس کے ساتھ بھی گیم کھیل گئی تھی .

لیکن اب زباد کے یشفہ پر اتنا اندھا اعتماد دیکھانے پر شزا کو اپنی ساری محبت ضائع جاتی محسوس ہورہی تھی .

زباد بنا کچھ دیکھے اندھا دھند ملک خیام کو پیٹ رہا تھا .جب ہوٹل کے عملے نے آکر بہت مشکل سے اُسے چھوڑوایا تھا .

زباد اُسے اِس حرکت کے بُرے نتائج کا وارن کرتا یشفہ کی جانب بڑھا تھا .

اور اُسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے لوگوں کو سائیڈ پر ہٹاتے یشفہ کو وہاں سے نکال کر لے گیا تھا .

یشفہ کی حالت سے ایسا لگ رہا تھا کہ اِس اچانک پیش آنے والی سچویشن پر وہ جیسے اپنے حواس کھو چکی ہو .وہ بنا کچھ بولیں زباد کی بانہوں میں چھپی اُس کے ساتھ وہاں سے نکل آئی تھی .

زباد یشفہ کو لیے اُسی وقت کراچی کے لیے نکل آیا تھا .کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یشفہ کے دادا دادی کو اگر اِس خبر کا علم یشفہ کے اُن کے پاس پہنچنے سے پہلے ہوگیا تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوجائیں گے .راستے میں اُس نے یشفہ کو ریلیکس کرنے کی بہت کوشش کی تھی .اور اُسے یقین دلایا تھا کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا .مگر یشفہ اپنی اتنی بدنامی پر کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی .وہاں موجود میڈیا کے روح کو چیرتے سوالات اور

باقی وکیل جو شور سن کر وہاں آگے تھے اُن کی نظریں اور باتیں یشفہ کو ابھی تک کانوں میں گونجتی سنائی دے رہی تھیں .

زباد سے یشفہ کی یہ حالت دیکھنا بہت مشکل ہورہا تھا .اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ ابھی جاکر اُس ملک خیام کا قتل کردے .وہ ہونٹ بھینچے کس طرح خود پر ضبط کیے ہوئے تھا یہ وہی جانتا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ایک ہفتے سے اُوپر ہوچکا تھا . عرزش نوشیروان کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرنے لگی تھی .اُس کے کپڑے نکلنے سے لے کر کھانا بنانے تک . کھانا بنانا اُسے اتنا خاص نہیں آتا تھا مگر نوشیروان کی خاطر وہ سیکھ رہی تھی .

اور دوسری طرف نوشیروان بظاہر تو اِس سب پر کبھی عرزش کو ڈانٹ دیتا کبھی خاموشی سے اُس کی بات مان لیتا لیکن عرزش کی اتنی توجہ دینے پر وہ اندر ہی اندر اُس سے ہار رہا تھا .اُس کا عادی ہورہا تھا .اور ایسا ہی وہ بلکل نہیں چاہتا تھا .

اِس وقت بھی وہ آفس میں بیٹھا عرزش کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا . جب اُس کا سیل فون بجا تھا . جس پر نصرت بیگم کے بجائے گھر کا نمبر دیکھ اُس نے ناچاہتے ہوئے بھی کال اٹینڈ کرلی تھی .

مگر آگے سے جو خبر ملی تھی وہ نوشیر وان کو بہت ہی پریشان اور ٹینشن میں مبتلا کر گئی تھی .

اُس کے تایا کی کال تھی .جو اُسے نصرت بیگم کی خرابی طبیعت کا بتاتے لاہور آنے کی منتیں کررہے تھے .وہ سب اپنی غلطی پر بہت زیادہ نادم تھے .اور ایک بار نوشیر وان سے ملنے اُسے دیکھنے اور معافی مانگنا چاہتے تھے .لیکن نوشیر وان نے پچھلے دس سالوں سے اُنہیں ایسا کوئی موقع بھی نہیں دیا تھا .مگر اب اپنی ماں جیسی دادی کی بیماری کا سن کر وہ بے چین ہوگیا تھا .

ابھی وہ اِسی ٹینشن میں بیٹھا تھا جب عرزش بنا ناک کیے اُس کے آفس کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی تھی .

"مسٹر نوشیروان خانزادہ آپ جیسا انا پرست اور گھمنڈی انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا .میں صبح سے آپ کو نجانے کتنی کالز کر چکی ہوں اور میری کالز اٹینڈ کرنا تو دور کی بات ایک خواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا آپ نے" .

عرزش غصے سے لال ہوتی اُس کی جانب بڑھی تھی .جو اپنی ریولونگ چیئر پر بیٹھا خاموشی سے اُس کا غصے سے لال ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا .کسی کی جرأت نہیں تھی اُس سے اِس لہجے میں بات کرنے کی مگر اُس کی یہ زوجہ محترمہ نا صرف اُس کو اچھا خاصہ ڈانٹ دیتی تھیں بلکہ اکثر بہت سی باتوں میں اُس پر اپنا آرڈر بھی چلاتی تھی .اور نوشیروان اُسے کبھی کچھ سخت

الفاظ کہہ ہی نہیں پاتا تھا کیونکہ اُسے بھی عرزش کا یہ حق جماتا دھونس جماتا انداز بہت پیارا لگتا تھا .

"محترمہ میں یہاں کام کرنے کے لیے بیٹھا ہوں . آپ کی بلاوجہ کی کالز اٹینڈ کرنے نہیں" .

نوشیروان چیئر کی بیک سے ٹیک لگاتے اُسے اُسی کے انداز میں گھورتے ہوئے بولا .

ابھی سنی گئی فون کال سے اُس کا موڈ جو خراب ہوا تھا . اب عرزش کو اپنے سامنے دیکھ بحال ہوچکا تھا .

جو گرے کلر کے خوبصورت سے ڈریس میں گرے کلر کا دوپٹہ اوڑھے بہت ہی کیوٹ لگ رہی تھی . نوشیروان کو اُسے دیکھنا ہمیشہ ہی بہت سکون

دیتا تھا .اور اب عرزش اُس کی ضد ختم کرنے کیلئے جو حرکتیں کر رہی تھی .نوشیر وان غصہ کرنے کے بجائے اُن سے بہت محظوظ ہورہا تھا .

"مجھے شاپنگ پر چلنا ہے ابھی اور اِسی وقت میرے ساتھ چلیں".

"واٹ اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا" .

نوشیر وان اپنی سیٹ سے اُٹھ کر عرزش کے سامنے آتے بولا .

عرزش اُس کے اِس طرح قریب آجانے سے پزل ہونے کے باوجود سر اثبات میں ہلا گئی تھی .

"دیکھیں یہ غلط ہے آپ مجھے اِس طرح کنفیوز نہیں کرسکتے" .

نوشیروان کے گہری نظروں سے اُس کو سر سے لے کر پیروں تک گھورنے پر عرزش گھبراتے ہوئے بولی .خود وہ کچھ بھی بولتی اور کرتی رہتی تھی .مگر نوشیروان کی زرا سی پیش رفت پر وہ ایسے ہی گھبرا جاتی تھی .

اُس کی بات کے جواب میں نوشیروان نے اُس کو بازو سے تھام کر ایک جھٹکے سے خود سے بے حد قریب کیا تھا .

جس کے نتیجے میں عرزش کا دوپٹہ سر سے پھسل کر کندھوں پر ڈھلک گیا تھا .

"تم ابھی تک تھکی نہیں ہو یہ سب ڈرامہ کر کے .میں سمجھ نہیں پارہا تمہیں .کچھ ٹائم پہلے تو شدید نفرت تھی نا تمہیں مجھ سے .اب اچانک یہ

اتنی محبت اور کیئر کا ناٹک کیوں کررہی ہو تم .اگر یہ سب تم میرا احسان اُتارنے کے لیے کررہی ہو .تو پلیز یہ سب مت کرو .

اور اُس دن جو شرط میں نے تمہارے آگے رکھی تھی کہ میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا .تو اب میں اُس سے پیچھے ہٹتا ہوں .بہت جلد طلاق دے دوں گا تمہیں .سو پلیز اب یہ ناٹک کرکے خود کو ہلکان مت کرو . کیونکہ میں جانتا ہوں تم بھی یہ سب زبردستی ہی کررہی ہو" .

نوشیروان کا ایک ہاتھ عرزش کی کمر پر تھا .جبکہ دوسرے ہاتھ سے اُس نے عرزش کی تھوڑی پکڑ کر اُس کا چہرہ اپنی جانب اُوپر کررکھا تھا .

نوشیروان کی بات پر عرزش بے یقینی سے اُسے دیکھ رہی تھی .جو اُس کی اتنے دنوں کی محبت کو صرف ایک ناٹک کا نام دے رہا تھا.

"مگر میں اب یہ طلاق نہیں چاہتی" .

عرزش بہت کچھ کہنا چاہتی تھی .مگر صرف اتنا ہی بول پائی تھی .

جس کے جواب میں نوشیروان اُس پر ایک استہزایہ مسکراہٹ اُچھالتے اُسے آزاد کرتا آفس سے نکل گیا تھا .

یہ شخص اُس کی سوچ سے بھی زیادہ سنگدل اور بے حس تھا .

عرزش اُس کے پیچھے گئی تھی مگر اُس سے پہلے ہی وہ گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل چکا تھا .

عرزش گاڑی میں آبیٹھی تھی .جب اُسے ہاسپٹل سے مسرت بیگم کی بگڑتی طبیعت کے بارے میں میسج ملا تھا .جسے دیکھتے وہ پریشانی کے عالم میں ہاسپٹل کے لیے نکل گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مسرت بیگم نے اپنے شوہر اور بیٹے کی موت کا اتنا صدمہ لیا تھا کہ اُن کی طبیعت میں سُدھار آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا .وہ خطرناک حد تک کمزور ہوچکی تھیں .

عرزش فوراً ہاسپٹل پہنچی تھی مگر شاید دیر ہوچکی تھیں .اُس کا اکلوتا خونی رشتہ اُس کی ماں اُسے چھوڑ کر جاچکی تھی .

پہلے نوشیر وان کے اتنے بڑے فیصلے اور اب اِس صدمے نے اُسے اندر تک توڑ کر رکھ دیا تھا .اُس کا دھاڑیں مار مار کر رونے کو دل چاہ رہا تھا .

عرزش نے نوشیر وان کو اِس بارے میں کوئی اطلاع نہیں بھجوائی تھی .اُس کے مطابق وہ پہلے ہی نوشیر وان سے بہت زیادہ مدد لے چکی تھی .اب مزید اُس کا کوئی احسان نہیں لینا چاہتی تھی .اگر عرزش نے اطلاع نہیں دی تھی تو نوشیر وان خود بھی نہیں آیا تھا .

مسرت بیگم کے انتقال کو دو دن ہوچکے تھے .مگر نوشیر وان نے عرزش کی دو دن کی گھر میں غیر موجودگی کا شاید کوئی نوٹس نہیں لیا تھا .یا شاید عرزش اُس کے لیے کوئی امپورٹنس رکھتی ہی نہیں تھی .

ایسی ہی نجانے کتنی سوچیں اور خیالات تھے .جو پچھلے دو دن سے سوچ سوچ کر عرزش نے اپنی طبیعت سخت خراب کرلی تھی . مسلسل رونے اور ذہنی ٹینشن کی وجہ سے عرزش اب بخار میں تپ رہی تھی .دو دن سے نایاب ہی اُس کے ساتھ تھی اور اُس کا خیال رکھ رہی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"بیٹا یشفہ کی حالت ابھی تک سنبھلنے میں نہیں آرہی .رو رو کر پاگل ہورہی ہے .ہاشم صاحب الگ اُس کی ٹینشن لے کر اپنی طبیعت خراب کرچکے ہیں .مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا کیسے سنبھالوں یہ سب .خاندان والے سو

باتیں بنا رہے ہیں. خدا غرق کرے اُن لوگوں کو. میری پھول جیسی بیٹی کا یہ حال کرکے رکھ دیا ہے".

زباد ملک خیام کو گرفتار کروا چکا تھا. اور اُس کی اِس حرکت پر اُسے چھوڑنے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا.

وہاں سے فارغ ہوکر اُس نے فردوس بیگم کو کال ملائی تھی. تاکہ یشفہ کے بارے میں پوچھ سکے جسے پرسوں وہ بہت خراب حالت میں چھوڑ کر گیا تھا.

"دادی جان آپ فکر مت کریں. میں بس ابھی تھوڑی دیر میں پہنچتا ہوں آپ کے پاس. آپ بس یشفہ کے قریب رہیں اُسے اکیلا مت چھوڑیں. وہ جذباتی لڑکی کوئی اُلٹی سیدھی حرکت نہ کر بیٹھے".

زباد کو یشفہ کی بہت فکر ہورہی تھی .جس ذہنی دباؤ اور سٹریس سے وہ گزر رہی تھی .اس حالت میں اُسے ہینڈل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا .

اگلے بیس منٹوں میں زباد یشفہ کے گھر پر تھا .فردوس بیگم سے مل کر اُنہیں تسلی دیتا وہ یشفہ کے روم کی جانب بڑھا تھا .

یشفہ روم میں بلکل اندھیرا کیے بیڈ کے ساتھ نیچے ٹیک لگا کر بیٹھی چہرا دونوں گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھی .

زباد نے دکھ بھری نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا .اُس نے اِس لڑکی کو ہمیشہ ہنستے مسکراتے اور لڑتے جھگڑتے ہی دیکھا تھا.اب یہ حالت دیکھنا اُس کے لیے بہت مشکل تھا .

لائٹ آن کرتے زباد یشفہ کی پوزیشن میں ہی اُس کے ساتھ جا بیٹھا تھا .

"بہت بڑی بڑی بہادری کی باتیں کرنے والی .ایڈوکیٹ یشفہ ہاشم بس اتنے چھوٹے سے واقع پر یوں کمرے میں چھپ کر بیٹھ گئی ہیں .ویری امیزنگ" .

زباد کی آواز پر یشفہ نے چہرا اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا .

"کیوں آئے ہو تم یہاں .باقی سب کی طرح تم بھی میرا تماشہ دیکھنے آئے ہو کیا .یا پھر مجھ پر ترس کھا کر اپنی جھوٹی ہمدردی دیکھانے آئے ہو .
"

یشفہ بھیگی آنکھوں میں اذیت بھرے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی .

زباد کی نظریں یشفہ کے سوجے پپوٹوں پر جم کر رہ گئی تھیں .

"یشفہ ایسا کچھ نہیں ہوا جس پر تم اتنا سوگ منا رہی ہو .اور کسی پر ترس کھانے کے لیے کوئی بات ہونی چاہیئے .اور ایسی کوئی بات کوئی وجہ مجھے تم میں تو نظر بلکل بھی نہیں آ رہی".

یشفہ کے چلانے پر زباد اُس سے ڈبل آواز میں چلایا تھا .

جس پر یشفہ کے آنسو میں مزید اضافہ ہوا تھا.

"میں نے بھلا کسی کا کیا بگاڑا تھا .جو یوں پوری دنیا کے سامنے میری عزت کو اُچھالا گیا مجھے ذلیل کیا گیا".

یشفہ زباد کی بات سننے اور سمجھنے کے بجائے اپنی ہی بات کہیں جا رہی تھی .

زباد نے ایک نظر بُری طرح روتی یشفہ پر ڈالی تھی .اور کھینچ کر اُسے سینے سے لگاتے خود میں بھینچ لیا تھا .

اُس کے سینے سے لگتے یشفہ کے رونے میں مزید شدت آگئی تھی .جب کافی دیر اِسی طرح زباد کے سینے سے لگے وہ اُس کی بانہوں میں جھول گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"واٹ عرزش دو دن سے گھر نہیں آئی اور تم لوگوں نے مجھے ایک بار بھی انفارم کرنے کی کوشش نہیں کی .میں دبئی ہی تھا نا .کہیں مر تو نہیں گیا تھا" .

نوشیر وان اُس دن عرزش سے بات کرنے کے بعد اپنی کسی میٹنگ کے سلسلے میں دبئ نکل گیا تھا . آج دو دن بعد اُس کی واپسی ہوئی تھی . یہ دو دن عرزش کو دیکھے اُس سے بات کیے بنا اُس کے کتنی مشکل سے گزرے تھے یہ وہی جانتا تھا .اور اب پاکستان واپس آکر وہ صرف عرزش کو ملنا اور بات کرنا چاہتا تھا . مگر گھر آکر جو خبر اُسے ملی تھی .اُس نے نوشیر وان کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی . کہ عرزش دو دن سے گھر ہی نہیں آئی .نوشیر وان جلدی سے باہر کی جانب بھاگا تھا .

اُس نے عرزش کو چھوڑنے کے حوالے سے جو بات کی تھی .وہ صرف خود کو آزمانے کے لیے تھیں کہ کیا وہ واقعی عرزش کے بغیر رہ سکتا تھا یا

نہیں .مگر اِن دو دنوں کی دوری نے اُس کی بات کی سختی سے نفی کردی تھی .

نایاب سے بات کرنے پر نوشیروان کو عرزش پر گزری قیامت کا پتا چلا تھا .اور اتنے مشکل وقت میں اپنے عرزش کے ساتھ نہ ہونے پر نوشیروان کو خود پر شدید غصہ آریا تھا .وہ عرزش کے معاملے میں اتنا لاپرواہ کیسے ہوسکتا تھا .

عرزش کے گھر پہنچ کر نایاب سے عرزش کا پوچھتے وہ اُس کے کمرے کی طرف بڑھا تھا .جہاں وہ بیڈ پر لیٹی دوائیوں کے زیرِ اثر نیند میں تھی .

نوشیروان نے عرزش کے پاس بیڈ پر بیٹھتے اُس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تھا .اُس کے بخار کی تپش سے دہکتے لال ہوتے چہرے کو والہانہ نظروں سے دیکھتے جھک کر اُس کی پیشانی چوم لی تھی.

"آئم رئیلی سوری میری جان".

عرزش کا نازک ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے اُس کی سوجی آنکھوں کی طرف دیکھا تھا .

اُس کے لمس کا اثر تھا یا نظروں کی تپش عرزش نیند میں کسمسائی تھی . اور ہولے سے کچھ بڑبڑانے لگی تھی .

پہلے تو نوشیروان کو اُس کی کوئی بات سمجھ نہیں آرہی تھی .مگر پھر غور پر اُس کے کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ سمجھ آنے لگے تھے .

"وہہہ وہ کہہ کہتے ہیں کک کہ میں جھوٹ بب بول ر .....رہی ہوں .م مگر میں و ....واقعی اُن ...سے محبت کرتی ہوں .میں نن نہیں ر ..رہ سکتی اُن ... کہ بغیر ....وہہ مجھے ... چھوڑ د ...دیں گے".

بات کرنے کے دوران عرزش کی بند آنکھوں سے نجانے کتنے ہی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے .اُس کی باتیں پوری توجہ سے سنتے نوشیروان نے اُنہیں بے مول ہونے سے پہلے اپنے ہونٹوں سے چن لیا تھا .

اُسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہورہا تھا .کہ وہ کسی اور کے کیے کی سزا اِس معصوم لڑکی کو کیسے دے سکتا تھا .جس سے وہ اتنی محبت کرتا تھا . پھر اپنی نفرت کو اِس محبت پر کیسے حاوی ہونے دے سکتا تھا .

عرزش بہت کچھ کہنے کے بعد اب ایک بار پھر خاموش ہوچکی تھی .

نوشیروان نے آگے بڑھتے عرزش کے بال سمیٹ کر اُس کے گرد دوپٹہ لپیٹتے اُسے اپنی بانہوں میں بہت ہی احتیاط اور نرمی سے بھر لیا تھا. جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو .

ایسے ہی عرزش کو اپنے سینے سے لگائے نوشیروان اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا .وہ اب ایک لمحے کیلئے بھی عرزش کو خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا .اور خود سے وعدہ کرچکا تھا کہ اب کبھی عرزش کی آنکھوں میں زرا سے بھی آنسو نہیں آنے دے گا .

یہ لڑکی اُس کی بے رُخی اور نفرت سہنے کے قابل بلکل بھی نہیں تھی .

گھر آکر اُسے ایسے ہی بانہوں میں اُٹھائے نوشیروان نے اپنے بیڈ روم میں آتے پورے حق سے اُسے اپنے بیڈ پر لیٹا دیا تھا .

نوشیروان یک ٹک عرزش کی جانب دیکھ رہا تھا .جو ابھی تک آنکھیں موندے لیٹی تھی .ڈاکٹر اُسے دیکھ کر جاچکا تھا .جس کے مطابق صدمے اور بہت زیادہ سوچنے اور ٹینشن لینے کی وجہ سے اُسے بخار ہوگیا تھا .مگر اب بخار کی شدت پہلے سے کافی کم ہوچکی تھی.

نوشیروان کا موبائل بجا تھا .عرزش کے آرام کا دھیان کرتے وہ کال اٹینڈ کرتا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا تھا .

"سر پتا نہیں کہاں سے میڈیا والوں کو آپ کے نکاح کا علم ہوچکا ہے . جس کی وجہ سے اب بار بار مختلف چینلز والے مجھے کال کرکے اِس بات کی تصدیق چاہ رہے ہیں .آپ کی طرف سے اِس بارے میں کیا آرڈر ہے.کیا جواب دوں میں اُن کو" .

خان کی بات سنتے نوشیروان زیرِ لب مسکرایا تھا.

"خان اتنی اچھی خبر کو اب مزید چھپانا ٹھیک بات بھی نہیں ہے. تم بتادو سب کو. اور یہ بھی کہ نوشیروان خانزادہ اب بہت جلد ریسپشن دے کر اُن سب کے گلے دور کردے گا".

خان نے نوشیروان کی بات سن کر حیرت سے آنکھیں پھاڑے کان سے موبائل ہٹا کر اُسے گھورا تھا. جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو. کہ کیا واقعی وہ نوشیروان سے ہی بات کررہا تھا. جہاں تک اُسکی حسیات تھیں. اُسے یہی لگ رہا تھا کہ نوشیروان ابھی اُس سے بات کرنے کے دوران مسکرا بھی رہا تھا.

عرزش نے کسمساتے آنکھیں کھول دی تھیں .جب اپنے کمرے کے بجائے خود کو نوشیروان کے بیڈ روم میں پاکر وہ حیران سی اردگرد دیکھنے لگی تھی . کہ کہیں وہ ابھی نیند میں تو نہیں ہے .

عرزش بے یقینی کی کیفیت میں کمبل ہٹاتے بیڈ سے نیچے اُتر آئی تھی .اُس کا سر بہت بُری طرح سے چکرا رہا تھا .چند قدم چل کر ہی اُسے بہت زور کا چکر آیا تھا .اِس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی نوشیروان نے ایک جست میں ہی اُس کے قریب آتے اُسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے گرنے سے بچایا تھا .

"آرام سے میری جان بیڈ سے اُٹھنے کی کیا ضرورت تھی" .

نوشیروان اُس کے گرد اپنے دونوں بازوؤں کا حصار باندھتے محبت پاش نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا .

"پلیز چھوڑیں مجھے .اور آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں .جب آپ مجھے طلاق ہی دینا چاہتے ہیں .تو اب یہ سب کرنے کا مقصد" .

طلاق کی بات کرتے عرزش کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے تھے .جنہیں گرنے سے پہلے ہی نوشیروان نے پوری شدت سے اپنے ہونٹوں سے اُس کی دونوں آنکھوں کو چوم لیا تھا .

عرزش نے نوشیروان کی حرکت پر شرم سے لال ہوتے اُس کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے اُس سے دور ہونا چاہا تھا .

"پلیز دور رہیں مجھ سے .لگتا ہے آپ ہوش میں نہیں ہیں" .

عرزش کا دل پوری شدت سے دھڑک رہا تھا .اور نوشیر وان کی قربت پر کانوں کی لوح تک سُرخ ہوچکی تھیں .

"ابھی ہی تو ہوش میں آیا ہوں .اور میرے ہوش میں آتے ہی کچھ دن پہلے کی شیرنی اچانک بھیگی بلی کیسے بن گئ .کچھ دن پہلے تو بہت اُچھل رہی تھی .میری ایک ہی بات پر یقین کرتے اتنی جلدی ہار مان لی" .

نوشیر وان نے اُس کی ٹھوڑی کو چومتے اُس کا مذاق بناتے کہا .

"دیکھیں نوشیر آپ کچھ زیادہ ہی فری ہورہے ہیں .دور رہیں مجھ سے . میں بہت سخت ناراض ہوں آپ سے" .

عرزش نے نوشیر وان کے سینے پر ہاتھ رکھتے دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرنا چاہا تھا .

"یار جس طرح تم میرا نام لیتی ہو ۔قسم سے دل خوش ہوجاتا ہے ۔اور بے اختیار تمہیں اِس کا انعام دینے کا دل چاہتا ہے" ۔

نوشیروان شرارتی انداز میں کہتا عرزش کے ہونٹوں پر جھکا تھا ۔

اِس سے پہلے کہ عرزش اُس کی بات کا مطلب سمجھتی نوشیروان اُس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا ۔

اُس کے شدت بھرے لمس پر عرزش نے گھبراتے نوشیروان کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھر لیا تھا ۔مگر نوشیروان بہت ہی نرمی اور احتیاط سے اُس کی سانسوں کو اپنے اندر منتقل کررہا تھا ۔ایک سکون سا اُس کے رگ و پے میں سرایت کرگیا تھا ۔

وہ اپنے اتنے دنوں کی تڑپ اور پیاس آج ختم کرنا چاہتا تھا .کافی دیر بعد جا کر اُس نے عرزش کو آزادی بخشی تھی .

عرزش کا پورا وجود ہولے لرز رہا تھا .نوشیر وان جیسے اکڑو اور روکھے شخص سے اِس حرکت کی توقع بلکل بھی نہیں تھی .یہ شخص اتنا رومینٹک بھی ہوسکتا ہے عرزش کو یقین نہیں آرہا تھا .اور اس وقت تو شرم کے مارے اُس کی نظریں بھی اُوپر نہیں اُٹھ رہی تھیں .

"تم یہی چاہتی تھی نا کہ میں اپنی نفرت سے پہلے اپنی محبت کو رکھوں . اور تم پر اعتبار کروں .تو آج میں اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نوشیر وان خانزادہ اپنی بیوی عرزش نوشیر وان سے بے انتہا محبت کرتا ہوں .اور اُس سے بھی کہیں زیادہ اعتبار کرتا ہوں .میں اِس دنیا میں ہر

ایک چیز اور انسان کو چھوڑ سکتا ہوں .سوائے تمہارے .کیونکہ تمہارے بغیر میں ایک پل نہیں رہ سکتا .تم نے نوشیروان خانزادہ جیسے بے حس انسان کو ایک محبت کرنے والے نوشیروان میں تبدیل کردیا ہے .جو عرزش کے بغیر کچھ نہیں ہے .

میں جانتا ہوں تم کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی .اور اگر کبھی تم نے ناراض ہوکر مجھ سے دور جانے کی کوشش بھی کی تو میں ایسا ہونے نہیں دوں گا" .

نوشیروان نے بات کرتے مسکرا کر اُس کی جانب دیکھا تھا .

اُس کے اتنے خوبصورت انداز پر عرزش یک ٹک اُسے دیکھے گئی تھی .اور نوشیروان کی دلکش مسکراہٹ پر دل و جان سے فدا ہوئی تھی .یہ شخص واقعی صرف اور صرف محبت کے اور چاہے جانے کے قابل تھا .

"مانتی ہوں عرزش پاگل ہے بے وقوف ہے اور بہت غلطیاں کرتی ہے . مگر اتنی پاگل بلکل بھی نہیں ہے کہ کبھی نوشیروان خانزادہ کو چھوڑنے کا سوچے گی بھی سہی .اور اگر ایسا کبھی کوئی خیال ذہن میں آیا بھی سہی تو وہ اُس کی زندگی کا آخری دن ہو گا" .

عرزش نوشیروان کا اظہار سن کر بہت خوش تھی .اُس کے لیے یہی بات ہوائوں میں اُڑنے کا سبب تھی کہ نوشیروان خانزادہ اُس پر ٹرسٹ کرتا تھا .

"ویسے آپ اتنے اکڑو کیوں ہیں .ہر وقت اتنے سخت تاثرات سے اگلے بندے کو ڈرائے رکھتے ہیں .کبھی مسکرا بھی لیا کریں صحت کے لئے اچھا ہوتا ہے" .

عزش نوشیروان کے گلے میں بانہیں ڈالے منہ بناتے بولی .جس پر نوشیروان نے اُس کی کمر میں بازو حمائل کرکے اُسے اپنے قریب تر کیا تھا .

"پہلے میرے پاس مسکرانے کی کوئی وجہ نہیں تھی .مگر اب ایک بہت ہی خوبصورت وجہ مل چکی ہے مجھے" .

نوشیروان نے اُس کی بات کا جواب دیتے اُسے اپنے اندر بھینچ لیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"میری شریف بچی کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے اُس گھٹیا شخص نے .اب کون اپنائے گا اُسے .ہم لوگ ہمیشہ تو اُس کے ساتھ نہیں رہیں گے .کیا ہو گا میری بچی کا" .

فردوس بیگم ہاشم صاحب کے پاس بیٹھیں روتے ہوئے بولیں .ابھی کچھ دیر پہلے وہ یشفہ کو دیکھ کر آئی تھیں . صبح سے وہ دو بار بے ہوش ہوچکی تھی .اُس کی حالت دیکھ اب تو فردوس بیگم بھی ہمت ہار چکی تھیں .

اللہ "مالک ہے .ہماری بچی بہت نیک اور فرمانبردار ہے .تم پریشان نہ ہو اُوپر والے نے اُس کے نصیب میں ضرور کوئی اچھا ہی لکھ رکھا ہو گا" .

زباد جو ایک ضروری کال آجانے پر اُن کو شام میں دوبارہ آنے کا کہتا وہاں سے نکل گیا تھا .یشفہ کی کچھ فائلز دینے وہ واپس اندر آیا تھا .مگر فردوس بیگم اور ہاشم صاحب کی بات سن کر اُس کے قدم وہی رُک گئے تھے .

وہ کسی صورت یشفہ کو اِس مشکل وقت میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا .وہیں کھڑے ایک سیکنڈ کے اندر ہی زباد فیصلہ کرچکا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا ہے .

زباد نے اندر داخل ہوتے سلام کرتے اُن دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا .فائز ٹیبل پر رکھتے وہ فردوس بیگم کے کہنے پر اُن دونوں کے قریب جا بیٹھا تھا .

"بیٹا آپ بیٹھو میں آپ کے لیے چائے لے کر آتی ہوں" .

فردوس بیگم زباد کے لیے چائے لانے کے لیے اُٹھی تھیں. مگر زباد نے اُن کو روکتے واپس بیٹھا دیا تھا.

اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ بات کا آغاز کیسے کرے. مگر پھر گہرا سانس بھرتے اُس نے اپنی بات کا آغاز کیا تھا.

یشفہ کے لیے اپنی پسند سے لے کر زباد نے اُنہیں اپنی فیملی کے حوالے سے بھی ساری حقیقت بتا دی تھی.

فردوس بیگم کو تو ویسے بھی زباد بہت پسند تھا. اور وہ یشفہ کی زباد کے لیے پسندیدگی سے بھی واقف تھیں. ایسے حالات میں یشفہ کو اپنانے کا اتنا بڑا فیصلہ کرکے زباد اُن کی نظروں اپنا مقام مزید بڑھا گیا تھا.

لیکن ہاشم صاحب اپنی جگہ پر کچھ کشمکش کا شکار تھے .اُنہیں کہیں نہ کہیں یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں زباد اُن کی پوتی سے یہ شادی کسی ہمدردی کے تحت تو نہیں کررہا .

مگر زباد نے اُن کی پریشانی سمجھتے بہت ہی اچھے انداز میں اُن کو اپنی طرف سے مطمئن کردیا تھا .

"مگر یشفہ کو کون منائے گا .وہ کہیں اِس طرح اچانک ہونے والے نکاح کو کسی اور رخ پر نہ لے جائے .مجھے نہیں لگتا وہ آسانی سے اِس سب کے لیے مانے گی" .

ہاشم صاحب اپنے دوسرے خدشے کا اظہار کرتے بولے .

وہ یشفہ کی ضدی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھے .

"اُس کی آپ لوگ فکر مت کریں .یشفہ کو میں ہینڈل کر لوں گی" .

فردوس بیگم جانتی تھیں یشفہ کو کیسے راضی کرنا ہے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عرزش شاور لے کر نکلی تھی .جب اُسے بیڈ پر پڑا نوشیروان کا موبائل بجتا نظر آیا تھا .نوشیروان اُسے روم میں کہیں نظر نہیں آیا تھا .اِس لیے بج بج کر پاگل ہوتے فون کو اُس نے آگے بڑھ کر اُٹھا لیا تھا .

"جی میں نوشیروان کی وائف بات کررہی ہوں آپ کون" .

نوشیروان کے فون سے کسی لڑکی کی آواز سن کر نصرت بیگم کافی حیران ہوئی تھیں .کیونکہ اتنا تو وہ جانتی تھیں کہ یہ نمبر نوشیروان کا پرسنل تھا . جسے ہاتھ لگانے کی اجازت کسی کو نہیں تھی .

مگر اُن کے سوال کا عرزش نے اُنہیں جو جواب دیا تھا اُسے سن کر وہ حیران بلکل بھی نہیں ہوئی تھیں .ابھی کچھ دیر پہلے وہ نیوز میں نوشیروان کی شادی کے حوالے سے چلتی خبر سن چکی تھیں .جس پر اُنہیں دکھ بہت ہوا تھا .مگر اِس سب کی قصور وار بھی تو وہ خود تھیں .اپنے پوتے کو اُنہوں نے خود ہی اپنے آپ سے دور کیا تھا .اُن کی نظروں میں نوشیروان کسی بھی معاملے میں غلط نہیں تھا .

"میں نوشیروان کی دادی بات کررہی ہوں .اگر اُس کی بیوی ہو تو اُس کے بارے میں ہر بات سے واقف بھی ہو گی" .

نصرت بیگم جیسی جہاندیدہ خاتون یہ بات تو سمجھ گئی تھیں کہ اگر نوشیروان نے کسی لڑکی کو اپنے اتنے قریب کیا تھا اپنی زندگی میں اتنا اُونچا مقام دیا تھا تو وہ کوئی عام لڑکی بلکل نہیں تھی .

"جی میں نوشیروان کی زندگی کی تمام حقیقتوں سے واقف ہوں ".

عرزش مختصراً بولی تھی .

"بیٹا دس سال ہوگئے ہیں مجھے اپنے جان سے پیارے پوتے کو ملے اُسے دیکھے .جب بھی میں اُسے ملنے گئی اُس نے ہر بار ملنے سے انکار کردیا .وہ ہم سب کی شکل دیکھنے کو بھی تیار نہیں ہے .مگر میں مرنے سے پہلے ایک

بار اُس سے ملنا چاہتی ہوں .اپنی غلطی کی معافی مانگنا چاہتی ہوں .کیا تم اُسے یہاں اُس کے اپنوں کے بیچ لاؤ گئی .تم ہی واحد ہستی ہو جو ایسا کر سکتی ہے .پلیز بیٹا میری آخری امید ختم مت کرنا" .

نوشیر وان کی دادی ابھی مزید بھی کچھ بول رہی تھیں .جب نوشیر وان نے آگے بڑھتے عرزش کے ہاتھ سے اپنا موبائل لے لیا تھا .اور بنا خود اُن سے بات کیے فون کاٹ دیا تھا .

"نوشیر آپکی دادو کی کال تھی .آپ ایسے کیسے کاٹ سکتے ہیں .ایک بار اُن کی بات ہی سن لیتے" .

عرزش کو نوشیر وان کی یہ حرکت بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی .

"تمہاری طبیعت ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہوئی .شاور لینے کی کیا ضرورت تھی .مزید ٹھنڈ لگ جائے گی" .

نوشیر وان عرزش کی بات یکسر نظر انداز کرتے ہیٹر آن کرتے بولا .

"نوشیر مجھے آپ کی فیملی سے ملنا ہے" .

عرزش ضدی لہجے میں کہتی نوشیر وان کے سامنے آئی تھی .

"میری کوئی فیملی نہیں ہے" .

نوشیر وان موبائل میں مصروف بنا عرزش کی جانب دیکھتے ہوئے بولا .

"آپ اِس طرح مجھے نظر انداز کر کے میرے سوال کو اگنور نہیں کرسکتے .میں آپ کے ماضی کی ہر حقیقت سے واقف ہوں .خان مجھے سب بتا چکا ہے" .

عرزش کو لگا تھا اُس نے نوشیروان کو بہت شاکنگ بات بتائی ہے .مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ خان نوشیروان سے کچھ نہیں چھپاتا تھا .اُسے پہلے ہی سب کچھ بتا چکا تھا .

"اگر تم سب جانتی ہو تو پھر تو تمہیں اُن کا میرے سامنے ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے" .

نوشیروان اپنے سامنے کھڑی عرزش کو سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے بولا .

جو اِس وقت ٹی پنک کلر کے شارٹ فراک اور کیپری میں نہا کر گیلے بالوں کے ساتھ نکھری نکھری سیدھی نوشیروان کے دل میں اُتر رہی تھی .

"دس سال کے کی سزا بہت زیادہ ہوتی ہے . آپ کی دادو بیمار ہیں . آپ سے ایک بار ملنا چاہتی ہیں .کیا آپ صرف ایک دفعہ اُن سے ملنے نہیں جا سکتے . آپ کی پوری فیملی اپنے کئے پر نادم ہے . پچھلے اتنے سالوں سے اپنے کیے پر پچھتا رہے ہیں . آپ اُن کو ایک موقع تو اور دے سکتے ہیں نا . آپ کی پھوپھو اور اُن کی بیٹی کو وہ لوگ چاہنے کے باوجود بھی اپنے گھر سے نہیں نکال سکتیں .اُن کے پاس اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے" .

نوشیروان جو اچھی خاصی اُس کی بات سن رہا تھا .پھو پھو کا ذکر سن کر واپس اُس کے بھنویں تن گئی تھیں .

"اگر تمہیں یہی سب باتیں کرنی ہیں تو شوق سے کرو میں جارہا ہوں .

کیونکہ شاید تمہیں مجھ سے زیادہ وہ سب امپورٹنٹ ہیں.اور ویسے بھی میں

تو تمہیں ہر معاملے میں غلط ہی لگتا ہوں" .

نوشیروان غصے سے کہتا عرزش کے روکنے کے باوجود وہاں سے نکل گیا تھا .

"اُف للہ جی یہ آرام سے کوئی بات کیوں نہیں سمجھتے" .

عرزش سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خود کو سٹڈی روم میں بند کیے نوشیروان کو تین گھنٹے سے اُوپر ہوچکی تھے . نہ وہ خود باہر آرہا تھا اور نہ ہی کسی کو اندر جانے کی پرمیشن تھی .اور روم لاک ہونے کی وجہ سے عرزش چاہنے کے باوجود اندر نہیں جاسکتی تھی .

"خان سٹڈی روم کی ڈپلیکیٹ کیز تو ہوں گی نا تمہارے پاس .ابھی اور اِسی وقت لا کر دو مجھے .اور مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش بلکل بھی مت کرنا" .

عرزش اب نوشیروان پر اچھی خاصی تپی ہوئی تھی .اِس لیے خان کو سختی سے آرڈر دیتے بولی .

"معاف کیجئے کا بیگم صاحبہ مگر میں نہیں دے سکتا مجھے اجازت نہیں ہے . "

خان نظریں جھکائے اپنے مخصوص انداز میں بولا .

سب سے زیادہ تو وہ پھنسا ہوا تھا .اگر ایک کی بات نہیں مانتا تھا تو دوسرا نہیں چھوڑتا تھا اُسے .

"خان اِس سب میں تمہارے سر کی ہی بھلائی ہے .وہ مزید نجانے کتنی دیر ایسے ہی اندر بیٹھ کر وہ فضول چیز پیتے رہیں گے" .

عرزش نے خان کو اُس کے مطابق ہی ہینڈل کرنا چاہا تھا .وہ جانتی تھی خان کے لیے نوشیروان کتنا امپورٹنٹ تھا .

کچھ ہی دیر مزید اِسی طرح کی باتیں کرنے پر عرزش خان کو منانے میں کامیاب ہوچکی تھی .اور خان نے کیز لاکر اُس کے سامنے رکھ دی تھیں .

عرزش سٹڈی روم کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی .

جہاں نوشیروان شراب کی بوتل سامنے ٹیبل پر رکھے ریوالونگ چیئر کی بیک سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا .

آہٹ پر بنا دیکھے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہاں اُس کی اجازت کے بغیر آنے کی ہمت ایک ہستی ہی کر سکتی ہے .

نوشیروان سے ہوتی عرزش کی نظر سامنے والی وال پر موجود اپنی لارج سائز تصویر پر پڑی تھی . یہ عرزش کی اُس دن کی پارٹی والی پکچر تھی . جس میں وہ اردگرد سے بیگانہ موبائل میں بزی تھی .

عرزش نے خوشی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ نوشیروان کی جانب دیکھا تھا . لیکن اُس کے سامنے موجود شراب کی بوتل دیکھ عرزش کا موڈ خراب ہوا تھا .

"نوشیر آپ شراب پیتے ہیں .کیا میں بھی ٹیسٹ کرسکتی ہوں مجھے بھی دیکھنا ہے کیسا ذائقہ ہوتا ہے اِس کا" .

عزش جان بوجھ کر ایسا بولتی ٹیبل سے شراب کی بوتل اُٹھا چکی تھی .

اِس سے پہلے کہ وہ بوتل جو منہ سے لگاتی نوشیروان تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھتے اُس سے وہ بوتل چھین چکا تھا .

"پاگل ہوگئی ہو تم .خبردار جو دوبارہ اِسے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کی تو" .

نوشیروان کو عزش کی اِس حرکت پر بہت غصہ آیا تھا .وہ کہاں اِس زہر کا ایک گھونٹ بھی برداشت کرسکتی تھی .

"کیوں جب آپ پی سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں" .

عرزش اپنے اور نوشیروان کے درمیان موجود دو قدم کا فاصلہ بھی طے کرتی قریب آتے بولی .

"میری اور بات ہے" .

نوشیروان واپس چیئر کی جانب مڑتا مختصراً بولا .

"آپ ابھی ایک منٹ کے اندر ملازم کو بلا کر یہ ساری باٹلز باہر پھینکوائیں .اور اگر آپ نے دوبارہ اِسے منہ لگانے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا" .

عرزش کے دھونس جماتے انداز ہر ہمیشہ کی طرح نوشیروان کو غصہ آنے کے بجائے ہنسی آرہی تھیں .کیونکہ اِس طرح کرتی وہ اُسے بہت کیوٹ لگتی تھی .

"اِس سب کے بدلے کیا ملے گا مجھے .آفٹرل آل اتنی بڑی قربانی تو دے رہا ہوں میں .اِس کا کوئی نعم البدل بھی تو ہونا چاہیئے" .

نوشیروان کی نظریں عرزش کے حسین سراپے پر تھیں.

"اوکے آپ جو بولیں گے میں کروں گی .مگر پہلے میری بات مانی ہوگی آپ کو" .

عرزش بنا نوشیروان کے لہجے اور الفاظ پر غور کرتے جوش سے بولی .

کیونکہ اُسے یقین نہیں تھا نوشیروان اُس کی اتنی بڑی بات اتنی جلدی مان جائے گا .

عرزش کے ہاں بولتے ہی نوشیروان نے ملازم کو بلا کر اگلے دس منٹ کے اندر اندر ساری جگہوں سے شراب کو نکالوا کر ضائع کروا دیا تھا .

عرزش اپنا کام ہوجانے پر ہولے سے وہاں سے کھسکنے لگی تھی. مگر نوشیروان کو چکما دینا اتنا آسان نہیں تھا. ابھی اُس نے ایک قدم ہی بڑھایا تھا کہ نوشیروان نے اُس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا. اگلے ہی لمحے عرزش سیدھی اُس کے اُوپر جاگری تھی.

"نوشیروان خانزادہ سے فرار اتنا آسان نہیں ہے".

نوشیروان اُس کے چہرے پر بکھرے بال کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے بولا.

جبکہ اُس کی اُنگلیوں کا لمس اپنے چہرے اور گردن پر محسوس کرتی عرزش کی سانسیں تیز ہوئی تھیں. دھڑکنیں تو پہلے ہی نوشیروان کے اتنے قریب آجانے کی وجہ سے بے قابو ہوچکی تھیں.

"میں اچھے سے جانتی ہوں یہ بات . آپ مجھے کام بتائیں کیا کرنا ہے" .

عرزش جو دور بیٹھ کر شیرنی بنتی رہتی تھی .نوشیروان کے قریب آکر اُس کی بتی گل ہوجاتی تھی .ابھی بھی یہی حال تھا .اِس لیے وہ جلد از جلد فرار ہونا چاہتی تھی .

"روز مجھے یہاں کِس کرنی ہوگی" .

نوشیروان آنکھوں میں شرارت لیے اپنے ہونٹوں کی جانب اشارہ کرتے بولا .

جبکہ اُس کی بے باک باتوں اور نظروں کو برداشت کرتے عرزش کا سارا خون اُس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا .

"یہ کیسا کام ہوا بھلا . آپ کو شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے" .

عرزش نظریں چراتے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی .کیونکہ اِس وقت نوشیروان کی طرف دیکھنا اُسے زندگی کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا .

"نہ ہی مجھے یہ بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور کرتے ہوئے تو بلکل بھی نہیں آتی .اور ابھی تک تو تمہیں بتایا ہی نہیں میں نے کہ کتنا بے شرم ہوں میں.

اور ویسے بھی تم نے شراب تو ساری باہر پھینکوا دی ہے .اب اُس جیسی بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ ایک اور نشیلی چیز موجود ہے تو میں اُسے منہ کیوں نہیں لگاؤں گا" .

نوشیروان عرزش کی سُرخ ہوتی ناک پر ہونٹ رکھتے اُسے مزید تنگ کرتے ہوئے بولا .

"دیکھیے نوشیر آپ کچھ زیادہ ہی فری ہو رہے ہیں .پلیز جانے دیں مجھے . آج زباد بھائی کا نکاح ہے اُس کے لئے بھی ریڈی ہونا ہے مجھے" .

نوشیروان کے اُس کی گردن پر ہونٹ رکھنے پر وہ حیا سے کسمساتی بولی.

اُسے کہاں علم تھا نوشیروان کی اتنی بے باکیوں کا ورنہ اُسے پنگا ہی نہ لیتی .

"ابھی کے لیے تو رعایت دیر رہا ہوں .مگر آج رات تمہارا مجھ سے بچنا ناممکن ہے" .

نوشیروان ایک شوخ سی جسارت کرتا عرزش کو آزاد کر گیا تھا .جب کہ اُس کی گستاخی پر عرزش اُسے گھور بھی نہیں سکی تھی .

جبکہ عرزش کا شرم سے لال ٹماٹر ہوتا چہرا دیکھ نوشیروان کے ہونٹوں پر اُس کی مخصوص دلکش مسکراہٹ بکھر گئی تھی .

جسے دیکھ باہر کی جانب بڑھتی عرزش نے ہمیشہ ایسے ہی اُس کے ہونٹوں پر بکھری رہنے کی دعا کی تھی .

اُس نے سوچ لیا تھا کہ اب نوشیر وان کی فیملی کا ذکر اُس کے سامنے نہیں کرے گی .وہ دل سے چاہتی تھی کہ نوشیر وان اپنی فیملی سے ملے اُس کی زندگی کی تمام محرومیاں دور ہوجائیں .مگر وہ واپس اُن کی بات کر کے نوشیر وان کو دوبارہ ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یشفہ بلکل ساکت کسی سٹیچو کی طرح بیوٹیشن کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی.

وہ پہلے ہی ایک کرب سے گزر رہی تھی .اُوپر سے دادا دادی کے فیصلے نے اُسے مزید ہلا کر رکھ دیا تھا .وہ لوگ فوری طور پر اُس کی شادی زباد سے کروا رہے تھے .اور اُس کی دادو نے اُسے اِس بات کا ریزن کیا دیا تھا کہ وہ لوگ یہ سب صرف اپنی عزت کی خاطر لوگوں کی زبانیں بند کروانے کے لیے کررہے ہیں .

اور اِس سب میں زباد کی پوری پوری رضامندی شامل ہے .یشفہ انکار کرنا چاہتی تھی .مگر دادی کی بات نے کہ اگر چاہتی ہو کہ مزید ہماری عزت داؤ پر نہ لگے .تو اِس شادی کے لیے رضامندی دے دو .اُن کی یہ بات سن کر یشفہ بلکل خاموش ہوگئی تھی .اُسے بہت دکھ ہورہا تھا کہ اُس کے دادا دادی کو اس پر زرا سا بھی بھروسہ نہیں تھا .

جو وہ اُسے اپنے سر سے فرض کی طرح اُتار رہے تھے .اور یہ بات تو اُسے مزید کھائے جارہی تھی کہ زباد بھی اُس پر ترس کھا کر اُس سے شادی کررہا ہے . مگر اِس وقت وہ جذبات سے عاری بلکل کوئی روبوٹ معلوم ہورہی تھی .

وہ نہیں جانتی تھی اُس نے کونسا لباس پہنا ہے کون اُس کے پاس آیا کون گیا .اُس کو ہوش تو تب آیا تھا جب اُس کے کانوں میں نکاح کے بول پڑے تھے .ہاشم صاحب کے اُس کے سر پر ہاتھ رکھنے پر وہ ہوش میں آئی تھی .کانپتے ہاتھوں سے پین پکڑتے اُس نے نکاح نامے پر سائن کر دیے تھے .سائن کرتے ہی ایک آنسو ٹوٹ کر نکاح نامے پر جا گرا تھا .

اُس نے سوچا تھا کبھی شادی نہیں کرے گی کبھی اپنے دادا دادی کو چھوڑ کر نہیں جائے گی . مگر اُس کی زندگی میں آنے والے اِس ایک طوفان نے اُس کے سارے پلانز سارے خواب چکنا چور کرکے رکھ دیے تھے .

"بہت بہت مبارک ہو . آخر کار اپنی محبت حاصل کر ہی لی" .

نوشیروان زباد سے بغل گیر ہوتے خوشی کا اظہار کرتے بولا .

"ہاں مگر ابھی صرف اپنے نام لکھوایا ہے .ابھی حاصل کرنے کے لیے بہت امتحان طے کرنے ہیں" .

زباد بہت خوش تھا . جس کا اظہار اُس کے لہجے سے ہورہا تھا .

فردوس بیگم یشفہ کی رخصتی کے وقت کوشش کے باوجود بھی اپنے آنسو نہیں روک پائیں تھیں .اُن کی لاڈلی گڑیا آج پرائی ہورہی تھی .اور اُن

سے بہت سخت ناراض بھی تھی .کیونکہ جس طرح اُنہوں نے یشفہ کو جو باتیں بول کر راضی کیا تھا .اُس کا ناراض ہونا بنتا ہی تھا .

لیکن وہ صرف اُس جو خوش دیکھنا چاہتی تھیں اور جانتی تھیں کہ زباد اُسے بہت خوش رکھے گا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آج زباد اور یشفہ کے نکاح پر پہلی بار عرزش نے فل میک اپ کیا تھا .اور وہ نئ نویلی دلہنوں کی طرح مکمل سولہاں سنگھار کیے نوشیروان کے جذبات کو مزید بھڑکا گئ تھی .

پورے فنکشن میں نوشیر وان کی نظریں عرزش سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں .

ریڈ کلر کے پیروں تک آتے لانگ شیفون کے فراک میں جس کے اُوپر ریڈ کلر کی ہی فل کڑاہی کی گئی تھی .ریڈ دوپٹہ سر پر سجائے اُس کا گورا شفاف مکھڑا دھمک رہا تھا .اُس نے آگے سے مانگ نکال کر بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا .

ڈائمنڈ کا سیٹ پہنے ریڈ لپسٹک لگائے وہ نوشیر وان کے لیے خوبصورتی کا معنی ہی چینج کر گئی تھی .عرزش کے ہونٹوں پر سجی ریڈ لپسٹک نوشیر وان کے صبر کا بُری طرح سے امتحان لے رہی تھی .

فنکشن سے واپسی پر نوشیروان ڈرائیور کو ہٹا کر خود ڈرائیو کررہا تھا .

ڈرائیونگ کے دوران بھی اُس کی نظریں روڈ سے زیادہ بھٹک کر عرزش کی جانب اُٹھ رہی تھیں.

"نوشیر آپ آگے دیکھ کر گاڑی چلائیں .میں بہت تھک گئی ہوں اتنا ہیوی ڈریس میں نے کبھی نہیں پہنا .اور مجھے نیند بھی بہت سخت آرہی ہے" .

عرزش نوشیروان کی نظروں سے پزل ہوتے بولی .

"اچھا اور تمہیں کس خوشی میں لگ رہا ہے کہ ابھی گھر جاکر میں تمہیں سونے دوں گا" .

نوشیروان کی بات اور نظروں سے عرزش خود میں سمٹی تھی .اور مزید کچھ بھی اُلٹا سیدھا بولنے کے بجائے خاموش ہوکر بیٹھ گئی تھی .

پورچ میں گاڑی رکتے ہی گارڈ نے جلدی سے آتے نوشیروان کی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا تھا۔نوشیروان گاڑی سے باہر نکلتے اُن سب کو وہاں سے غائب ہونے کا اشارہ کرتے عرزش کی جانب بڑھا تھا۔اور اُس کے نیچے پاؤں رکھنے سے پہلے ہی اُسے اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا۔

عرزش بنا کوئی احتجاج کیئے اُس کی گردن میں بازو ڈالے محبت پاش نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی۔جو چند دنوں میں ہی اُس کے جینے کی وجہ بن چکا تھا۔

"کیا ہوا کہیں پیار تو نہیں ہوگیا۔مجھ جیسے اکڑو اور مغرور انسان سے"۔

نوشیروان عرزش کی نظریں خود پر نوٹ کرتے شرارتی انداز میں بولا۔

"جی نہیں میرا ٹیسٹ ابھی اتنا خراب بھی نہیں ہوا"۔

عرزش کے ناک چڑا کر کہنے پر نوشیروان نے مسکراتے اپنے روم میں قدم رکھا تھا.

روم کی سجاوٹ اور مدھم سی روشنی میں بنائے گئے رومینٹک ماحول کو دیکھ عرزش دم بخود رہ گئی تھی. کمرے کو مختلف پھولوں کی مدد سے بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا.

نوشیروان نے عرزش کو اُٹھا کر لاتے بیڈ کے اُوپر گلاب کی پتیوں سے بنے ہرٹ کے بیچ میں بیٹھایا تھا.

نوشیروان نے عرزش کے مقابل بیٹھتے اُس کی پیشانی چوم لی تھی.

"بہت بہت شکریہ میری جان .میری روکھی پھیکی زندگی کو اتنا حسین اور خوبصورت بنانے کے لیے .میری بے سکونی اور اندر کی نفرت ختم کرکے مجھ سکون اور محبت بخشنے کے لیے" .

نوشیروان محبت برساتی والہانہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے ہاتھ میں پکڑی مخملی ڈبیاں سے پائل نکالتے عرزش کے پیروں کی جانب جھکا تھا .

اُس نے عرزش کے پائنچوں کو اُوپر کرتے بہت ہی نازک خوبصورت سی پائل باری باری اُس کے دونوں پیروں میں پہنا دی تھیں .نوشیروان کی نظر عرزش کے نرم و ملائم سفید گلابی پیروں سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی . اُن پر ہاتھ پھیرتے نوشیروان نے اُن کی نرماہٹوں کو پوری شدت سے محسوس کیا تھا .

"عرزش تم چاہتی ہو نا کہ میں اپنی فیملی سے ملوں اُنہیں معاف کردوں .تو صرف تمہاری خاطر تمہاری بات کا مان رکھتے میں یہ سب کرنے کو تیار ہوں .ہم کل ہی لاہور کے لیے نکلیں گے" .

نوشیر وان کی بات پر عرزش بہت خوش ہوئی تھی .

"واٹ سچی .تھینک یو سوچ. آپ بہت اچھے ہیں .

عرزش گھٹنوں کے بل آگے ہوتے اُس کی گردن میں دونوں بازو حمائل کرتے والہانہ پن سے بولی .

"مگر اتنا اچھا بھی نہیں ہوں" .

نوشیر وان کا اشارہ اُس کا خود سے اتنے قریب آجانے کا تھا .عرزش کو جوش میں سمجھ ہی نہیں آیا تھا .مگر جیسے ہی نوشیر وان کی نگاہوں کا مفہوم

اُس کی سمجھ میں آیا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی. عرزش اُس کی بانہوں کے آہنی شکنجے میں پھنس چکی تھی .اور نوشیروان اپنی والہانہ محبت کی بارش میں اُسے بھگونے لگا تھا .

عرزش نے خود کو نوشیروان کے مضبوط حصار میں پا کر آسودگی سے اپنا سر اُس کے کشادہ سینے میں چھپا دیا تھا .کیونکہ نوشیروان کی بڑھتی جسارتیں اُسے بوکھلائے دے رہی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زباد چند ایک فرینڈز کو فارغ کرتا اپنے بیڈ روم کی جانب بڑھا تھا .جہاں اُس کی محبت اُس کی لڑتی جھگڑتی جنگلی بلی موجود تھی .جس پر اب صرف اور صرف اُسی کا حق تھا .

ہر طرح کے حالات کے لیے خود کو تیار کرکے زباد نے اپنے روم میں قدم رکھا تھا .سرشار قدموں سے بیڈ کی جانب بڑھتے اُس کی نظر جیسے ہی یشفہ پر پڑی زباد کے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ بکھر گئ تھی .

بیڈ کے بیچوں بیچ تکیے کے سہارے بیٹھنے کے سے انداز میں بیڈ کی بیک سے سر ٹکائے اُس کی پیاری سی دلہن سو چکی تھیں .زباد پھولوں کی لڑیاں سائیڈ پر کرتا یشفہ کے بے حد قریب آبیٹھا تھا .اور محبت سے لبریز نظروں سے اُس کی جانب دیکھنے لگا تھا .

یشفہ اِس وقت مہرون کلر کی میکسی میں ملبوس اپنی حسین سراپے کے جلوے بکھیرے رہی تھی .ہیوی جیولری فل میک اپ میں وہ حُسن کا مجسمہ لگ رہی تھی .

زباد کو سوتے ہوئے بھی اُس کے چہرے پر تھکن کے آثار نظر آرہے تھے .شاید طبیعت کی خرابی اور اُوپر سے اتنی مشقت کی وجہ سے وہ تھک گئی تھی .زباد اُس کی جانب جھکتے ایک ایک کرکے اُس کی جیولری اُتارنے لگا تھے .وہ بہت ہی نرمی اور محتاط انداز میں یہ سب کررہا تھا تاکہ یشفہ کی نیند خراب نہ ہو .

وہ ایک دو بار ہلکے سے کسمسائی تھی اور پھر سوگئی تھی .

جیولری اُتارنے کے بعد زباد نے اُس کو اپنی بانہوں میں بھرتے پنوں کی مدد سے لگا اُس کا دوپٹہ بھی اُتار دیا تھا. اور واپس یشفہ کو بیڈ پر لٹا دیا تھا.

یہ سب کرتے زباد کتنی مشکل سے اپنے جذبات پر قابو پائے ہوئے تھا یہ وہی جانتا تھا. کیونکہ یہ حُسن کی مورتی نہ صرف اُس کی بیوی تھی. بلکہ محبت بھی تھی.

یشفہ کی میکسی بہت زیادہ ہیوی تھی مگر اُس کو چینج کروا کر زباد صبح یشفہ کے ہاتھوں قتل نہیں ہونا چاہتا تھا. اِس لیے اُس پر اچھے سے کمبل اوڑھاتے زباد چینج کرنے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

صبح آٹھ بجے کے قریب یشفہ کی آنکھ کھلی تو اُسے محسوس ہوا کہ وہ کسی کی بانہوں کے حصار میں ہے. جیسے ہی حواس بیدار ہوئے. اپنے سر کے نیچے

اور پیٹ پر کسی کا وزنی بازو محسوس کرتے یشفہ نے ڈر کے مارے چیخ مار دی تھی .جسے سنتے زباد فوراً نیند سے بیدار ہوا تھا .

"کیا ہوا یشفہ تم ٹھیک ہو" .

زباد نے اُس کے چہرے کو چھوتے محبت سے پوچھا .

یشفہ زباد کو اپنے قریب دیکھ سچویشن کو سمجھتی .اپنی حرکت پر خجل سی ہوتی نظریں پھیر گئی تھی .

"مجھے شاور لینا ہے" .

یشفہ زباد کا بازو اپنے اُوپر سے ہٹانے کی کوشش کرتے سنجیدگی سے بولی .

"مگر مجھے سونا ہے ابھی" .

زباد یشفہ کو اپنے قریب کرکے خود میں بھینچتے اُسی کے انداز میں بولا .

"تو تم سو جاؤ میں نے کب منع کیا ہے .مگر مجھے جانے دو" .

یشفہ مسلسل احتجاج کرتی زباد سے دور ہونے کی کوشش کرتے بولی .

"تمہارے ساتھ ہی تو سونا ہے مجھے .اکیلے سونے کا کیا مزا .آجاؤ تھوڑی دیر سوتے ہیں پھر مل کر شاور لیں گے" .

زباد یشفہ کے کھلے بالوں میں چہرا چھپاتے بولا .

"واٹ ربش کیا بے ہودگی ہے یہ" .

زباد کے بے باک الفاظ پر یشفہ کے کان لال ہوئے تھے .

جبکہ اپنی مرضی کے مطابق ملنے والے ری ایکشن پر زباد بہت خوش ہوا تھا .وہ جان بوجھ کر ایسی باتیں اور حرکتیں کر کے یشفہ کو تنگ کر رہا تھا تاکہ وہ اُس کے ساتھ لڑے اور نارمل ہونے کی کوشش کرے .

"کیا ہوا ایسا کیا کہہ دیا میں نے .سونے اور نہانے میں کیا بے ہودگی ہے . "

زباد بہت ہی معصومیت چہرے پر سجائے بولا .

"مسٹر زباد شیرازی نہانے میں نہیں مگر دو لوگوں" ....

یشفہ غصے میں آکر بات تو بول گئی تھی .مگر آدھے پر آکر جیسے ہی اُسے اپنے الفاظ کی سمجھ آئی اُس نے فوراً زبان دانتوں تلے دبا دی تھی .

جبکہ اُس کو شرمندہ ہوتے دیکھ زباد کا قہقہ روم میں گونجا تھا " .یار اِس میں اتنی شرمندگی والی کی کیا بات ہے .میاں بیوی کے درمیان سب چلتا ہے .جیسے کہ" ....

زباد کے بولنے سے پہلے ہی یشفہ نے اُس کے منہ پر رکھ کر اُسے مزید کچھ بے ہودہ بولنے سے روکا تھا .

"بس بس .تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ بے شرم اور بے ہودہ ہو".

یشفہ زباد کے بازو ہٹانے کی کوشش کرتے غصے سے بولی .

"ہاہاہاہا مطلب تم میرے بارے میں یہ سوچتی تھی" .

زباد نے اُس کی ٹھوڑی پر ہونٹ رکھتے یشفہ کو اپنی قید سے آزاد کردیا تھا .

یشفہ کے پاس زباد کے اِن شوخ سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا .اِس لیے وہ جلدی سے میکسی سنبھالتی واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

اگلے ہی دن نوشیروان اور عرزش لاہور کے لیے نکل آئے تھے .گھر میں جیسے ہی نوشیروان کی آمد کی اطلاع ملی سب لوگ خوشی سے جھوم اُٹھے تھے .نصرت بیگم کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی تھی .اُن کا لاڈلا پوتا پورے دس سال بعد اُن کے پاس لوٹ رہا تھا .ہر طرف خوشیوں کا سا سماں تھا .

ساری ینگ پارٹی بھی نوشیروان اور اُس کی بیوی سے ملنے کے لیے بے تاب تھی.

نصرت بیگم نے نوشیروان کی پھوپھو اور فاخرہ کو نوشیروان کی موجودگی میں گھر کے مین حصے کی جانب آنے سے منع کر دیا تھا. اور اُن کو اِس دوران اپنے پورشن میں ہی رہنا تھا. وہ نہیں چاہتی تھیں اُن دونوں کو دیکھ کر نوشیروان کا موڈ خراب ہو. وہ پوتے کے ساتھ ساتھ اپنی بہو سے ملنے کے لیے بے تاب تھیں. جس نے اُن کی بات کا مان رکھا تھا. اور ایک دن کے اندر اندر ہی اُن کے ضدی پوتے کو راضی کر لیا تھا.

نوشیروان کی گاڑی گیٹ سے انٹر ہوتے ہی سب لوگ مین گیٹ کے پاس اور کچھ پورچ میں آ کھڑے ہوئے تھے. اُن سب کے خوشی سے جگمگاتے

چہرے دیکھ جہاں عرزش خوش ہوئی تھی وہیں نوشیروان کو اپنے اتنے سال اِن رشتوں سے دور رہنے پر افسوس بھی ہوا تھا.

سب سے پہلے نوشیروان نصرت بیگم سے ملا تھا. جو اُس کے سینے سے لگ کر اپنے کیے کی معافی مانگتی روتے ہوئے باقی سب کی آنکھوں میں بھی آنسو لے آئی تھیں.

"دادی پلیز مجھے مزید شرمندہ مت کریں اب میں آگیا ہوں نا. اب بلکل بھی الگ نہیں ہونگا آپ سے".

نوشیروان سے ملنے کے بعد اُنہوں نے عرزش کے لیے محبت سے اپنی بانہیں پھیلا دی تھیں.

"میرے پوتے کی پسند اُس کی طرح بلکل لاجواب ہے . بلکل چاند کا ٹکڑا ڈھونڈا ہے تم نے" .

نصرت بیگم کی تعریف اور سب کے سامنے بنا کسی لحاظ کے نوشیروان کی شوخ نظریں خود پر جمی محسوس کرتے عرزش سُرخ ہوئی تھی .

جہاں گھر والے سب اُن دونوں کے آجانے سے بہت خوش تھے وہیں وہ دونوں بھی اتنے پیارے محبت بھرے رشتے مل جانے پر آسودہ تھے .

کھانا کھانے کے بعد نصرت بیگم نے نوشیروان اور عرزش کی شادی کے ریسیپشن کا شوشہ چھوڑا تھا.اور رسم کے مطابق آج کے دن عرزش کا نوشیروان سے پردہ کروایا جانا تھا .

"دادی جان یہ بہت غلط بات ہے .ایسے کیسے آپ لوگ میری بیوی کو چھین سکتے مجھ سے .مجھے ایسا ریسیپشن بلکل بھی منظور نہیں ہے" .

نوشیروان کے صاف انکار کرنے پر جہاں سب کے سامنے عرزش کو شرمندگی سی محسوس ہورہی تھی .وہیں باقی سب کے بھی منہ اُتر گئے تھے .

"یا اللہ اِس ضدی شخص کو سنبھالنا کتنا مشکل ہے" .

نوشیروان مزے سے انکار کرتا صوفے پر براجمان تھا .اور عرزش کی مسلسل ملنے والی گھوریوں کو نظر انداز کئے ہوئے تھا .

لیکن سب کے اُترے چہرے دیکھ عرزش نے اُن کے حق میں فیصلہ دیا تھا .جس پر اُسے گھورنے کی باری اب نوشیروان کی تھی .مگر اُس کے کچھ

بھی بولنے سے پہلے عرزش جلدی سے باقی کزنز کے ساتھ وہاں سے اُٹھ گئی تھی.

"دیکھتا ہوں کیسے بچتی ہو تم آج مجھ سے".

نوشیروان کے میسیج کے ساتھ غصے والے ایموجیز دیکھ عرزش مسکرائی تھی.

اور ریپلائے میں اُسے مزید چڑھانے کے لیے ہارٹ اور کِسسز والے ایموجیز سینڈ کر دیے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زباد کی آج عرزش والے کیس کی ہیئرنگ تھی .اِس لیے وہ ناشتہ کر کے نکل آیا تھا .

آج کورٹ میں آکر پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ اُسے واپس جانے کی جلدی تھی .جلدی جلدی سارے کام نمبٹاتے شام آٹھ بجے کے قریب زباد گھر پہنچا تھا .

ڈرائنگ روم میں ہی اُسے یشفہ اپنے دادا دادی کے ساتھ بیٹھی ملی تھی . پرپل کلر کے خوبصورت سے کامدار ڈریس میں ہلکی پھلکی جیولری اور میک اپ میں زباد کو وہ سیدھی اپنے دل میں اُترتی محسوس ہورہی تھی .

زباد بہت ہی احترام سے ہاشم صاحب اور فردوس بیگم سے ملتا یشفہ کے ساتھ صوفے پر آبیٹھا تھا.

"زباد ہماری بیٹی ہم سے تھوڑی ناراض تھی .تو بس اُسی سلسلے میں ہماری تھوڑی صلح صفائی جاری تھی" .

ہاشم صاحب نے مسکراتے زباد کو بھی اپنی ڈسکشن میں شامل کیا تھا .

"تو پھر کیا نتیجہ نکلا دادا جان ہوگئ صلح" .

زباد کی نظریں تو یشفہ سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں .جنہیں محسوس کرتے یشفہ غصے سے پہلو بدل کر رہ گئ تھی .مگر دادا دادی کے سامنے کچھ بول نہیں پارہی تھی .

"ہاں کچھ آثار تو لگ رہے ہیں .بیٹا آپ لوگوں نے نکلنا ہے نا آج سنگاپور کے لیے .کس ٹائم کی فلائٹ ہے آپ لوگوں کی" .

اچانک خیال آتے فردوس بیگم نے زباد سے پوچھا تھا. جبکہ کہیں جانے کا سن کریشفہ نے سوالیہ انداز میں زباد کی جانب دیکھا تھا.

"رات بارہ بجے کی فلائٹ ہے ہماری".

زباد کی بات سن کریشفہ نے غصے سے اُسے گھورا تھا. جس نے اُسے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا .

"اوکے بیٹا پھر آپ لوگ تیاری کرو. ہم لوگ چلتے ہیں. دونوں ایک دوسرے کا بہت سارا خیال رکھنا" .

یشفہ کو اپنی جگہ حیران پریشان چھوڑ وہ لوگ دونوں سے ملتے وہاں سے نکل گئے تھے .

اور زباد یشفہ کی نظروں کو صاف نظر انداز کرتا اندر روم کی جانب بڑھ گیا تھا .

"زباد شیرازی یہ پھر کونسا نیا ڈرامہ ہے .مجھے کیوں نہیں بتایا تم نے کہ ہم کہیں جارہے ہیں .مجھے کہیں نہیں جانا تمہارے ساتھ .تم جتنا مجھ ترس کھا کر میرے گھر والوں کی مدد کرچکے ہو وہ میرے لئے بہت زیادہ ہے . میں پہلے ہی جتنی لوگوں کی باتیں سن چکی ہوں بہت ہیں .ویسے بھی جب تم جیسا شریف انسان مجھ جیسی بدنام لڑکی کے ساتھ باہر نکلے گا تو تمہارے کردار پر بھی اُنگلی اُٹھائی جائے گی .اِس لیے اپنا نام اور عزت خراب مت کرو .مجھ جیسی لڑکی کو اپنے ساتھ لے جاکر .میں تمہارے قابل نہیں ہوں .اِس لیے مجھے یہاں میرے حال پر چھوڑ دو" .

یشفہ روم میں داخل ہوتے زباد پر چلائی تھی .زباد خاموش کھڑا اُس اپنے اندر کی بھڑاس نکالتے دیکھ رہا تھا .

جب وہ تھک کر خاموش ہوئی تو زباد نے آگے بڑھتے اُس کے دونوں بازو تھامتے اُس کا رُخ اپنی جانب موڑا تھا .

"مسز یشفہ زباد کب سے لوگوں کے کہنے پر چلنے لگی .تم وہی ہونا جسے کبھی لوگوں کی فضول باتوں سے فرق نہیں پڑا .پھر تم کیسے ایسے لوگوں کے کہنے پر خود کو بد کردار کہہ سکتی ہو .تم اچھے سے جانتی ہو تم کتنی با کردار ہو .میں گواہی دے سکتا ہوں .تمہاری پاکیزگی تمہاری پاکدامنی کا . اور تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم میرے قابل نہیں ہو .اِس دنیا میں اگر کوئی زباد شیرازی کے قابل ہے تو وہ صرف اور صرف یشفہ زباد ہے .

مجھ پر یقین رکھو بہت جلد یہی لوگ جنہوں نے تم پر کیچڑ اُچھالا یہی تمہارے با کردار ہونے کی باتیں کریں گے".

زباد نے روتی ہوئی یشفہ کے گرد اپنی بانہوں کا حصار بناتے اُس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتے اُس کی آنکھوں میں جھانکا تھا.

"کیا ایسا ہو سکتا ہے".

یشفہ نے سر اُٹھاتے سوالیہ نظروں سے زباد کی جانب دیکھا تھا.

جس پر زباد نے اُس کی بھیگی آنکھیں چومتے اُسے یقین دلایا تھا.زباد کو اِس وقت وہ ناراض سی معصوم بچی لگی تھی.جو شاید اِس وقت خود سے بھی ناراض تھی.

"پر یار پلیز ہنی مون پر میرے ساتھ چلنے سے انکار تو مت کرو .اب میں اپنے ہنی مون پر اکیلا جاتا اچھا تھوڑی نا لگتا ہوں".

زباد نے جس طرح مسکین سی شکل بناتے کہا تھا .یشفہ اُسے دیکھتے روتے روتے ہنس پڑی تھی .

زباد مبہوت سا یہ دھوپ چھاؤں کا منظر دیکھ رہا تھا .

"مجھے کہیں نہیں جانا تمہارے ساتھ .جس طرح تم نے میرے دادا دادی کو اپنی ٹیم میں شامل کرکے یہ شادی کی ہے .بھگتو اب اِسے .اور اگر بہت شوق ہورہا ہے ہنی مون پر جانے کا تو لے جاؤ .اپنی اُس بندریا شزا کو".

یشفہ زباد کے بازوؤں کا حصار توڑتی دور ہوئی تھی .جبکہ شزا کے ذکر پر زباد کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے .مگر پھر فوراً خود کو نارمل کرتے وہ خود سے دور جاتی یشفہ کو دوبارہ اپنے حصار میں لے چکا تھا .

"میں نے کہا تھا تم سے .اگر شادی کروں گا تو صرف تم سے اور میں نے وہی کیا".

زباد نے یشفہ کے کندھے پر ہونٹ رکھتے خُمار آلود لہجے میں کہا تھا .جب کہ زباد کی اتنی جسارت پر یشفہ کا پورا وجود حیا سے لرز اُٹھا تھا .

"زباد پلیز...وہ پیکنگ نہیں کرنی .دیر ہورہی ہے ہمیں" .

اِس سے پہلے کے زباد کی گستاخیاں بڑھتیں یشفہ کی کمزور سی آواز اُس کے کانوں میں پڑی تھی .اور زباد کے ہونٹوں پر محظوظ کن مسکراہٹ پھیل گئی تھی .

جو اُسے خود سے دور نہیں کررہی تھی .مگر پاس بھی نہیں آنے دے رہی تھی .زباد نرمی سے اُس کے کان کی لوح پر اپنا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹ گیا تھا .

زباد یشفہ کو آہستہ آہستہ اپنی پہلی والی کنڈیشن میں واپس آتا دیکھ بہت خوش تھا .وہ یشفہ کو اِس ماحول سے کچھ ٹائم کے لیے نکالنا چاہتا تھا .تا کہ وہ اُس کے ساتھ اپنی زندگی کا فریش سٹارٹ لے سکے .

"ساری پیکنگ ہوچکی ہے ہماری .تم بس اپنے مائینڈ کو اِس ہنی مون کے لیے مینٹلی پری پیئر کر لو .کیونکہ وہاں کسی قسم کی کوئی چھوٹ نہیں ملنے والی".

یشفہ کو ڈریسنگ روم کی جانب بڑھتا دیکھ زباد نے پیچھے سے شوخ لہجے میں آواز لگائی تھی .

جسے اَن سنی کرتے یشفہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"ماشاءاللہ زبردست بھابھی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں" .

نوشیروان کی چچا زاد مبہوت سی عرزش کو مہندی کی دلہن بنا دیکھ رہی تھی .جو ییلو اور اورنج رنگ کے لہنگے میں پھولوں کے زیورات سے سجی دونوں ہاتھوں اور پیروں پر مہندی سجائے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی .

اُس کے لمبے بالوں کو ڈھیلی سی چٹیا کی شکل میں موتیے کے پھولوں سے سجا رکھا تھا .

"اچھی بات ہے آج نوشیروان بھائی آپ کو دیکھ نہیں سکتے ورنہ آپ کے حُسن کے وار سے بچ نہیں پاتے آج" .

اُن کی باتوں پر مسکراتے عرزش نوشیروان کا غصے بھرا چہرا تصور میں لاتی مسکرائی تھی ۔

نصرت بیگم کا سختی سے آرڈر تھا کہ نوشیروان اور عرزش کا آمنا سامنا نہیں ہونا چاہیئے ۔نوشیروان کسی صورت عرزش کو نہ دیکھے اِس طرح رُوپ نہیں آتا ۔

اِس لیے وہ سب عرزش کی باڈی گارڈ بنی اُس کے ساتھ ساتھ تھیں ۔

عرزش کو بھی نوشیروان کو تڑپا کر بہت مزا آرہا تھا ۔

وہ سب ابھی بھی عرزش کے ساتھ بیٹھی باتیں کررہی تھیں ۔جب ملازم نے آکر بتایا تھا کہ نصرت بیگم اُن سب کو بلا رہی ہیں ۔جس پر وہ سب جلدی جلدی نکل گئی تھیں ۔

عرزش بڑے ہی ریلیکس انداز میں بیٹھی تھی .جب اچانک کسی نے اُس کی ناک کے پاس رومال رکھتے اُس بے ہوش کردیا تھا .اور اُسے کالے رنگ کی چادر میں لپیٹے باہر نکل گیا تھا.

عرزش کی جیسے ہی آنکھ کھلی کمرے کے بجائے کسی اور جگہ پر خود کو پاکر وہ گھبرا کر اردگرد دیکھنے لگی تھی .پھر اچانک اُس کے دماغ میں آیا کہ کسی نے اُسے بے ہوش کردیا تھا .اور شاید اُٹھا کر یہاں لے آیا ہے .مگر کون اتنی جرأت کر سکتا تھا .عرزش خوفزدہ سی اردگرد دیکھنے لگی تھی .

جہاں وہ بیٹھی تھی .وہاں ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا .چاند کی مدھم سی روشنی میں وہ اتنا ہی سمجھ پارہی تھی کہ شاید یہ کوئی جنگل نما جگہ ہے .

اِس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتی .

اچانک سے لائٹس آن ہوئی تھیں .اور ہر طرف برقی قمقموں کی روشنی پھیل گئی تھی .اور کچھ دیر پہلے لگنے والی ویران سی جگہ اب ایک بہت ہی خوبصورت منظر پیش کرنے لگی تھی .

"مسز نوشیر وان خانزادہ تمہیں اتنا خوفزدہ ہونے کی تو بلکل بھی ضرورت نہیں ہے .کیونکہ نوشیر وان خانزادہ کے علاوہ کسی کی جرأت نہیں کہ اپنی مہندی کی دلہن کو کڈنیپ کر سکے" .

نوشیر وان بات کرتے ایک طرف سے نکل کر اُس کے سامنے آیا تھا .اُس کے الفاظ اور آنکھوں میں شرارت نمایاں تھی .

"نوشیر وان یہ کیا حرکت ہے .آپ جانتے ہیں گھر میں سب کتنے پریشان ہورہے ہونگے" .

عرزش اُس کی نظروں میں وارفتگی محسوس کرتے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے بولی .جانتی تھی جتنا اُس نے نوشیروان کو چڑایا ہے اُس کی خیر نہیں تھی اب .

"وہاں سب سیٹ ہے .اُن کی فکر مت کرو تم .بلکہ فکر تو تمہیں ابھی اپنی کرنی چاہیئے میری جان .وہ جو مس یو اور اتنے لونگ ایموجیز آرہے تھے . مجھے اُن کا جواب بھی تو دینا تھا نا" .

نوشیروان نے عرزش کے قریب آتے پاس پڑی لکڑیوں میں آگ لگاتے بولا .

"آپ نے اُن کو سیریس لے لیا میں تو مذاق کررہی تھی".

عرزش اردگرد کا جائزہ لیتے بولی .

یہ ایک بہت ہی پیاری لوکیشن پر بنا کوئی ہوٹل تھا. جس کے ایک طرف خوبصورت سی جھیل تھی.

عرزش جہاں بیٹھی تھی وہ کوئی نرم گرم سے گدوں سے بنا تخت تھا. جو بات گھبراہٹ میں پہلے اُس نے نوٹ نہیں کی تھی. عرزش کے دائیں جانب لوازمات سے سجا ٹیبل تھا. جہاں بہت ساری ڈشز موجود تھیں. اِس جگہ پر اِس وقت اُن دونوں کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا.

نوشیروان عرزش کے بہت قریب جا بیٹھا تھا. اور اُس کے اِس حسین رُوپ کو اپنے دل میں اُتارنے لگا تھا.

"اگر میں آج تمہارا یہ سہانا رُوپ نہ دیکھتا تو میرا کتنا بڑا نقصان ہو جانا تھا.

"

نوشیر وان نے جھک کر عزش کی صراحی دار دودھیا گردن کو ہونٹوں سے چھوا تھا .اُسے کے پُرشدت لمس پر عزش ایک لمحے کے لیے کانپ گئی تھی .نوشیر وان کی قربت اُس کے لئے جان لیوا ثابت ہوتی تھی .

"یہ سب بہت خوبصورت ہے .ویسے میں جانتی تھی کہ آپ مجھ تک کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جائیں گے" .

عزش نے نوشیر وان کی جسارتوں پر بند باندھتے اُسے دوسری طرف متوجہ کرنا چاہا تھا.نوشیر وان اُس کی معصوم سی کوشش پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا .

"خوبصورت ہے مگر تم سے بہت کم .تمہارے لیے ایک گڈ نیوز ہے میرے پاس" .

نوشیروان نے عرزش سے اُٹھتی مہندی اور موتیے کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اُتارا تھا .

"کیسی گڈ نیوز" .

عرزش ایکسائیٹڈ ہوئی تھی .

"آج شام میں زباد سے بات ہوئی میری . آج کیس کی ہیئرنگ تھی . تمہارے تایا اور اُن کے بیٹے کو سزا ہو گی ہے" .

نوشیروان کی بات سنتے عرزش کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ نکلے تھے . جنہیں بے مول ہونے سے پہلے کی نوشیروان نے اپنی پوروں پر چن لیا تھا .

عرزش بہت خوش تھی اُس نے آخر کار اپنے بابا اور بھائی کے قاتلوں کو اُن کے انجام تک پہنچا دیا تھا .جو ممکن ہوا تھا صرف نوشیر وان کی وجہ سے .

"اور تمہارے کہنے پر میں نے پھوپھو کو معاف کردیا ہے مگر اُن کی بیٹی کو معاف کرنے کا ظرف میرے اندر بلکل بھی نہیں ہے" .

نوشیر وان کی اگلی بات سن کر عرزش کو اُس پر بہت پیار آیا تھا .جس کا اظہار کرتے عرزش نے اُس کے گلے میں بانہیں ڈال کر اُوپر ہوتے باری باری اُس کے دونوں گال چوم لئے تھے .

اِس شخص کے لیے اُس کی محبت اور عقیدت دن بدن بڑھتی جارہی تھی .

نوشیروان کو عرزش کا پیار کا اتنا خوبصورت انداز اندر تک سرشار کرگیا تھا۔

نوشیروان نے ایک ایک کرکے جیسے ہی ٹیبل پر موجود ایک ایک ڈش کو اَن کور کیا تھا۔ عرزش سہی معنوں میں ششدر رہ گئی تھی۔ وہاں اُس کی پسند کی ہر ڈش موجود تھی۔

مگر اُن سب میں سے گول گپوں پر نظر پڑتے ہی عرزش نے سب سے پہلے اُن کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔

جبکہ نوشیروان مسکراتی نظروں سے اُسے بچوں کی طرح گول گپے کھاتے دیکھ رہا تھا۔ اور اُسے دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ یہاں ایک رومینٹک ڈیٹ پر آئے ہیں۔

"آپ بھی کھائیں نا".

عرزش نے ایک گول گپہ نوشیروان کی جانب بڑھایا تھا. جسے کھانے سے اُس نے صاف انکار کردیا تھا. اُسے ایسی چٹ پٹی چیزیں پسند نہیں تھیں.

"پلیز ایک میری خاطر. یہ زیادہ سپائسی نہیں ہے"

عرزش نے منہ بناتے اُسے ریکویسٹ کی تھی. مگر آنکھوں میں شرارت نمایاں تھی. اِس میں اُس نے بہت زیادہ چٹنی ڈال دی تھی. نوشیروان نے جیسے ہی اُسے اندر نگلا اُسے اپنے کانوں سے دھویں نکلتے محسوس ہورہے تھے.

عرزش نوشیروان کا لال پڑتا چہرا دیکھ کھکھلا کر ہنسنے لگی تھی.

"ہاہاہا کیسا تھا میرا اسپیشل بنایا گیا گول گپہ".

عرزش ہنسی کے دوران بولی .

"اِدھر آؤ بتاتا ہوں تمہیں کتنا ٹیسٹی تھا" .

نوشیروان پیچھے کو کھسکتی عرزش کو اپنی جانب کھینچتے اُس کے ہونٹوں پر جھک چکا تھا .

کافی دیر بعد جب نوشیروان نے عرزش کو آزاد کیا اُس نے جلدی سے پانی کا گلاس اُٹھاتے منہ سے لگایا تھا .

"ہاں تو پھر کیسا لگا اپنے سپیشل گول گپے کا ٹیسٹ" .

اب عرزش کی شکل دیکھ ہنسنے کی باری نوشیروان کی تھی .

"آپ بہت بڑے چیٹر ہیں مجھے بات ہی نہیں کرنی آپ سے" .

پانی کے پورے دو گلاس اندر انڈیلنے کے بعد کہیں جاکر عرزش کو مرچوں کی جلن کم ہوتی محسوس ہوئی تھی.

جب ایک بار پھر عرزش کو شرارت سوجی تھی .اُسے آج نوشیروان کو تنگ کرنے میں مزا آرہا تھا .لیکن ہر بار پھنس وہ خود ہی رہی تھی .

عرزش آرام سے کھسکتی نوشیروان کی پہنچ سے دور ہوئی تھی .

"نوشیروان مجھے بھی آپ سے ایک بات کرنی تھی" .

عرزش اُلٹے قدموں پیچھے کی جانب بڑھتی مسکراتے ہوئے بولی .

"اوکے پر بات کرنے کے لیے دور نہیں بلکے قریب آنے کی ضرورت ہے" .

نوشیروان کی بات سنتے عرزش نے نفی میں سر ہلایا تھا. اگر یہ بات وہ اُس کے قریب بیٹھ کر کرتی تو اُس کی خیر نہیں تھی .

"نوشیر آئی لو یو سو مچ . آئی کانٹ لیو بد آؤٹ یو" .

عرزش اُونچی آواز میں اپنی محبت کے اظہار کے ساتھ فلائنگ کس دیتی . نوشیروان کے جذبات کو مزید چھیڑ گئی تھی .

"یار دور سے سنائی نہیں دے رہا زرا قریب آکر بولو" .

نوشیروان آہستہ آہستہ قدموں سے اُس کی جانب بڑھا تھا . عرزش نوشیروان کو خطرناک تیوروں سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ ہنستے ہوئے وہاں سے بھاگی تھی . مگر نوشیروان نے جلد ہی اُسے پکڑتے اپنی بانہوں میں

بھر لیا تھا .اور اُس پر اپنی بے پناہ محبتیں نچھاور کرتے بانہوں میں اُٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا .

وہ عرزش کو ہنستے مسکراتے خوش اور مطمئن دیکھ کر خود سے عہد کرچکا تھا کہ اب وہ اُس کی زندگی میں دکھ کی پرچھائی تک نہیں آنے دے گا .

آخر کار بہت سی آزمائشوں کے بعد اُن دونوں کی زندگی سے دکھوں کے بادل چھٹ چکے تھے .اب اُن کے لیے ہر طرف خوشیوں کا روشن سویرا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زباد اور یشفہ اگلے دن آٹھ بجے کے قریب سنگاپور پہنچ چکے تھے .یشفہ کا موڈ زباد سے ابھی بھی خراب ہی تھا .وہ زباد سے بات نہیں کر رہی تھی مگر زباد بنا اُس کے موڈ کا نوٹس لیے اُس سے ہر بات میں اپنی منوا رہا تھا .

ہوٹل پہنچ کر یشفہ کچھ ٹائم آرام کرنا چاہتی تھی مگر زباد نے یہ کہہ کر اُس کی ایک نہیں چلنے دی تھی کہ وہ پورا راستہ جہاز میں سوتی ہی آئی ہے . جس پر یشفہ دانت پیس کر رہ گئی تھی .زباد کی کمپنی میں وہ اُسے ایسے خود میں بزی رکھتا تھا کہ یشفہ کسی اور چیز کے بارے میں کچھ سوچ ہی نہیں پاتی تھی .

یشفہ نے زباد کے ساتھ بہت سی جگہوں پر گھومتے بہت زیادہ انجوائے کیا تھا .اُسے اب زباد کے ساتھ ٹائم پاس کرنا بہت اچھا لگ رہا تھا .اُس کا خراب موڈ خود بخود ہی ٹھیک ہوچکا تھا .

اِس وقت بھی وہ دونوں ایک خوبصورت سے ریسٹورنٹ کی آؤٹ ڈور لوکیشن پر بیٹھے تھے .زباد کوئی امپورٹنٹ کال آجانے کی وجہ سے ابھی اُٹھ کر سائیڈ پر چلا گیا تھا .

یشفہ وہیں ٹیبل پر کہنی رکھے ہتھیلی پر ٹھوڑی ٹکائے بے خودی میں زباد کی جانب دیکھنے لگی تھی .

جو براؤن کلر کی جینز پر بلیک کلر کی شرٹ پہنے اپنے دراز قد کے ساتھ یشفہ کو پہلے سے کہیں زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا .بالوں کو ہمیشہ کی طرح جیل

سے سیٹ کر رکھا تھا . جن میں سے چند ایک اُس کی کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے .

یشفہ تو اُس پر بہت پہلے ہی دل ہار چکی تھی . مگر یشفہ کے بُرے حالات میں جس طرح اُس پر پورا یقین اور بھروسہ دیکھاتے زباد نے اُسے اور اُس کی فیملی کو سنبھالا تھا . اور ساری سچویشن ہینڈل کی تھی .یشفہ دل سے اُس کی شکر گزار تھی . اور اپنے دل کو مزید اُس کی جانب جھکتے محسوس کیا تھا .

اِنہیں باتوں کا اقرار کرنا اُس کو اب دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا . جس کی وجہ سے زباد سے پیار سے بات کرنے کے بجائے وہ مزید لڑ رہی تھی .

وہ نجانے کتنے ہی لمحے ایسے ہی زباد کو دیکھتی رہتی جب اچانک زباد کے پلٹنے پر پاس سے گزرتی ایک بہت ہی خوبصورت سی سٹائلش لڑکی جان بوجھ کر زباد سے آکر ٹکرائی تھی .

یہ سب دیکھ یشفہ کو تپ چڑھ گئی تھی .

کیونکہ اب وہ لڑکی زباد کو سوری بولنے کے بعد مسکرا مسکرا کر باتیں کررہی تھی .اور زباد بھی پوری طرح سے اخلاقیات نبھا رہا تھا .یہی بات یشفہ کو مزید بھڑکا رہی تھی .لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ زباد دور سے ہی اُس کا غصے سے سُرخ ہوتا چہرا نوٹ کرچکا تھا .اور اب جان بوجھ کر اُس لڑکی سے باتوں میں مصروف تھا .

بس یہی تک تھی یشفہ کی برداشت .وہ غصے سے اپنی جگہ سے اُٹھتے زباد کی جانب بڑھی تھی.

"ایکسکیوزمی ہی از مائی ہزبینڈ" .

اُن دونوں کے درمیان آکر یشفہ زباد کے بازو میں ہاتھ ڈالتی اُس لڑکی کو اچھے سے باور کرواتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی .

جہاں وہ لڑکی یشفہ کی اتنی بدلحاظی پر شاکڈ ہوئی تھی .وہیں یشفہ کو اپنے معاملے میں اتنا پوزیسو ہوتا دیکھ اُس کا دل خوشی سے جھوم اُٹھا تھا .

زباد کے اس سے کھانے کا بہت بار پوچھنے کے باوجود بھی یشفہ نے اُس سے ناراضگی ظاہر کرتے واپس ہوٹل جانے کی ضد کی تھی .زباد کو وہ پنک کلر کی لانگ شرٹ کے نیچے وائٹ کلر کی جینز پہنے .وائٹ کلر کا ہی

سکارف گلے میں لپیٹے پھولے گالوں کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی .

آج یشفہ نے اُس کے فیورٹ اپنے براؤن بال کھلے چھوڑ رکھے تھے .جن میں زباد کو بار بار اپنا دل اٹکتا محسوس ہورہا تھا .

ریسٹورنٹ سے لے کر ہوٹل کے روم تک آتے یشفہ نے زباد سے کوئی بات نہیں کی تھی .جبکہ زباد اُسے کئی بار مخاطب کرچکا تھا .

"یار تمہیں اتنا غصہ آ کس بات پر رہا ہے .اُس کے مجھ سے ٹکرانے اور بات کرنے پر .یا اُس کے اتنے خوبصورت ہونے پر" .

زباد کے شرارتی انداز میں کہی بات یشفہ کو مزید تپا گئی تھی .

"اگر اتنی ہی خوبصورت تھی .تو اُسی کے ساتھ رہ لیتے میرے ساتھ آنے کی کیا ضرورت تھی" .

یشفہ غصے سے بیڈ پر بیٹھتے بولی .

"لگتا ہے یہاں آس پاس کچھ جل رہا ہے . تمہیں بھی بو آ رہی ہے جلنے کی" .

زباد آنکھوں میں شرارت بھرے بیڈ پر یشفہ کے بلکل ساتھ جُڑ کر بیٹھ گیا تھا .

اُس کی آنکھوں کی شرارت بھانپتے یشفہ نے زباد کو کالر سے پکڑتے اپنی جانب کھینچا تھا .

"زباد شیرازی مذاق میں بھی کبھی کسی لڑکی کے قریب جانے کی کوشش مت کرنا . میں یہ بات کسی صورت برداشت نہیں کروں گی . تم صرف میرے ہو اور تم پر صرف میرا حق ہے" .

یشفہ آنکھوں میں آنسو بھرے اُس سے اپنے دل کی بات کہتی پیچھے ہوئی تھی .زباد حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا .اُسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ لڑکی اُس کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر سکتی ہے .اور وہ بھی اتنے خوبصورت انداز میں .

لیکن یشفہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ زباد تڑپ کر اُس کے قریب ہوا تھا .

"کسی اور کے قریب ہونا بھی کون چاہتا ہے .میں تو دنیا کی اِس سب سے حسین لڑکی کے قریب رہنا چاہتا ہوں .جو ہٹلر بنی مجھے کوئی موقع ہی نہیں دے رہی" .

زباد یشفہ کا بازو کھینچ کر اپنے اُوپر گراتے بولا ۔اب کی بار یشفہ نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا ۔وہ خاموشی سے زباد کی شرٹ اپنی مٹھی میں دبوچے اُس کے کندھے پر سر رکھے ہوئے تھی ۔

"کیا میں تمہارا مجھ سے اچانک اتنا زیادہ گریز برتنے کی وجہ جان سکتا ہوں ۔تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے موجود جذبات میں بہت پہلے ہی دیکھ چکا تھا ۔مگر چاہنے کے باوجود تمہارے گریز کی وجہ نہیں جان سکا ۔کیا تم مجھ سے شیئر کرنا چاہو گی" ۔

زباد جھک کر یشفہ کے گال پر بوسہ دیتے بولا ۔وہ پچھلی بات کبھی نہ پوچھتا اگر ابھی بھی یشفہ کے انداز میں وہی گریز محسوس نہ کرتا تو ۔

زباد کے پوچھنے پر یشفہ نے بنا کوئی بات چھپائے .شزا کی ساری باتیں اُسے بتا دی تھیں .جسے سن کر زباد کو اپنا شک بلکل ٹھیک ہوتا محسوس ہوا تھا .

زباد نے یشفہ کے آگے شزا کے حوالے سے اپنے تمام خیالات بیان کردیے تھے .کہ وہ اُس کے لیے ایک اسسٹنٹ سے زیادہ کچھ نہیں تھی . سٹارٹ میں شزا کے خوش اخلاق انداز پر زباد بھی اُس سے ہنس کر بات کر لیتا تھا .مگر جیسے ہی زباد کو اُس کے انداز میں زرا سا بدلاؤ محسوس ہواتو اُسے اپنے یشفہ کے بارے میں موجود جذبات سے آگاہ کرتے اس کے قدم بڑھنے سے پہلے ہی روک گیا تھا .لیکن وہ یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ اندر ہی اندر شزا یشفہ کے خلاف کیا کھچڑی پکا چکی تھی .

زباد کے شزا کے بارے میں بات کلئیر کر دینے سے یشفہ کے دل میں موجود آخری پھانس بھی نکل گئی تھی .

"تمہیں کچھ دیکھانا ہے" .

وہ ایسے ہی زباد کے کندھے پر سر رکھے اُس کے سینے سے لگا کر لیٹی ہوئی تھی .جب زباد نے اپنی پاکٹ سے موبائل پر کچھ آن کرتے اُس کی جانب بڑھایا تھا .

جہاں شزا کی میڈیا سے کی گئی پریس کانفرنس کی ویڈیو تھی .جس میں اُس نے اپنے تمام گناہوں کو قبول کیا تھا .کہ کیسے اُس نے ملک خیام کے ساتھ مل کر یشفہ جیسی پاکدامن لڑکی کی عزت خراب کرنے کی کوشش کی تھی .

یشفہ جیسے جیسے موبائل پر چلتی ویڈیو دیکھتی گئی .اُس کی آنکھوں میں پہلے حیرت بے یقینی , اذیت, نفرت اور پھر آسودگی کے تاثرات چھا گئے تھے .

یشفہ نے ویڈیو ختم ہونے کے بعد تشکر آمیز نظروں سے زباد کی جانب دیکھا تھا . جس نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا.

زباد یشفہ کے چہرے پر سکون دیکھ خود بھی اندر تک پرسکون ہوگیا تھا .

ملک خیام کی گرفتاری کے بعد اُس سے پوچھ گچھ کے دوران اُس نے شزا کا نام لیا تھا .زباد کو پہلے تو یقین ہی نہیں آیا تھا . مگر پھر جیسے ہی سارے ثبوت دیکھے .وہ غصے سے پاگل ہو اُٹھا تھا .ایک لڑکی ہونے کے ناتے زباد شزا کو اور تو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا .مگر اُس کی سب سے بڑی سزا یہی تھی .کہ جیسے اُس نے پورے ملک کے سامنے یشفہ کو بدنام کرنے کی

کوشش کی تھی .ویسے ہی اب وہ سب کے سامنے اپنے منہ سے اپنی غلطی کا اقرار کرے .

"تھینکیو سو مچ زباد .تم نے جو میرے لیے کیا ہے .اُس کا بدلہ میں چاہ کر بھی نہیں چکا سکتی.تم اتنے بُرے بھی نہیں ہو .جتنا میں تمہیں سمجھتی تھی .
"

یشفہ چہرا اُوپر کی جانب کرتے زباد کا دل سے شکریہ ادا کرتی آخر میں شرارت سے بولی تھی .

"بدلہ تو تم آرام سے چکا سکتی ہو .وہ بھی ابھی اور اِسی وقت" .

زباد یشفہ کے ہونٹوں کو فوکس کرتے معنی خیزی سے بولا .

یشفہ پہلے تو اُس کی بات سمجھی ہی نہیں تھی .مگر اُس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے حیا سے سُرخ ہوتے نفی میں سر ہلاتے وہ دو ہٹی تھی .

مگر اُس کے بیڈ سے اُترنے سے پہلے ہی زباد اُس کا بازو اپنی گرفت میں لیتے اُسے بیڈ پر گرا چکا تھا .

اور یشفہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اُس کی بولتی بند کرچکا تھا .اور کچھ ہی لمحوں میں یشفہ کا کمزور سا احتجاج بھی زباد کی والہانہ شدتوں کے آگے دم توڑ چکا تھا .

کمرے کی کھڑکی سے جھانکتا چاند اُن دونوں کے خوبصورت ملن پر مسکراتا آگے بڑھ گیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ختم شد